فاعتبروا یا اولی الابصار

الحمد للّه که این کتاب سعادت انتساب مجموعهٔ کرامات و ریاضات اولیای کاملین و بزرگان دین متین مسمی

حالات الصادقین
و
حکایات الصالحین

پیش سخنوران مشکل پسند مبرهن است که آیهٔ زیب عنوانش مادهٔ تاریخ بحذف واو است

در مطبع هاشمی باهتمام محمد هاشم علی

UNIVERSITY

CHECKED-2002

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U20083

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ہی جسنی جو کلام کیا + ہمنی یون حمد کو تمام کیا

کس جی جان سی اوس خالق الن جا کی تعریف کروں کہ جسنی تا آفتاب عالمتاب فداہ رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم سی ہر دو جہان کو آفتاب سا چمکایا اور ہر ذرہ کو مہر درخشان کیا اور وصف کو
رسول حق ہادی مطلق کا کس دل و زبان سی لکہون کہ جسنی راہ بہٹکون جہان تاریکی جان کو چراغ ہدایت
او مشعل شریعت دکہا کی خرامان خرامان تا در دولت ایقان و ایمان پہنچایا اور بہ احاطہ چار دیوار
چار یار کبار و ابرار کی متاع ایمان جہان کو دشمنان نفس و شیطان سی بچایا بیت خدا یا از تو عشق
مصطفی را + محمد از تو میخواہم خدا را + بعد اسکی فقیر حقیر سراپا تقصیر نالایق خلایق نالایق را لایق معصیت
شعار غفلت کردار ژولیدہ حال پریشان بال روسیاہ نہادہ دل ز دست دادہ عاصی منصور احمد ولد
مولوی حاجی نواز احمد مرحوم مبرور ساکن قصبہ سہسوان ضلع بدایون بخدمت ارباب دانش او اصحاب بینش
کی عرض کرتا ہی کہ اتفاقا برای چندی وارد اگرہ ہوا ناگاہ اس بیمار دلی کو یہہ نسخہ نادر ہاتہ آیا اسکی نسخون سی
علاج مرض لاعلاج کا شروع کیا فی الجملہ افاقہ پایا اور مریضون اس مرض عالمگیری ذکر آیا اہل دل نیم بسمل
او مردہ دل زندہ دل ہو گئی یکا یک سبکی زبان جانبسی یہی کلمہ نکلا کہ اگر یہہ کتاب عربی سی اردو ہو جای
تو سارے جہان کو نفع پہنچای اور گرفتاران جہان کو بلا سی چہوڑا لی او جی جان کو چاشنی ذوق ایمانی

[illegible]

بطور خوش سا بہتی او توکل لیکی مقام اگرہ مین بیٹہی باری

فہرست حالات و حکایات الصالحین

اور نیز اون ابیاتکو ذایقہ عرفانی چکھائی مگر چونکہ یہہ کار لایق سراہنا منافع خلایق نہ لایق اس نالایق جلد کم
الفرصت سراپا وحشت و معصیت کی تہا چاہا کہ کسی شفیق دلی شایق اور ماہر اس فن کو تکلیف دون اور طالبان
حق کو راحت پہنچاؤن چنانچہ ایک شفیق دلی جامع علوم ظاہری و باطنی کو خط لکہا کہ یکایک عنایت الٰہی
اور حمایت رسالت پناہی نے اس نکمی نادان ہیچدان عصیان تو امان سے وہ کار نمایان لیکر داماں دل
و جان میں ایمان سارے جہان کی نزدیک جواہر بیبہا حدیث رسول اکرم اور کلام اہل اللہ سے بہر دیا یعنی اس محض
بے بضاعت سراسر جہالت سے کمال قلت فرصت میں وحشت مین عام فہم خاص پسند عربی عبارتونکا اردو
ترجمہ کرایا اور زیور آیات و احادیث اور اشعار مثنوی معنوی وغیرہ اقوال اہل حال کی مزین کرایا گویا مشرق
ازلی کو نالا کر بہایا ورنہ مین کہان اور یہہ سرمایہ سرمدی کہان کجا نقطہ کجا کتاب کجا ذرہ کجا آفتاب بلبیت
صلاح کار کجا و من خراب کجا ببین تفاوت رہ از کجا است تا بکجا ہی فی الواقع نالایق سے کسی لایق ہونا اور ذرہ سے
آفتاب چمکنا قدرت خدا ہیکا نام ہی چنانچہ قبل اس کے اسی طور لب لباب مثنوی معنوی کو اس مشتری مشرب
کرا کے بہشت بہشت آٹھ حواشی سے دو نوت دلا کے طبع کرایا اور ہر خاص و عام کو نفع پہنچایا اور اوس باری
رحمت کو ہر شہر و دیار اور کوچہ و بازار مین نہر سا دوڑایا اور پژمردہ دلون کو شگفتہ دل کرایا اگرچہ وجہہ
اصل مطلب اوسکی کی اہل علم جہاد رسو جہہ کو بھی مگر حال آبیاری و فیض جاری اوس سرچشمہ فیضان جناب باری کا
مثل دریا جاری کی جاری ہی کہ ہر طالب بقدر طلب اپنے ظرف ہی کی سیراب و فیضیاب ہوتا ہی اور جو مرد
نہین ہیتا کہ صرف لفظون ہی مین محض پوست ہی وہ مزا ہی کہ سننے والی لوٹ پوٹ ہوتی ہی کہ جیسے بہات برس میوہ
چہلکے مین یہہ لذت ہو تو اوسکی گودہ اور مغز کی لطافت و کیفیت کیونکر بیان ہو پس ایسا ہی حال اس کتاب
کا ہی کہ سننے والے بیتاب اور دیکھنے والے کباب ہوتا ہی ہر کس و ناکس مرد و عورت پیر و جوان ناخواندون کو
بالا مال کر دیتی ہی کہ مجمع ناخواندن مین اگر ایک شخص بہی ہیگا سبکو فائدہ ہوگا پس وہی کہنا ہی جو ایک
کہاوی اور سبکا پیٹ بہر جاوی اور اسمین ہیں باب ہین اور ہر باب مین دس دس حکایات نادرات پہلی اسکا
نام صرف حکایات الصالحین تہا اب حکایات الصالحین فی حالات الصادقین کہا کہین با سببہ قبول رسول
وا ہی کہین طول فضول ہوکر مختصر ہو گیا ہی بہر قدر اصل مطلب کہین بہی سی نہین گیا ہی کہین فوائد جا

پہنچین اور کہین درج حکایات سبحان اللہ کتاب ہی یا فہرست کتب اصحاب لب لباب اولوالالباب
ہے یا کسی طالب صادق کا دل کباب حکایات نادرات ہین یا ترجمہ آیات بینات حکایات ہین یا دفتر
حالات اولیا ہی صاحب کرامات حکایات ہین یا تشنگان آب ایمان کو مژدہ الحیات یا گرفتاران معاملات
جہان کو براءت نجات باب ہی یا باب جنان حکایت ہی یا حکایت عرفان کہ خود آرائی کہوتی ہی خود آرا کو
رونق دیتی ہی مردہ جسم کو جلا دیتی ہی آئینہ دلکو جلا دیتی ہی جیسا کہ مولانا ارشاد فرماتی ہین **ابیات**
ہین گہی اسرار قبل و قال دار اولیا ٭ مردہ را زیشان حیات است و نما ٭ گر تو سنگ خارہ و مرمر شوی ٭ چون بصاحب دل رسی
گوہر شوی ٭ کار پاکان رشتۂ دیگر می است ٭ کار دونان حیلہ و بی شرمی است ٭ از حدیث شیخ جمعیت رسد ٭ تفرقہ
آرد دل اہل حسد ٭ شیخ نورانی ز رہ آگہ کند ٭ با سخن ہم نور را ہمرہ کند ٭ چونکہ مقصود اصلی اس فقیر کا
او منفعت رسانی طالبان دولت جاودانی ہی نہ غرض نمایش و نیکنامی اسواسطی قدر دانون کی خدمت مین عرض
ہے کہ اگر کچھ غلطی او خطا اسمین پاوین یا غلط او خطا کی ملاحظہ کرین تو بدامن عفو خطا پوشی چھپاوین ور انگشت نمائی
عالم گناہ کو انگشت نما نفرماوین کہ عاجز نواز عاجزونکو نوازتی ہین اور نقطہ کو کتاب و ذرہ کو آفتاب سمجھتی ہین
شیخ سعدی فرماتی ہین **ابیات** چو حرفی پسند آیدت از ہزار ٭ مردی کہ دست تطاول بدار ٭ نادم بسر مایۂ فضل خویش
ہدیہ بوزہ آوردہ ام دست پیش ٭ بخشای کانانکہ مرد حق اند ٭ خریدار دکان بی رونق اند ٭ ہرچند قصد نام لکہنی
کا نہ تھا مگر چونکہ اہل طبع کیطرف سی درج اشتہار ہو گیا مجبور ایسی لکھا اور ذریعہ حامی ہاسے بازیبا ابیات
ترتیب یافت بہر زرہ خاک افتادہ جائی ٭ غرض نقشیست کز ما یاد ماند ٭ کہ ہستی را نمی بینم بقائی ٭ مگر صاحبدلی
روزی برحمت ٭ کند در کار این مسکین دعائی ٭ پس التماس کرتا ہون وسی اسطرح ہر دوسی پڑہ اور ہوان کی
معافی چاہتا ہون اُنسی معاف کرکی بخشنی والی کریمی جاہی ہر خوار زار خطا او اپنی کرم کا رکہا وہ ہولی الاحسان
علیہ التوکل و علیہ التکلان حسبی اللہ و نعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیر ٭ ہر کہ خواند دعا طمع دارم ٭ زانکہ من بندہ
گنہگارم ٭ افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد **آغاز اصل کتاب** حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ
معاذ بن جبل سے روایت کرتی ہین کہ ایکدن ایک زار روتا خدمت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مین
حاضر ہوا فرمایا اے معاذ کس چیز نے تجکو رولایا عرض کیا یا رسول اللہ ڈرتا ہون کہ آفات لذات دنیا مین گرفتار

ہوکر دولت آخرت سے محروم نہو جاؤں اور متاع ایمانکو اس مقام گمراہی مین گم نکر جاؤں کہ نصیحت
فرمائی کہ جب دنیا جی سے جاے اور جب عقبی جی مین سما جاے ارشاد کیا ہے معاذ اللہ پروردگار بے نیاز
ہے ہر دم گناہ سے بچنا اور لذت دنیا سے بھاگتے رہو کہین مغرور ہوکے نعمت جنت سے محروم نرہو اور
مستحق عذاب آخرت کے نہو اور عذاب آخرت کا ایسا سخت ہے کہ ایک ساعت بلکہ ایک پل بھی کوئی اسکی
تاب لا سکیگا اور اس آخر زمانہ مین بڑی خرابی برپا ہوگئی کہ ہر طرف برائی بڑھ گئی بھلائی اور بھلائی کا
بھلانا گم گیا اور شریعت صرف اسم اور طریقت محض رسم رہ گئی پس جو کوئی اپنا بھلا چاہے اپنے جی کو
بھلانا چاہئی اور مصاحبت [illegible] اور صحبت [illegible] اور رفاقت بھلائی اور بھلونکی چاہیے اور
ہر دم کو دم آخر جانے جیسا جناب مولانا ارشاد فرماتی ہین ۵ اندرین رہ می تراش و می خراش
تا دم آخر دمی فارغ مباش ۞ اور اچھونکی پیروی کرے اور ہر دم حکم خدا اور رسول پر رہے تو عالی درجے
اور عالی رتبون کو پہنچے اور کوئی چیز مفید تر صحبت و نصیحت علما اہل شریعت و عرفا اصحاب
طریقت [illegible] پس جو کوئی اس سعادت سے رہ گیا اور دولت ابدی سے محروم رہا دین و دنیا کو تباہ کیا اور زندہ
درگور رہا اور اعمال کا اندازہ [illegible] کہ اول اس مرض کا علاج نکیا تو شدہ شدہ وہ مرض لاعلاج ہو گیا
وہ مریض مر گیا اسیواسطے لکھا ہے جو کوئی ہر روز تلاوت کلام اللہ اور کلمات اہل اللہ سے مشرف نہو
سیاہ دل اور گمراہ منزل ہو جاتا ہے اور نڈر ہو کر رات دن گنہگار رہے اور نافرمانی جناب باری مین
گرفتار رہتا ہے بھلا اسکا کیا ذکر ہے بھلونکی نام سے برا مانتا اور جلتا ہے اسیواسطے یہ کتاب بیان
[illegible] اقوال [illegible] افعال صدیقون اور حالات عارفون اور معاملات عابدون اور
واردات [illegible] اور حکایات زاہدون اور ریاضات حق پرستون اور طاعات مقبولون اور
[illegible] بیداری [illegible] اور گریہ و زاری [illegible] جناب باری اور خموشی از کلام بیجا و بیجان کو نجی بکلام
بجا [illegible] رسانی [illegible] طعام صرف بحکم خالق انام ہے برائی شہرت
نام لکھی [illegible] اسلام مشرف [illegible] اسلام [illegible] جائین اور بدل و خلاف مذہب غیر مذہب جناب اسلام
[illegible] جائین [illegible] جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم

نے کہ لوزانی کرو اپنی موںہہ نورانیوں کی ذکر سی فقط اور اللہ نیک اناہی ورادی پر بہروسا ہی اور اسی
چاہتا ہون توفیق اور معافی ہول چوک سی بیشک ہی ہی معاف کرنیوالا خطاواروں کو بخشنی والا ہی گنہگار
کار **روایت ہی** موسی اشعری رضی اللہ عنہ سی کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری کہاوت
ایسی ہے جیسی کوئی شخص عاقل کسی قوم غافل کی خیرخواہی کری اور اوسکو بلالی ناگہانی اور طوفان آسمانی ہی
بچانا چاہی + اور کہی کہ ای غافلو ایک طوفان بلا اور لشکر بیحد تمہاری بربادی کو آتا ہی و میں چشم خود
دیکھا ہی پس اگر اپنا بھلا چاہو تو کسی طرف کو بھاگ جاؤ ورنہ قتل ناحق ہو جاؤ گی اور بجز حسرت کی کچھہ پہل نہ
پاؤ گی پس ایک فرقہ اوس سچی کی قول کو سچا جانکر اوسی وقت بھاگ گیا اور سب آسایش و آرایش مکان چھوڑ
گیا اور دولت جان و ایمان سلامت لیگیا اور ایک گروہ نی اوسپر عمل نکیا بلکہ اسکو جہٹلایا کہ ایسی قصہ کیا کہ
بہتیری سنی ہین وقت پر دیکھا جائیگا جو کچھہ ہوگا ابہی سی کیون ایسی راحت مکانی چھوڑین و مصیبت جانی
اختیار کرین کہ آب نادیدہ موزہ از پا کشیدہ نیست وہ فرقہ سب قتل ہوگیا جان و ایمان سی جاتا رہا و ذخیرہ حسرت
سمیت لیگیا اسی طور میری تابعداری کی دونوں جہان کی راحت آبرو پائی اور بیسر تابی کی اوسی
خواری دارین سر پر لی فقط **روایت ہی** کہ حجاج بن یوسف بڑا ظالم تہا ہزاروں اہل حق کو ناحق
قتل کیا چنانچہ حالت حیات مین اللہ تعالی نی اوسپر عذاب دوزخ نازل کیا یعنی ایک بڑا بچہو ہر دم اسکی ڈنک
مارتا تہا اور وہ دکہ پاکر زار زار روتا تہا ہر چند اوسکی مارنی کو اپنی جان مارتا تہا مگر کسی طرح وہ عذاب
نا مار نکہاتا تہا اور اتفاقاً کبہی مرجاتا تو قدرت خدا سی فوراً زندہ ہوجاتا اور بزبان فصیح کہتا کہ ای دوزخی
مین عذاب دوزخ ہون حکم خدا سی تجہہ پر مسلط ہون تجہکو ستاؤنگا اور مین ہرگز نہ مرونگا آخرکار وہ بداطوار
اسی عذاب مین گرفتار زار زار و بال آخرت اپنی سر پر لیگیا اور دنیا سی گذر گیا اور بعض روایت ضعیف مین
یون آیا ہی کہ کسی شخص نی اسکو خواب مین دیکہا پوچہا کیا حال ہی کہا اچہا حال ہی نماز عصر کی کبہی قضا نکرتا تہا
اوسکی سبب سی چہٹکارا پاگیا ہون + اور منقول ہی کہ فرعون با وصف خود آرائی اور دعوی خدائی چار سو برس
جیا اور خوب چین و آرام مین رہا اور دکہہ کی نام کبہی سر بہی دکہا ہر چند حضرت موسی علیہ السلام نے ہدایت کی وہ
راہ راست پر نہ آیا اور گمراہی مین گمراہ رہا تو جناب باری مین عرض کی کہ خداوندا انکو غارت کر کہ اسکی گمراہی
مجبور ہوکر حضرت موسی نے

سارا جہان غارت ہی حکم ہوا ای موسی چند باتین اس کی ناپسند کی مجھکو پسند ہین اسواسطی ہیہ چھوڑ دی آزار لی اور دعوی
خدائی کرتا تھا اور وہ یہہ ہین کہ کسی پر ظالم نہین غرض ستا کا آشنا نہین اپنی آرام کی واسطی کسیکو ایذا رسا
نہین بلکہ کار خیر مع فقرا فقرون کا نام و نشان نہین چھوڑتا اور ہر وقت لنگر خانہ جاری کرتا ہی اور بہوکون کو
بخوبی کہلاتا پلاتا ہی یہہ بہوکون کا کہلانا اوسکا مجھکو بہت بہاتا ہی جب حضرت موسی نے بہت عاوزاری
کی تو جناب باری نے بلای قحط نازل کی فرعون نے عاجز ہوکر لنگر خانہ بند کر دیا اوسی وقت مستحق عذاب
ہوکر اپنی اوپر دروازہ مرگ کا کہول لیا پھر سنا تہہ خواری اور زاری کی اس جہان گذران سی گذر گیا جیسا کہ
اپنی مقام پر مفصل مرقوم ہی **باب اول** اکل حلال و صدق مقال مین **حکایت** روایت ہی ابن
عباس رضی اللہ تعالی عنہما سی کہ اگر کوئی عابد اس قدر عبادت کری کہ اوسکی پیٹہ مانند گوشہ کمان کی جھک جاوی
اور اسقدر روزہ رکہی کہ مانند تیر کمان کی لاغر ہو جاوی قسم اللہ کی نفع دیگی اسکو جبتک کہ اکل حلال و صدق مقال
بطور پیشہ اختیار نکریگا **ف حکایت** نقل ہی کہ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے حب دنیا اور سلطنت چہوڑ دی
خیال کیا کہ خراسان مین اکل حلال میسر نہوگا ملک عراق کو گئی اور اوسکی چہار طرف پہری کہین اکل حلال نملا
لاچار ہوکر ملک طرطوس کو گئی وہان باغبانی دس درم ماہواری کی اختیار کی ایکدن مالک باغ نے آیا انار شیرین
منگایا ابراہیم ایک انار لیگئی وہ ترش نکلا کہا ہمنی شیرین منگایا تہا یا ترش پہر اور خوش رنگ شیرین سمجہہ کر
لائی اتفاقا وہ بہی ترش نکلا پہر بہت ترش ہوکر اوسنی کہا شیرین کیون نہین لاتا ابراہیم نے کہا خوش ہوکر کہا کہ اہل
شیرین کلامی کہا مین کیا جانون شیرین کونسا ہی و ترش کونسا ہی مین میوہ رکہانیکا نوکر ہون یا کہانیکا
مالک نے ازروی طعن کہا تو مدت سی باغبانی کرتا ہی و میٹہی کہٹی کو ابتک نہین جانتا ہی کیا تو ابراہیم ادہم
ہے جو ایسی امانتداری اور آشتداری اور پرہیزگاری مین دم مارتا ہی یہہ سنتے ہی نوکری چہوڑ کر
اور کنجی باغ کی پہینکدی پہر ہر چند مالک باغ نے خوشامد کی انہون نے قبول نکی کہ پہلی تو مزدوری تہی اور
اب بزرگی ہی اور ہم محنت کا کہاتی ہین تقوی طہارت کو نہین بیچتی پہر ملک شام کو گئی وہان شقیق بلخی رح
سے ملاقات ہوئی کہا ای برادر ابراہیم کیا حال ہی کہا کیا کہون اکل حلال کی تلاش مین شہر بشہر
جنگلون جنگلون پہاڑون پہاڑون رلا پہرتا ہون کہین میسر نہین آتا **حکایت** نقل ہی کہ ایک شخص

نامی بڑی اتقیا مین سے تھے اور ہمیشہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوتی تھی ایک دوست اونکا
جوان صالح تہا اوسے بھی ایک مرتبہ واسطے ملاقات حضرت خضر علیہ السلام کے ہمراہ اپنے لیگئے جنگل مین ایک
مین ملاقات ہوئی حضرت خضر نے بشیر سے پوچھا یہہ جوان کون ہے کہا یہہ بڑا متقی ہے حضرت خضر نے
جوان سے پوچھا تو کبھی کسی لشکر مین بھی رہا ہے کہا نہین کہا کبھی صحبت پدر مین بھی رہا ہے کہا تہا مین
کہا کچھہ ترکہ ریاست پدر سے پایا ہے کہا کہ ہان بعد اوسکے وہان سے مکان تہا پھر حضرت خضر بشیر کو بھی ملاقات
حضرت خضر کی کبھی میسر نہوئی و احکایت ابراہیم شہبالی ایک بادشاہ روم کے نقل کرتے ہین
کہ ہدایت الہی بیٹا اسکا مسلمان ہوگیا باپ نے یہہ خبر سنکر اوسکے مارنیکا قصد کیا وہ بدریافت اس
حال کے دار الاسلام کو بہاگ گیا وہان عبادت الہی مین بیٹھہ برس مشغول رہا اتفاقاً بیمار ہوا مین جو
گیا دیکہا کہ خاک پر پڑا ہے اور کچھہ بستر نہ تہا مجکو کمال افسوس ہوا مینے کہا کسی چیز کو بھی چاہتا ہے
کہا کہ ہان انار شیرین کو پس مین یہہ سنکر پڑوس سے لکڑی کاٹنے کو کچھہ لیکر جنگل کو گیا اور گٹھا لکڑی
کا لایا اور اوسکو بیچکر انار شیرین لیا اور جلدی اوسے لاکر دیا کہا انسے لای ہی حقیقت اوسکی
بیان کی بولا جسکی ہتیار سے لکڑی کاٹ کر لائے دریافت کرو کہ وہ نیک چلن ہے یا بد چلن بعد دریافت
معلوم ہوا کہ بدچلن ہے اسیوقت انار پہینک دیا کہ مین ایسی انار کو نہین کہاتا پہر مینے ہر طرحسے سمجہایا کہ مین
بہت مشقت سے لایا ہون اور تمہاری جی کی آرزو تہی کچھہ خیال نکیا اور آرزو دلی کو دل ہی مین خون
کیا مصرع ای بسا آرزو کہ خاک شدہ ٭ پہر بولا شیخ ممشاد کی ملنے کو جی چاہتا ہے ناگاہ شیخ ممشاد بعد
مغرب کے آگئے مینے پوچھا اسوقت چلی تھی اور یہانسے کسقدر فاصلہ ہے کہا سات آٹھہ منزل ہے بعد نماز
مغرب کے الہام ہوا کہ فلانا جوان بیمار تمہاری ملاقات کا مشتاق ہے اسیوقت چلا جوان اونکی ملاقات سے بہت
خوش ہوا بعد اوسکے جان بحق تسلیم کی حکایت نقل ہے ایک متقی خراسانی کی اکل حلال کی تلاش مین ملک شام
تک گئے وہان کے لوگون نے کہا کہ سوا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ کے قوت حلال کہین میسر نہین تم جا ہو سکے جہان
پہروقت حسن بصری رحمۃ اللہ کے پاس گئے اونہون نے کہا کہ میری پاس قوت حلال کہان مجہی فقیر جانکر لوگ کچھہ ہدیہ بھیج
دیتے ہین بعد تین دنکے کہ حرام بہی حلال ہو جاتا ہی بقدر سد رمق کی کہا لیتا ہون ہان اگر تکو تمنا ہے ایک شخص کے پاس جو فلان جا و

شاید لیجاوی وہاں بہی گیا دیکہا کہ وہ شخص ہل جوتتا ہی اور بیلونکو پانی پلاتا اور چارا کہلاتا ہی اسی لی
تمام کام لیتا ہی جو فرصت دیکو شوکت دیتا تہا بعد سلام علیک کی اکل حلال طلب کیا کہا اگر پہلی آتی سے
تو لیجاتا اب نہیں ہا اسواسطی کہ ایک روز بیل آپس میں لڑ رہی تہی دوسری کے کہیت میں جا پڑی اور اوسکی
کہیتکے مٹی انکی پانون میں لگ کر اس کہیت میں مل گئی اب اناج اس کہیت کا مشتبہ حلال نہ رہا مجبور
ہو چلی حکایت نقل ہے کہ وہیب بن الورد المکی متلاشی قوت حلال کی تہی ایکدن مکہ میں ایک ضعیفہ عورت
کے پاس چہوہارے فروش کو دیکہا اوس سے پوچہا کیسی چہوہارے ہیں وہ کہا اسنی لایا ہی وہ ناخوش ہو کر کہنی لگا
کیون ناحق جہگڑا کرتی ہو لینا ہو تو لینا ہو ورنہ ست کہا میں شبہ کی چیز سی پرہیز کرتا ہوں وہ بولا سبحان اللہ
آپ پرہیزگار ہوکے جو مشکوک ہی بلاشبہ حلال اچہا کہ نوش فرمالی ہیں اور چہوہارے لینی میں مقدر تحقیقات کو
کام فرمالا ہیں یہ سنتی ہی بہت روئی اور قسم کہالی کہ زندہ رہا تو نہ کہاونگا مگر بعد تین دن کی کہ مردار سی حلال
سے بہر ایسا ہی کرتے کہ بعد تین دن کے کہ اول جناب باری میں گریہ زاری کرتے کہ الٰہی تو خوب جانتا ہی کہ
شدت بہوک سی جان لب پر ہی اور زندگی جاری تب بقدر سد رمق کی کہاتا ہوں معاف فرمانا ذلیل
وخوار ہو حشر کے دن نہ کرنا تیری کرم عام ہے یہی امید ہے بعد اوسکی جنید بغدادی کہا کی بہر شاگردونکو بلا کر سمجہا کر
خبردار قوت حلال کی تلاش سے غافل نہ رہنا کہ بدون اکل حلال کے کوئی عبادت قبول نہیں اگرچہ کتنی ہی
جان مارو حکایت نقل ہے ایک شخص سیستان کی شب و روز قوت حلال کے تلاش میں رہتا تہا جب معلوم
ہوا کہ کسی گانو میں ایک شخص کے نزد قسم حلال ہے تو کہ پاہی اوسکی پاس گیا کہا اناج بیچتی ہو او سی کہا کہاں رہتے
ہو کہا اسنی آئی ہو کہا سیستان میں رہتا ہوں قوت حلال کا بہوکا ہوں تمہاری پاس منگوا یا ہون مجہوکو
بولا سبحان اللہ اتنی دور آئی اکل حلال کہیں نہ پایا میرے پاس جو دہی مگر واللہ علم تمہاری قیمت مال حرام
سے ہی یا حلال سے اسواسطی تمہاری ہاتہ بیچنا منظور نہیں حکایت نقل ہے کہ ایک پرہیزگار نے ہرچند اکل
حلال تلاش کیا میسر نہ آیا جب شدت بہوک سی مرنے لگے لاچار ہو کر جنگل میں درخت کے پتے کہانا شروع کیے
بہت دنوں سلوک گذری یہانتک کہ انتڑیں پیٹ کے بالکل سبز ہوگئیں خواب میں الہام ہوا کہ اب تو پاک ہوگیا اور پیٹ تمہارا پتیوں
سے صاف ہوگیا حکایت نقل ہے کہ ایک دن کہمن [illegible] بیٹہی تہی اتفاقاً ایک بینار اکل حلال

اونکی ہاتھ سے گر گیا ہر چند تلاش کیا نہ ملا ناگاہ ایک بانس پایا اور اوسکو لاکر دیا دیکھکر کہا یہہ دینار میرا نہیں ہے ہر چند یاروں نے سمجھایا کہ یہہ دینار تمہارا ہی ہے ہماری کسیکی پاس نہ تہا جو گمان ہوگا اور کسیکا ہی فرمایا کیا عجب ہے کہ اور کسیکا گر پڑا ہو کیا اسپر میرا نام لکھا ہی جو اپنا جانوں اور کسیکا گمان نکروں پس مشکوک شبہ کی چیز لینا منظور نہیں ہے **حکایت** نقل ہے ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایک مرتبہ میں نماز عشا بیت المقدس میں پڑہی جب سب نمازی چلی گئی اور رات زیادہ گئی دو فرشتی آسمان سے اوترکی محراب کے پاس کھڑی ہوئی ایک نے کہا یہاں کوئی آدمی معلوم ہوتا ہی دوسرا بولا کہ ہاں ابراہیم ادہم ہے کہا وہ ابراہیم ادہم بلخی کہ ہزار رجا لگاہی اور جانبازی کی درجہ ولایت کو پہونچا تہا اور ذراسی لغزش میں اوس درجہ سی گر پڑا افسوس اوسکی حال پر اور افسوس دوسرے نے کہا کونسی لغزش تہی کہا ایک مرتبہ اونے بصرہ میں چہوہارے خریدے تہے پہر ایک چہوارا زمین سی اوٹہا کر اپنا جانکر کہا لیا لیکن وہ اوسکی ہی نہ تہا اوس درجہ سی گر گیا یہہ سنتی ہی ابراہیم ادہم رونے لگے چیختے ہزار خواری و زاری بصری میں پہونچے اور چہوہارے والی کے پاس سے چہوہارے لیکر اوسکو دیدی اور اوس سے سب اپنا احوال مفصل بیان کیا اور پہلی چہوہاری کہانیکا بہی اوس سے اپنا قصور معاف کرا لیا پہر روتے چلائی بیت المقدس میں آئی اور بعد نماز عشا کی بیٹہی رہی جب سب آدمی چلی گئی اور رات زیادہ آئی پہر دو فرشتے بطرز مذکور آئی ایک نے کہا کچھہ یہاں بو باس آدمی کی سی آتی ہی دوسرے نے کہا کہ ہاں ابراہیم ادہم ہی بولا کہ وہ ابراہیم ادہم جو درجہ ولایت سی گر گیا تہا اور پہر گریہ زاری کرکے فضل الٰہی سی اوسی درجہ کو پہنچ گیا ؎

دوسرا باب نفس کشی اور حق کوشی میں ہے

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے حضرت بایزید بسطامی سی کہا کہ کچھہ بیان فرمائیے جو ثمرہ اکرام و انعام الٰہی ہو تو فرمایا کہ کیونکر شمار کروں کہ بیشمار ہیں مگر ہاں ہزار انعام میں ایک یہہ ہے کہ ایک مرتبہ پچہلی رات کو چاہا کہ نماز تہجد پڑہوں نفس نے کاہلی کی تہوڑی سی پیاس لگی اوٹھکر خوب سیر ہو کر پانی پیا میں نے کہا سبحان اللہ ہماری کام میں یہہ سستی اور اپنی کام میں یہہ پہرتی قسم کہائی کہ سال بہر پانی نہ پیونگا فضل الٰہی سی سال بہر تک ایسا ہی ہوا کہ میں نفس پر غالب ہا ورنہ کہاں بکری شیر کی مقابلہ میں غالب ہو سکتی ہے جیسا کہ جناب مولانا ارشاد فرمائی ہیں بیت کشتن این کار عقل و ہوش نیست ۔ شیر باطن سخرۂ خرگوش نیست

جب شدت پیاس سے جان بلب ہوتا تو چلو مین پانی لیکی دہن مین ڈالکر قدری حلق سے اوتار جاتا اور
آتش معدہ کو اسطرح بجہاتا اور نفس کو خوب متنبہ کرتا کہ عبادت الہی مین سستی کرنا ورنہ کہانی پینی سے عمر بہر ہاتہ
دہو بیٹہیگا حکایت نقل ہے کہ ایک بزرگ موسم گرما مین اکیلے سفر کو نکلے اتفاقا راہ بہولکر جنگل مین جا پڑے
جب شام ہوگئی لاچار ہوکر راہ مین پڑرہے اور روزہ سے بہی تہے پہر دو رکعت نماز شروع کی پہلی رکعت مین سورہ
بقرہ اور دوسری مین سورہ آل عمران پڑہی نفس کو بہت شاق گذرا تنگ ہوکر کہنے لگا کہ شدت گرمی مین سفر کرنا اور
اسقدر مشقت اوٹہانا پہر بہوکے پیاسے مرنا اور شام کو بہی روزہ افطار نکرنا کیا ضرور تہا انہنی کہا ذرا صبر کر اور اسقدر
بیقرار نہو کہ یکایک ایک شخص خوان مین کچہہ کہانا اور پانی بہر لایا بعد سلام علیک کے انکے آگے رکہدیا
انہنے کہا یہ کیا ہے بولا مجہکو خواب مین حکم ہوا تہا کہ جلد اوٹہ اور جو کچہہ حاضر ہو فلانے مقام پر لیکر جا خبر دار ایک خاص
بندہ خدا نے ابہی تک روزہ افطار نہین کیا ہے جو کچہہ حاضر تہا خدمت مین حاضر کیا معاف کیجیی پہر انہنی پوچہا کہ مکان
تیرا کتنی دور ہے کہا ساٹہ کوس ہوگا حکایت نقل ہے مالک بن دینار کی کہ تیس سال انہون نے کچہہ
کہانے مین صرف دو چار چپاتی رکہی اسکو تناول کرتی تہی اور جو کہ گرم ہے تو مانند سالن کے مزے کہاتی
اگر گرم ہونا روٹیکا بجای سالن کے سمجہتے اتفاقا بیمار ہوگئی پہر فضل الہی سے اچہی ہوگئی ایکبار نفس نے گوشت کہانیکی
خواہش کی اور بہت تنگ کیا لاچار ہوکر تہوڑا سا گوشت لاکر ہاتہ پر رکہ لیا اور گوشت کی خوشبو نفس کو سنگہائی
اور نادان لڑکے کی طرح اوس نادان دشمن کو سمجہاتی تہی اور جسطرح اوس جابجا ایک جبلی کو تسلی دیتی اور کہتی
ای نفس مطمئنہ بظاہر تجہکو دکہلا دیتا ہون اور حقیقت مین شکمہ پہنچاتا ہون کہ دنیا کی مزی سے باز رکہتا ہون اور
آخرت کی مزی چکہاتا ہون تاکہ لذات دنیا سے باز رہی اور عذاب آخرت سے نجات پاوی اور قیامت مین ذلیل
نہو اور قرب الہی مین ہمیشہ خوش رہی اور زار زار روئے اور اس مضمون کی اشعار پڑہتی کہ اسقدر مینی صبر کیا لذات دنیا کی
کہ نفس لاچار ہوکر میرا دوست ہوگیا پہر جو مینی کہا وہی اوسنی کیا اور کچہہ عذر نکیا اور بہشت میں جی بن بالند
دنیا کی لذتین اور عیش رہتین مگر الحمد للہ کہ فضل سے صبر میرا سبب جاتا اور کچہہ خیال مین نلاتا حکایت نقل ہے
حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایک مرتبہ حضرت سری سقطی جو اپنے اوستاد تہے خدمت مین حاضر ہوئے اونکو
بہت اوداس پاکر عرض کیا کہ یا حضرت آج مزاج کیسا ہے اور اسقدر ملال کیون ہے فرمایا کہ مین

اور کل عجیب واردات از دو حلول کہ نفس نے بہت تنگ کیا سرد پانی نئے کوزہ سے پینا چاہا بہت بڑا تار ہا
مگر وہ باز نہ آیا آخر مجبور ہو کر ایک نیا کوزہ خادم سے منگایا اور سے لا کے خوب صاف کر پانی سرد بھر کے پاس
رکھ دیا جب میں سی معمولات سے فارغ ہوا چاہا کہ پانی پیوں یکایک آنکھ لگ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ ایک حور
سراپا نور نہایت خوبصورت جیسا بہشتی سی آہستہ آہستہ پاس کھڑی ہے میں متحیر ہو گیا کہ الٰہی یہ حسن جمال با کمال کس
صاحب حسن جمال کا ہی کہ نہ دیکھا نہ سنا پھر اس نے کہا یہ آسائش اور آرائش کسکی لیے ہے منہ پھیر کے بہوں نے چڑھا کر
تیوری بل کے کہنے لگی کہ جو سرد پانی نئے کوزہ کا پینا چاہتے ہیں ہم اونکی واسطے نہیں ہیں پھر کوزہ میں ٹھوکر مار کے
چلی گئی جب میں بیدار ہوا چونکا دیکھا تو کوزہ ٹوٹا ہی اور پانی بہا ہے حکایت نقل ہے کہ سات برس عتبہ غلام
کے نفس نے گوشت کی خواہش کی اور نہ کھایا اور جب بہت تنگ کیا مجبور ہو کر آدھا درہم لیکر بازار کو گئی آدھی کا
سے آدھی کی روٹی لی اور آدھی کے کباب لیکر چلے ناگاہ راہ میں ایک لڑکا غریب سا کے غریب کا بلا اوس سے پوچھا
کہ تو کسکا لڑکا ہے اوس نے کہا کہ میرا باپ مر گیا اور اوسکا یہ نام تھا اتفاقاً باپ وس لڑکے کا حضرت حبیب عجمی کا
آشنا تھا اس سخن سی کباب روٹی اوسکو دیا اور بہت افسوس کیا حکایت نقل ہے کہ دو بزرگ صاحب
بلا کشتی دریا سے عبور کرتے تھے اتفاقاً ایک مقام پر ٹھہری ایک شخص نے اونکی دعوت کی وہ قسم سالن سے کھا گئے تھا
کیا ایک صاحب نے خوب کھایا دوسرے نے نہ کھایا جب دریا کی کنارہ پہنچے جس نے نہ کھایا تھا وہ پانی پر چلا گیا اور
جس نے کھایا تھا وہ ہوشہ دیکھتا رہ چلا تا رہ گیا بات کو استاد کو خواب میں دیکھا اور اپنی پریشانی کا سبب
حال بیان کیا فرمایا کیا تو نہیں جانتا ہی کہ جو کوئی نفس کے تابعدار ہی اور شکم پروری کرتا ہی خواہش لی سی محروم
رہتا ہی و دولت معرفت کو نہیں پاتا ہی حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حاتم اصم نے اپنی شاگرد کو گوشت
منگایا وہ لینی گیا دیکھا کہ ایک رنگ گوشت بیچتے ہیں اوس نے کہا کہ ایک آنہ کا گوشت دیجیے و بہوں نے گوشت
اچھا اور زیادہ دیا پھر حاتم اصم کے پاس لایا وہ بہت خوش ہو کے کہا ہر روز اونہوں سے لایا کر جب خادم پھر لینی گیا
گوشت بیچنے والے بزرگ نے کہا تو ہر روز گوشت کہاں تاکے کہا میں نہیں کہتا ہوں بلکہ حاتم کہنے والے لیجا
ہوا متعجب ہو کر کہا کہ حاتم سے بڑا تعجب ہے کہ جو جی چاہتا ہے وہی کہتا ہی مجھکو تین برس گذرے گوشت
بیچتے ہوئے لذت گوشت سی واقف نہیں ہوں اگرچہ نفس بہت تنگ کرتا ہے حکایت

نقل ہے ابو القاسم قادسیہ سے کہ ایک مرتبہ قادسیہ میں رات کو آواز آئی کہ ای لوگو فلانی جنگل میں ایک
ولی اللہ کسی مصیبت میں گرفتار ہیں جلد جا کر انکی خبر لو کہ زیادہ دکھ پاوین یہ سنتے ہی سب شہر والے
اوس مقام پر پہنچے دیکھا تو حضرت ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ ایک گڑھے میں پڑے ہیں انکو بحال درد و حفاظت جلد نکال
کے سوار کر کے شہر میں لا کر میں اپنی مکان میں لا اوتارا دو چار روز کے بعد پھر قصد سفر کا کیا میں کہا [illegible]
غرض کیا کہ یا حضرت اسقدر مصیبت اختیار کرنی میں کیا حکمت ہے فرمایا کہ مدت سے جنگل میں سیر کرتا پھرتا
تھا جب میں شہر کے قریب آیا تو میرا نفس نہایت خوش ہوا کہ یہاں ہماری بہت دوست آشنا ہیں خوب عزت میں کھانا
ملیگا اور چین و آرام سے گزریگی اور سب کہ سفر کے رنج جاتے رہینگی مجھکو اوسکی خوشی سے بہت ناخوشی ہوئی کہ صرف دو گھڑی
کھانیکی خیال سے اسقدر یہی کو وتا اچھلتا ہی کہتا یا ویگا تو جان کیا آفت و قیامت پا کریگا تب میں نے
کہا قسم خدا پاک کی تجکو ضرور جس شہر نہ دکہلاونگا اگرچہ تو تڑپ کر مر جاوے حکایت نقل ہے مالک بن
دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایک مرتبہ خواب میں کہا دیکہتا ہوں کہ ایک شخص کہتا ہی کہ فلانی مقام میں ایک ولی اللہ
تیری ملاقات کی مشتاق ہیں چنانچہ کسی رات فی برابر یہی خواب دیکھا پھر جلد اوس مقام پر گیا دیکھا کہ ایک
بزرگ مسجد کے دروازہ پر اذان کہہ رہی ہیں میں نے سلام علیک کہا وعلیکم السلام یا مالک بن دینار میں متعجب
ہو گیا کہ اونہوں نے میرا نام کیونکر جانا کہا جسنے تمکو یہاں بھیجا اوسی نے تمہارا نام بتایا پھر بعد نماز کے
مجھکو گھر میں لیگیا اور روکھی روٹی جو کی میرے آگے رکھی میں نے کہا کہ اگر نمک ہوتا تو اوس نے کہا یا شیخ
خادم سے اشارہ کیا وہ لوٹا گرو رکھکر نمک لائی پھر میں روٹی کہا کر شکر الہی بجا لایا الحمد للہ مجھکو اسقدر
صبر و قناعت حاصل ہے کہ نمک کو بجای سالن کرکے مزیسی روٹی کہالی تب خادم نے کہا سبحان اللہ اگر تم
قانع ہوتے تو ہمارا لوٹا کیوں گرو ہوتا ہم شہرہ بحق نمک سی واقف نہیں ہیں یہ سنتی ہی مالک بن دینار نے
ایک چیخ ماری و کپڑے پہاڑ کر روتے چلاتے جنگل کو چلی گئی تا حیات بسر ریاضت و عبادت اللہ
اللہ میں حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خادم لوگوں نے عرض کی کہ آپ اسقدر مشقت
شاق کیوں اوٹھاتے ہیں نہ دن کو چین نہ رات کو آرام پاتے ہیں فرمایا اگر دن کو آرام لوں تو رعیت بے آرام ہو اگر رات کو
آرام کروں تو نفس اپنا وقت پا کر خوار کرے مستحق عذاب ابد کا کریگا جسکو اس روز آرام اپنی نجات کا ہے وہ اسی دنیا میں ہی

حکایت نقل ہے مسروق بن الاجدع رحمہ کی کہ ہمیشہ تہجد گذار تھے اسقدر نماز مین کھڑے رہتے تھے کہ پیر سوج
جاتی تھی گھروالی بیبی انکا حال دیکھکر بہت گریہ زاری کرتے آخر کو ایک مرتبہ انکی ماں نے نہایت تنگ ہوکر کہا اے
بیٹا اسقدر کیوں مشقت اوٹہاتی ہو اور اپنی جان ناتوان کو دکھ دیتے ہو اللہ تعالی نے کیا دوزخ تمہارے ہی لیے
کیا واسطے بنائی ہے جو ایسا ڈرتے ہو بلکہ ساری جہان کیواسطے بنائی ہے اوپر گناہ کے جو شخص وارد عرض کیا آپ نے
بجا فرمایا مگر بندہ کو ایک لحظہ بندگی سے غفلت نہ چاہیے آگے اسکی اختیار ہے چاہے ماری چاہے نوازے پھر جب وقت
مرگ قریب ہوا رونا شروع کیا لوگون نے کہا تم اسقدر کیوں روتے چلاتے ہو تمام عمر تمنے عبادت الٰہی مین گذاری ہے
کہا یہی تو ڈر ہے کہ اب وقت امتحان یہان ہے مبادا عمر بھر کے عبادت برباد ہوجاوے واللہ اعلم مستحق ثواب ہون یا لائق
عذاب الٰہی کاش کیا اچھا ہوتا جو مین پیدا نہوتا تو اوس کہنے مین کیون مبتلا ہوتا حکایت محمد بن جریر رحمہ سے
نقل ہے کہ ایک مرتبہ بمقام عبادان حضرت شیخ اوستاد امام شافعی رحمہما اللہ کی خدمت مین گیا چالیس دن
وہان رہا ہر روز یہی معاملہ دیکھا کہ ہر روز وہ ایک قرآن مجید ختم کرتے اور ہزار درہم للہ فقرا کو دیتے اور سو حدیث
شریف پڑھاتے اور رات دن آرام نہ لیتے حکایت نقل ہے ابراہیم ادہم سے کہ ایکمرتبہ جوش خروش محبت خدا
مین پھر خود ہی [illegible] بیت اللہ کو سر کے بل چلے کہ ایسے مکان مقدس کو پیر سے جانا کمال بے ادبی ہے
اگرچہ مجکو دولت حج مدت دراز مین نصیب ہوتی کی وہ پیر جانیوالی ہر سال حج کرتی ہیں پھر ایک قدم چلتے اور سجدہ
کرتے ایسے طریقہ سے چودہ برس مین پہونچے بارہ برس حرم محترم مین عشا کی وضو سے صبح کی نماز پڑھی بعد اوسکی
رحلت کی جانب آسمان سے آواز آئی کہ زمین کے سردار نے آج رحلت کی پھر دنکو تمام شہر مین شہرہ ہوا کہ ابراہیم ادہم
نے انتقال کیا حکایت نقل ہے سلیمان درانی رحمہ سے کہ ایکمرتبہ حسب معمول نماز تہجد مین مشغول تھا بعد فراغ کے
غلبہ نیند سے ذرا آنکھ لگ گئی کیا دیکھتا ہون کہ ایک حور سراپا نور نہایت شکیلہ خوبرو حسن خوبی سے آراستہ
ولباس حلہ بہشتی پیراستہ ہے اور اوسکی چہرے کے چمک سے روز روشن آفتاب سا چمکتا ہے مین متحیر ہوگیا کہ الٰہی یہہ نور
ظہور سراپا نور کا ہے یا پری حسن جمال ہے یا خواب خیال کہ نہ کبھی دیکھا نہ سنا پھر مجکو دیکھکر ہنسکر کہا کہ سبحان اللہ
آپ خواب غفلت مین پڑے ہیں اور ہم تمہارے انتظار محبت مین کھڑے ہیں فوراً وہ بیدار ہوا اور اوسوقت کی سونے
سے تائب ہوا [illegible] وہ عالم تھا کہ تمام عالم بیہوشی کا عالم تھا بولی یہی ہے ثابت کیا مجکو

حقیقت اس آب وتاب جالمتاب کے معلوم نہیں جو باعث بیقراری اور اضطرابی بیتاب ہے میں کہا بخدا مجکو آگاہی
نہیں ہو لیکے ایک مرتبہ کڑکڑاتے جاڑے میں نصف لیکال آدب نماز تہجد پڑھتا تھا اور خوف الہی سے باعث بیقراری و
اضطراب چشم پرآب و پریشان تھا مجکو حکم ہوا کہ فردوس اعلی سے جلد جا اور اسکی سرخ آنسو کا اپنے چہرہ پر ملکو
لگا پہر میں ایسا ہی کیا چہرہ میرا آفتاب سا روشن ہو گیا جیسا تو نے دیکھا حکایت نقل ہے ایک عورت
رابعہ العدویہ نام کی ہمیشہ اپنی نفس کو کہتیں کہ اے نفس جسقدر ہو سکی بندگی الہی کر لی کل تو دنیا
سے کوچ کر جائیگی سوا حسرت کی کچھ نہ لیجائیگی اسیطرح دم دلاسا نفس کو دیتیں اور کام دل سے بخوبی ادا
بیدل سے لیتیں اور تمام رات یاد الہی میں مشغول رہتیں بعد نماز صبح کے انکو بہی اسیطرح نفس کو دم دیکر عبادت
الہی بجا لاتیں جب نیند کا غلبہ ہوتا تو گہر میں ٹہلتیں اور نفس کو بہلاتیں اور کہتیں یہہ ذرا سونا اور پہر اٹھنا
کس کام کا آخر بعد مرگ کی تا قیام قیامت سونا اور راحت پانا ہی ہے تو ابھی سے بجا ہے حتی تک رات دن
عبادت خدا میں گذاری اور کبہی تکیہ لگا کر زمین پر پیٹھ نہ لگائی آخر کو اسی حال میں رحلت کر گئیں
حکایت نقل ہے رابعہ بصری کی کہ ہمیشہ شب بیدار رہتیں اور چار سو رکعت نماز ادا کرتیں پہر صبح کے
نماز پڑہکر سستی رفع کرنیکو ذرا جانماز پر بیٹھ جاتیں پہر آنکہہ لگتی سی اچہل پڑتیں اور نفس کو بہت لعنت
ملامت کرتیں کہ کب تک خواب غفلت میں رہیگا ابہی تجکو نہیں معلوم کہ موت سر پر کہڑی ہے بہت جاگنا
ہو جاگلی افلاک کی سایہ تلے پہر حشر تک سوتا رہیگا خاک کی سایہ تلے اور کرتہ موٹی کمبل کا پہنے رہتیں بعد مرگ
کے اوسی میں کفنا دفنا دیا پہر کسی عزیز نے خواب میں دیکہا کہ ریشمین سبز کرتا مکلف پہنے ہیں کہا وہ کرتا کمبل کا
کہاں ہے بولیں وہ سب بدلی اللہ تعالی نے یہہ عطا کیا کہا اے رابعہ کوئی ایسی بات بتا جس سے قرب الہی حاصل ہو کہا
یاد الہی سے زیادہ کوئی ذریعہ قرب الہی کا نہیں ہے حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ صفوان حرلی سونیکی
قسم کہالی اور چالیس برس لیٹنے کی نوبت نآئی جب کبہی نیند غلبہ کرلی تو زانو پر سر رکہکر سستی رفع کرتے اور
پہر بدستور عبادت الہی میں مشغول ہو جاتی جب قریب المرگ ہوئی اور نہایت تکلیف ہوئی تو لوگوں نے کہا
کہ ذرا دیوار سے تکیہ لگا بیٹہئے یا ذرا لیٹ جائیے اور تکیہ آرام لیجئے کہا مرنے کے وقت
کیا عہد توڑدوں اور دیوار سے تکیہ لگاؤں پہر جان بحق تسلیم کی غسل دینے والا کہتا ہے کہ میں نے چشم

خود دیکھا کہ کثرت سجدہ سے انکی پیشانی پر نقش ہو گئی تھی ۔

باب چوتھا خوف جناب باری اور گریہ و زاری میں

حکایت روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت یحیی علیہ السلام
خوف الہی سے اسقدر روتے تھے کہ تمام گوشت پوست رخساروں کا آنسوؤں سے گل گیا تھا اور غار ہو گیا تھا یہانتک کہ
دانت نظر آتے تھے اور مادر مشفقہ یہہ حال انکا دیکھکر زار زار روتی تھیں اور آنسوؤں کا دریا بہاتیں لاچار ہو کر
اونہوں نے نمدے کے ٹکڑے رکھدیئے تھے پہر جسوقت حضرت یحیی علیہ السلام کے دل میں دریائے خوف الہی کا جوش مارتا اور آنکہوں سے
آنسو جاری ہوتا تو نمدے سب کے ٹکڑے تر ہو جاتے بلکہ اسقدر اشکباری وقت خوف باری کے [illegible] حسب ارشاد جناب [illegible]
عشق صادق بر جگر آدمی تند چہ عجب گر بر دل انار [illegible] جگر پانی ہو جاتا غرض حضرت
یحیی علیہ السلام کو دن رات روتے گذرتا اور مادر مشفقہ کو اون نمدوں کے ٹکڑوں کی کہتی اور حضرت زکریا علیہ السلام کا دستور
تہا کہ جب حضرت یحیی علیہ السلام نہوتے تو وعظ فرمایا کرتے اور انکو ہمراہ کرتا [illegible] اور حشر کی سختی کی نہ کہتے اتفاقا
ایک مرتبہ مجلس وعظ میں حضرت یحیی سر پر چادر اوڑہے ہوئے ایک طرف کو چپکے سمٹے بیٹہے تہے حضرت زکریا علیہ السلام
نے فرمایا یہاں یحیی تو نہیں ہے چونکہ ہر ایک مشتاق سننے ذکر اللہ میں ہمہ تن گوش تہا اور معاملات سنا اور دریافت
سے بیہوش کسی نے کچہ جواب نہ پایا معلوم ہوا کہ نہیں ہیں پہر آپ نے وعظ فرمایا اور عذاب دوزخ سنایا اور فرمایا کہ
ابھی میرے پاس حضرت جبرئیل آئے اور وحی الہی لائے کہ اللہ تعالی نے دوزخ میں ایک گڑہا عظیم الشان بنایا اور اسکا
نام سکران اور ایک پہاڑ بہت بلند بنایا اور نام اوسکا غضبان کہا ہے اور اس عذاب سخت سے کوئی پناہ نہ پاویگا
مگر وہ شخص جو خوف جناب باری سے آٹھ پہر اشکباری مانند بارش بہاری کے کرتا رہیگا یہ سنکر حضرت یحیی علیہ السلام
نے چیخ ماری اور بیہوش ہوکے زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگے جب فی الجملہ افاقہ ہوا روتے چلاتے کپڑے پہاڑتے ہوئے صحرا میں نکل گئے
اور جنگل کو چلے دیئے جماعت اتنا [illegible] اضطراب دل بیقرار روتے چلاتے اوسکے پیچھے گئے مگر واللہ اعلم وہ اہل
نظر سے گم ہو گئے کسیکو نظر نہ آئے پہر یہہ سب ناکام ہوکر مجبور ہوکر لوٹ آئے دیکہا تو یہاں حضرت زکریا علیہ السلام بیہوش
پڑے ہیں [illegible] حضرت یحیی علیہ السلام کا حال دیکہکے کہانتک گریان اور
پریشان حال ہوکر پوچہنے لگیں کہ میرا یحیی کہاں ہے وہ واردات بیان کیے پہر آنسو لیکر با دل مضطر اونکے نشان جو ہو نہ
جنگل کو چلیں تین رات دن [illegible] اتفاقا [illegible] بکریاں [illegible] نظر آئی [illegible]

شام کو اس جنگل کی طرف سے رونے چلانے کی آواز آتی تھی کہ وہ سبب عذاب سکرات سے اور دوا و بعضی

سے کوئی کہتا تھا پھر اوس نے بہشت جانے کی دیکھا تو ایک گھڑی میں کئی شخص ہیں دوزخی عذاب دوزخ سے وہ لا

کرتے تھے یا دشتقہ نے کلیجے سے لگا لیا اور بہت سا نسل لا سا فرائی گھڑے آئین پھر گوشت سے دل ٹکڑے کی رکھا

دی کہا اے خدا وحی یاد رہی تو کہہ کیا اور ذرا سو لوگ تمہارے کتنی بھوک ہوا اور کلفت پریشانی سے

کر بہت خوار زار جنگلوں میں بھوکی پیاسی پھرتی ہو حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بہت رونا آیا کہ پیاس خاطر

اوس دشتقہ کو کہا کہ سو رہی صبح کو حضرت جبرئیل علیہ السلام آئی دیکھا کر کہا اے یحییٰ خدا تعالیٰ تیری رحمت کا

بھیجا ہی اور فرماتا ہی خاطر جمع رکھو کہ عنقریب داخل جنت ہوا و سچی بات جنت والوں کی ہی یحییٰ اگر تو ایک پلک

جنت کو دیکھتا تو اوس کی شوق میں تڑپ تڑپ رو کے مرجاتا اور اگر ایک نظر دوزخ کو دیکھتا تو سیونت اوسکی خوف سے

پانی ہوکر بہہ جاتا پھر حضرت یحییٰ خوش ہو کر رو دی اور جنگل کو چلی گئی پھر یا دشتقہ کو اونکا پتہ نہ ملا کہ کہاں

گم گئی **حکایت** نقل ہی منصور بن عمار سے کہ ایک شب تنہا گلی کوچہ میں پھرتا تھا ناگاہ ایک مکان سے

آواز رونے چلانے کی آئی کہ کوئی شخص خدا سے الٰہی میں گڑگڑاتا ہے کہ اے مولا میرے اے آقا میرے جو

میں گناہ ہوئے اپنی جان سمجھتا ہوں کہ خواہش نفسانی اور شیطانی ہر وقت مجھکو گھیرے رہتی دنیا میں

پہنسائی ہیں اور عذاب دوزخ اور آفت قیامت کو جی سے بھلائی ہی اس حال میں سوائے تیرے فضل و کرم

کے کون میرا ساتھی ہی اور یہ دعا ہی یہ سنکر میں نے پڑھی یہ آیت کریمہ ۲۸ پارہ سورۂ تحریم کی قُوا أَنفُسَكُمْ

وَأَهْلِيكُمْ نَارًا پڑھی یعنی اے ایمان والو بچاؤ تم آپ کو اور اپنی گھروالوں کو عذاب دوزخ سے پھر سنتی ہی

بیچارا ہو کی ایک چیخ ماری اور گریہ وزاری بہت کی پھر میں اپنے کام کو چلا گیا صبح کو اوس طرف سے نکلا

دیکھا تو لوگ جمع ہیں اور ایک جنازہ رکھا ہے اور کفن دفن کا سامان ہو رہا ہے میں نے کہا کہ یہ جنازہ کس کا ہے

لوگوں نے کہا رات عجب ماجرا ہوا کہ یہ جوان آیت سنکر خوف الٰہی سے روتا چلاتا رہا صبح کو مر گیا ۲۵

حکایت روایت ہے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی حالت جوانی میں ایک کی شی نے کہا کہ کیا

سبب ہے کہ آپ کے جوانی کا شاگرد خاص بہت خوشامد کیا کہا کہون کچھ کسی کی بات نہیں ہے اتفاقا

وقت شام اوستاد کی خدمت میں گیا اور ایک مدت سے حاضر ہوتا تھا فرمایا اے سفیان کہتا ہے تو کیا معاملہ

کرتا ہی رب میرا میری ساتھہ پچاس برس وعظ اور نصیحت سی لوگون کو برائی سی بچایا اور راہ حق پر چلایا
اب حکم ہوا کہ تو ہمارے دربار کی قابل نہین ہی پس حق ہی اس کلام کی میری کمر جھک گئی کہ جب ایسی کامون
اور لوگون کا یہہ حال ہی اللہ اعلم اور ہمارا کیا حال ہوگا پہر جب کہ حضرت سفیان ثوری زار زار روتے
تھی اور اکثر انکھون سی بجای آنسو کی خون ٹپکتا تھا جب بیمار ہوی ہر چند علاج کیا مفید نہوا اگر کوئی
حکیم اونکی مرض سی آگاہ نہوا کیا مرض ہی ایک طبیب نصرانی نی اونکا قارورہ دیکہہ کے متحیر ہو کر کہا
کہ اسکا کہین نہین دیکہا تہا کہ مسلمانون مین بہی ایسی کامل ہوتی ہین کہ انکا جگر خوف الہی سی ٹکڑی ٹکڑی
ہو کر بہہ گیا چنانچہ آیۃ کریمہ ستائیسوین پارہ سورہ حدید مین ارشاد ہی الم یان للذین امنوا ان
تخشع قلوبہم لذکر اللہ یعنی کیا نہین آیا ہی وقت کہ ڈر جاوین دل ایمان والون کی اللہ کی یاد سی ف
حکایت نقل ہی کہ ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سی کسی شخص نی کہا کہ آپ ہمیشہ کیون غمگین اور
اداس رہتی ہین اور رات دن روتی ہین کہا خوف الہی سی ہر دم ڈرتا رہتا ہون مبادا شیطان اور
نفس کی فریب مین آکر مستحق عذاب ہو جاؤن کہ اللہ کی ذات بی پرواہی وہ ان کسی کی پرواہ نہین ہی
اتفاقاً بیمار ہوئی ایک سردار اونکی دیکہنی کو آیا دیکہا تو تمام گہر مین پانی بہتا ہی خادم سی کہا کہ یہہ پانی
کہان سی آیا کیا کوئی پانی کا برتن ٹوٹ گیا ہی کہا نہین بلکہ یکبارگی روشن کی پیشانی دیکہتی ہی اسقدر
روئی کہ تمام مکان آنسوؤن سی بہر گیا ف حکایت نقل ہی فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ سی کہ بڑی
عابد زاہد تہی حسب مقدور راہ خدا مین فقیرون کو دیتی تہی ایکدن کوئی خادم خدمت مین آیا دیکہا تو جا نماز
پر دیوار سی لگی ہوئی منہہ پر ہاتہہ دہری بیٹہی رو رہی ہین اور آنکہون سی سرخ آنسو بہتی ہین یہہ حال دیکہکر حیران
ہو گیا عرض کیا یا حضرت خیر ہی اسقدر گریہ وزاری کیون کرتی ہو فرمایا کچہہ کہنی کی بات ہو تو کہون اگرچہ
خوف الہی سی ہمیشہ روتا تہا مگر دو برس سی خوف الہی ایسا جی مین سمایا کہ آنکہون سی سرخ آنسو کا دریا بہایا
بعد انتقال کے کسی شخص نے خواب مین دیکہا کہا کیا معاملہ گذرا جناب الہی مین بولا اوس رحیم کریم نی اپنی رحم اور
کرم کو کام فرمایا اور اپنی قرب مین عرش معلی پر مقام عطا کیا پہر فرمایا اے میری بندی تو کیون اسقدر روتا
تہا مین نی عرض کیا کہ اے میری خالق سر وقت آقا سی ڈرتا رہتا ہی اللہ عالم کونسی بات سی خوش ہو جاوی

اور کون سی بات سی خوش فرمایا تیری ر دلی نی سب تیری گناہ مٹا دیی حکایت نقل ہی کہ ایک مرتبہ
مالک بن دینار کسی قبرستان کو گئی وہان کچہہ لوگ مردی کو دفنا رہی تہی اسحال سی ایسا خوف الٰہی و دہشت چہا گیا کہ بیہوش
ہو گئی اور عالم بیہوشی مین اس قسم کی مضامین ادا کرتی تہی بیت اس زندگی پر آج جو مغرور دنیا مین ہو رہی
اس صورت مین ہیچ اتنی مزار مین ٭ پہر لوگ انکو اوٹہا لائی جب ہوش ہوا کہا اس بات سی ڈرتا ہوں کہ اگر لوگ
باولہ کہینگی اور لڑکی اینٹ پتہر مارینگی اور تالی بجینگی ورنہ سب کپڑی پہاڑ ڈالتا اور ایک گوشہ مین [illegible] اور
خاک دہول مین ملجاتا اور ہر گلی کوچی مین کہتا پہرتا کہ ہای افسوس کہین نفس شیطان کی دہوکی مین اگر دین اپنا
برباد کرتا اور عذاب دوزخ سی جان بچاتا کہ موت سر پر کہڑی ہی اور حیات مستعار کہڑی دو گہڑی ہی فضل الٰہی
سی بہت سی لوگ حق مانتی اور ناحق حق سی پہر کر دین و دنیا نہ کہوتی پہر وقت مرگ کی پچہتا ہو نکو بار کر بہت سا کر
خبر دار سرو آہ مین فرق کرنا یعنی بعد موت کی میری پشیمانی پر کہنا کہ مالک بن دینار اپنی مالک کی تابعداری سی
بہاگا ہی اسکا جنازہ کوئی نہ اوٹہاتا پہر ہاتہ پاندہ کر سی گلی مین ڈال دو اور یہی منہ نگیشتا جیسی غلام بہاگی کو
آقا کی آگی گہسیٹی ذلیل خوار کرتی لاتی ہین اور تین مقام پر میرا حال دریافت کرنا اول قبر مین کہ کیا منہ
کہولکی دیکہتا کسیا ہی یا نورانی دوسری روز حشر کی اعمال نامہ سیدہی ہاتہہ ملتی ہین یا الٹی مین تیسری
جب اعمال تلتی ہین دیکہنا پلہ نیکی کا بہاری ہی یا بدی کا پہر مالک بن دینار نی کہا ای کاش مین پیدا نہوتا تو خوب
ہوتا دنیا اور آخرت کی مصیبت مین گرفتار نہوتا قریب شام کی ویسی ہی غیب سی آواز آئی کہ ہمنی مالک بن دینار
کو سب باتون سی نجات دی اور مغفرت کی تب سب خادم کو دی دہ بہت خوش ہوئی اور مالک بن دینار نی
انکی شہادت کی دہائی اور کلمہ شہادت پڑہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ پڑہتا جان بحق
تسلیم کی ۔ ۲۲ حکایت نقل ہی زین بن ابی قصیر کی ایک مرتبہ موت کا خیال پیدا ہوا کیا اپنی جی کہا
میری ساٹہہ برس کی عمر ہوئی کل اکیس ہزار چہ سو دن ہوئی کہ ہر ایک دن ہی گناہ پہر روز شمار کیا جاوی تو روز
قیامت کی کیونکر چہٹکارا ہوگا پہر عمامہ سر سے پہینک دیا کبہی ہنستی کبہی مین [illegible] لٹتی اور زار زار روتی چلاتی
تہی آخر بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑی اور اسی حالت مین جان بحق تسلیم ہو گئی ۔ ۲۳ حکایت نقل ہی کہ
عطا سلمی جن کی چالیس برس آسمان کی طرف نہ دیکہا اور کسی نی انکو ہنستی نہ دیکہا جب جس [illegible] مین آتی

رونا شروع کر دیتی تین اسقدر برابر روتی اور جب یاد الہی آتا اور بجلی چمکتی تو دل بہر آتا اور سارا بدن کانپتا
اور ڈر کی ماری بیدم ہو جاتی اور کہتی ہو افسوس ہے مصیبت بیان کی ہی اور ہزار ... اور ذلیل کی تو
ہی میری بد اعمال کی شامت سی ہی اگر اس کا دن ہی مر جاتا تو خوب ہوتا کہ سب آدمی آفت ناگہانی اور
بلاے آسمانی سی نجات پاتے پہر کہتی اے نفس بد اشکست ہے آنے والی ہی مقام پہر اقبری و رگذرگاہ تیری دوزخ
ہے اور نگہبان تیری منکر نکیر ہین اور قاضی اللہ تعالی ہی قید خانہ دوزخ ہی اور دار و غہ اسکا مالک ہے
پس قاضی جابر نہین کہ رو عذر رشوت خوار نہین قید خانہ توٹنے والا نہین پہر مستحق عذاب سی نجات کیونکر ہوگی
کیا معلوم ہی کہ مستحق دوزخ ہون یا لایق بہشت اس قسم کی باتین کرتی تہی اور زار زار روتی تہی اور چشمہ
چشم سی پانی بہا کرتا تہا فقط ایک شخص خدمت مین آیا دیکہا تو ایک گوشہ مسجد مین بیٹہی ہین اور ادہر ادہر
پانی بہتا ہی تعجب سی پوچہا کہ اے شیخ آداب مسجد نہین کرتے جو وضو کا پانی مسجد مین بہاتے ہین بولی دستی کہا یہ پانی
وضو کا نہین ہے بلکہ چشمہ چشم سی بہا ہی پہر بعد مرگ کسی نی خواب مین دیکہا پوچہا حال گذرا تمہارا کہا فضل
الہی کی کچہہ انتہا نہین اسقدر بخشا کہ سارے کہینا کہی بہول گیا پہر پوچہا حضرت نی فرمایا بندی میری تو کیون
اسقدر رونا میرے ڈرا تہا عرض کیا تیری ڈر سی ارشاد ہوا کیا تو نہین جانتا تہا کہ اللہ رحیم و کریم ہی حکایت
زوال ہے کہ ایک بیٹا منصور بن کلیب کا خوف الہی سی ایسی حالت تہی کہ جب کبہی کوئی اسکا جوان بیٹا مر جاوے تو رونے والی چلائے
کسی نے کہا اے شیخ کیون ایسی زار زار روتے چلاتی ہو تم کچہہ دنیا دار و مالدار نہ تہی کہ کچہہ معاملات دنیا سی صدمہ
پہنچا ہو اتنی برس عبادت الہی مین مشغول رہے شیخ نے کہا عبادت سب لکہتی ہین اور گناہ سوا خدا کی کوئی
نہین دیکہتا کیا معلوم ہے کہ کوئی عبادت میری قبول ہوئی یا نہین جی لی سو اسلی روتا اور گرگراتا ہون کہ اس حقیر
ناچیز کی ناچیز بندگی کو قبول فرماوے اور میری گناہون کو بخشی گذری پہر بیٹی کو وصیت کی کہ وقت مرگ مونہہ میرا
جانب قبلہ کر دینا پسینا مونہہ پر اور آنسو آنکہون مین پڑا پاوے دیکہو تو ساتہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے
میری ذکر نا اللہ کی ذات سی امید ہی کہ میرا خاتمہ بخیر ہوا بعد دفن کی آواز بلند کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
پڑہنا کہ اے جا سنکر مجہے آسانی ہوگی پہر جناب باری مین ہاتہ اٹہا کر زاری کی عرض کرنا کہ الہی یہہ تیرا غلام ہے
سوا گناہ کی اسکی پاس نیکی کا نام نہین اگر تو عذاب کریگا تو وہ اسکا لایق ہی اور جو تو بخش دیگا تو تو اکرم

لائق ہی بعد اوسکی انتقال کیا وہ بلیاس صورت بجالایا پہر دوسری روز خواب مین دیکہا پوچہا کیا حال گذرا
کہا کچہہ پوچہو مت بڑا نازک مقام ہی وقت حساب کی مجہسی کہا کیا شی کہ تو لایا ہی مین کہا ستر ویلین لایا
ہون کہا ایک بہی قابل قبول نہین سبہی مین شرما گیا پہر کہا اور بہی کچہہ لایا ہی مین کہا کہ ہان چند روزی
کفارسی لڑی اہون کہا یہہ بہی قابل قبول نہین کہا اور بہی کچہہ ہی عرض کیا سو ہزار درہم صدقہ کیے ہین حکم ہوا
یہہ بہی کوئی قابل قبول نہین پہر تو مین بہت گہبرا گیا کہ اب کوئی صورت نجات کی متصور نہین جن چیزونکو
بیہودہ سا تہا او نکا یہہ حال ہوا اسی مین پہر یہی حکم ہوا کہ کیا تجہکو یاد نہین کہ تو نی راہ مین ایک کانٹا اوٹہا کر ایک
طرف پہینک دیا تہا کہ مبادا کوئی راہ گیر ازار پاوی سو اوس سبب سی تجہی بخش دیا فقط باب پانچوان
خاموشی اور خوش اخلاقی اور دلجوئی مین حکایت نقل ہی کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان
غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نی ادب دینی کی واسطی غلام کی کان ملی کہ کوئی قصور ہوگیا تہا غلام نی درد سی آہ کی
ہو اچہوڑ دیا فرمایا تیری آہ تیری زیادہ تیرا ہی جی مین آگئی تو بہی اسی طور سی میرا کان مل اوسی عرض کیا
کہ غلام سی ایسی بی ادبی ہوگی مجہکو معاف کیجی فرمایا تابعدار کو تابعداری حکم آقا کی واجب ہی پس تجہکو ہمارے
حکم کی متابعت ضرور ہی اور ہماری خوشی اسی مین ہی آخر غلام نی مجبور ہوکر بحکم الامر فوق الادب تعمیل حکم کی
کی فرمایا زور سی مل عرض کیا ای آقا جیسی آپ نی فرمایا سختی کرنی مین بہی بہت ڈرتا ہون کہ مبادا روز قیامت
کو اسی مواخذہ مین گرفتار ہون یہہ سنکر حضرت بہت روئی اور اوسکو آزاد کیا فرمایا مین بہی بہت اچہی ہم دعا
کی ای خدا تو بہی اس سی راضی ہو اور اپنی فضل کرم سی اسکو بخشدی حکایت نقل ہی کہ ایک مرتبہ حضرت
امام حسن علیہ السلام نی فرمایا کہ مجہکو پانچ مرتبہ زہر دیا فضل الٰہی سی کچہہ اثر نکیا مگر چہٹی مرتبہ جگر ہوگیا اور تمام جگر ٹکڑی
ٹکڑی ہوکر نکل گیا قریب وفات آپکی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ہوکی تشریف لائی دونون چہرہ نورانی کہ جیسا چاند
کی سی چمک رکہتی تہی اسوقت کم نور تہی جیسی قریب شام کی سورج کی نور اور چاند سورج کی روشنی سی بالکل روشن
نہین ہوتا اسواسطی کہ حضرت امام حسن علیہ السلام مانند سورج قریب غروب کی کم روشن اور حضرت امام حسین علیہ السلام
مانند [illegible] کم نور تہی پہر حضرت امام حسین علیہ السلام پوچہا کہ ای حضرت یہہ حرکت کس کی ہی خدمت مین
عرض [illegible]

ہوتا ہر گز شایان شان اہل بیت اور خاندان عالیشان اہل نبوت کی نہین ہو سکتی کہ جب بخشانیوالے
اور شفاعت کرنیوالے گرفتار کرانے والے اور پہنسانیوالے ہوں تو چہوڑانیوالے اور شفاعت کرانیوالے کون
ہوں بیت جب مسیحا دشمن جان ہو تو کب ہو زندگی ٭ کون دبلا سکے جب خضر ہٹکانے لگی ٭ بلکہ قسم ہے عزت
و جلال و اجلال کی کہ زہر دینے والے کو بہی بہشت میں لیجانا نگاد ٭ حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت
امام حسین علیہ السلام مع چار سو یاروں و خادموں کے کہین تشریف فرما ہوئے اور عمامہ عربی بانند رسول عربی کے
اور ذوالفقار حضرت علی کی کمر سے باندہے ہوئے اور یاروں بانند ستاروں بیچ چاند سے چمکتی تہی ماشاء اللہ حسن
خدا داد کا وہ عالم تہا کہ تمام عالم کو بیتابی کا عالم تہا بیت بالای سرش ز ہوشمندی ٭ میتافت ستارۂ بلندی
کسی بیہوش کی زبان سے یہہ شعر بے ساختہ نکلتا تہا شعر کا کل مشکین و شل بداختہ ٭ و رنگاری کل رعالم ساختہ
اور کوئی خموش زبان حال سے یہہ شعر پڑہتا تہا بیت اے جہان محو رویت محو سیمائی کیے ٭ تماشاگاہ عالم
در تماشائی کیے ٭ الغرض اسی طرح جہان و جہانیان کو محو کرتی تہی جان جان جان جان سے گذرتی تہی القصہ ایک عرب عالم
بیتابی سے گو نہ تاب لاکر بول اٹہا کہ یہہ حسین کون ہین کسی نے کہا کہ حسین علیہ السلام ہین پہر واسطے آزمایش اور دریافت
کرنے اخلاق اور شہرہ آفاق فی الاخلاق کی چند کلام بیجا کہنے لگا ہمراہیان بادب نے تاب نہ لاکر چاہا کہ اوس
بے ادب کو ادب دین آپ نے تبسم کیا اور اوس ورازدست کو نزدیک بلاکر فرمایا اگر بہوکا ہے تو کہانا ہر قسم کا مہیا
ہے اگر پیاسا ہے تو آب سرد موجود ہے اگر قرضدار ہے زر سیم و دینار لے شمار ہیں اگر کوئی دشمن دے پی آزار ہے تدارک اوسکا
تیار ہے یہہ شیرین کلامی سنتے ہی لوٹ پوٹ ہوگیا کبہی قدم چومتا تہا کبہی ہاتہ چومتا تہا اور بار بار ندامت سے سر
نہ اوٹہا سکتا تہا اور کہتا تہا ای ابن رسول اللہ واللہ جیسا سنتا تہا اوس سے بہی زیادہ پایا بیت شنیدم
کہ راحت جانی ٭ چون بدیدم ہزار چندانی ٭ چہ نامی کہ مولای نام تو ام ٭ درم ناخریدہ غلام تو ام ٭ پہر انہی
ہمراہیوں سے ارشاد کیا کہ ہم دل و کہڑو کی سنبہالنے والے ہین جیسے کشتی بہتی ہوئی کو روک لیتی ہے ٭
حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حسان بن ابی سفیان ہمراہ یاروں کی جاتی تہی راہ مین ایک شاہ مکان دیکہہ کے
کہا یہہ کیسا مکان ہے کسی نے نہین دیکہا یہہ کہتے ہی جی مین بہت پشیمان ہوکہ ناحق مین نے یہہ کلمہ کیون کہا مجہکو
اس کا رسے کیا سروکار تہا پہر قسم کہائی اور اوسکی بدلی سال بہر روزہ رکہا ٭ حکایت نقل ہے

مالک بن حنیفہ کہتی ہیں کہ میری باپ ہمیشہ بعد نماز عصر کے شام تک سوتی تہی ایک مرتبہ ریاح القیسی بعد نماز عصر کے
اونکی ملاقات کو آئی اونکو سوتا سنکر پلٹ گئی اور کہا کہ یہہ کیا وقت سونیکا ہی پہر کسی آدمی بہیجا کہ اونکو جلد لوٹا لا
کر آئی مین کرم کہ بیٹیا مین اونکو اوٹہا دونگی اونکی بعد نماز مغرب لوٹ کر آیا مین کہا حضرت اسقدر دیر مین آیا اور ریاح
القیسی کو ساتہہ نلایا کہا کہ عجب معاملہ گذرا وہ یہانسی روتی ہوئی سیدہی قبرستان کو گئی مین بہی اونکی پیچہی
گیا وہان جاکر بہت لعنت ملامت اپنی اوپر کرتی تہی اور زار زار روتے چلاتی تہی کہ مین کیون کہا کہ یہہ کیا وقت
سونیکا ہی اسم کہائی کہ سال بہر یہہ سوونگا ہر چند مین اونکی کی التجا کی وہ ہونٹ کچہہ سنتا نہ کیا لاچار ہوکر
اولٹ آیا فقط حکایت نقل ہے عبد اللہ بن عوف حکی کہ حضرت حبیب نہی اور بیفائدہ بات نکری کبہی اولاد
یا غلام باندی وغیرہ سے خفا ہوتی تو البتہ یہہ کلمہ کہتی کہ بارک اللہ علیک ایک مرتبہ اتفاقاً اوس اونٹ کو جو اونکو بہت
پیارا تہا کہ اپنی ہاتہہ سی اوسکو دانہ چارہ کہلاتی اور بہت حج اوسپر کئی اور بہت لڑائی کفار سی لڑی ایک غلام
پانی پلانی کو لیگیا راہ مین اوسکی ایسی لکڑی ماری کہ اندہا ہوگیا گہر والون نے کہا آج بہت ناخوش ہونگی کہ اونکی
پیارے اونٹ کو نکما کر دیا جب عبد اللہ بن عوف نی یہہ خبر سنی غلام کو بلا کر کہا بارک اللہ علیک اور ای لوگو
گواہ رہو کہ مین اس غلام کو آزاد کیا پہر تا مرگ روتے رہی مین یہہ کلمہ بیفائدہ کیون کہا کہ لوگو گواہ رہو مین اس
غلام کو آزاد کیا فقط حکایت نقل ہے ربیع بن الخیثم سی کہ تین برس کے عرصی مین تین کلام کی اول یہہ کہ ایک
دوست سی پوچہا کہ تمہاری ماں زندہ ہی یا نہین دوسری یہہ کہ جب واقعہ کربلا واقع ہوا اور اہل بیت شہید ہو گئے
اور باقی اولاد رسول اللہ پر شدت ظلم ظالمون کی شروع ہوئی کہ زمین و آسمان گریان اور دل جنگل اور پہاڑ
کا بریان تہا اور تمام عالم مین حشر کا عالم تہا جوش و خروش طیور اور اولاد رسول اللہ مین پہر گئے اور یکایک ربیع سی بول اٹہے
اور جناب باری مین عرض کرنی لگی کہ ای مالک دو جہان کے تو خوب جانتا ہی کہ جو ان احمقون نی ظلم زیادتی کی
ہے اور اہل حق کو ناحق ایذا پہنچائی ہی انصاف ان لوگون کی تیری ہاتہہ ہی پہر تا مرگ کچہہ کلام نکیا فقط
حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ شاہ عجم ہوکر کہین محو سے کہان جاتی تہی ابراہیم ادہم کو بہی بلا یا وہ بہی اوس
جماعت مین شامل ہوئی پہر ایک دو شخص کا انتظار تہا کسی نی اوس جماعت مین سے کہا کہ وہ بڑی مرد اللہ مین بڑی
دیر مین آوینگی یہہ کلام سنتی ہی ابراہیم جہکی چلی آئی کہ یہان غیبت ہوتی ہی پہر اکر اپنی نفس کو بہت لعنت

ملامت کی کہ اپنی کی طرح سے مسلمان بھائی کی غیبت سنی اور پھر ایسی عورت کہانی سنی کہ جس کا [illegible] توبہ کی
فقط حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ جنگل میں جا رہے تھے اتفاقاً ایک سوار
ملا اس نے پوچھا آبادی کدھر ہے آپ نے قبرستان کی طرف اشارہ کیا وہ ناخوش ہو کر کہا کہ کیا ٹھٹھا کرتا ہے
پھر مارے کوڑے کے لہولہان کر دیا اور شہر کو چلا گیا جب قریب شہر کے پہنچا دیکھا تمام شہر کے مرد و [illegible]
چلے آتے ہیں سوار نے متحیر ہو کر کہا خیر ہے کیوں شہر سے نکلے جاتے ہو کہا ہم نے سنا ہے کہ حضرت ابراہیم
ادہم اس جنگل میں تشریف لائے ہیں ان کی زیارت کو جاتے ہیں سوار اسی جگہ میں کھٹک گیا اور ڈر گیا [illegible]
نہ ہو ان کو میں مارا ہے لوگوں سے ان کا رنگ ڈھنگ پوچھا بیان کیا اس سوار نے [illegible] پھر ایسی
لعنت ملامت کرتا ہوا ان لوگوں کے ساتھ الٹا گیا دیکھا کہ حضرت خون کپڑوں کا جسم سے دھو رہے ہیں قدموں
پر گر پڑا اور ہاتھ جوڑ کر قصور معاف کرانے لگا کہ مجھ سے خطا ہوئی معاف کیجئے الحمد للہ آپ نے [illegible]
فرمایا میں نے معاف کیا کہ اپنی بدلی میں کسی کو گرفتار کرانا منظور نہیں فصل [illegible] توبہ [illegible]
توبہ میں حکایت نقل ہے کہ حضرت سری سقطی بہت بڑے ولیوں کے کامل تھے جن کا [illegible] امام الاولیاء
ان کا لقب تھا اور بغداد شریف میں اکثر وعظ فرمایا کرتے ہزاروں آدمی ہدایت پاتے ایک مرتبہ احمد بن
یزید [illegible] صاحب خلیفہ وقت معہ صدہا غلام ترکی رومی بڑی تزک و شان سے آئے اور ایک طرف مجلس
میں بیٹھ گئے حضرت فرما رہے تھے کہ حضرت آدمی سے [illegible] ہزار [illegible] کوئی مخلوق
میں انسان سے ضعیف تر اور نافرمانی جناب باری میں [illegible] کائنات [illegible]
پیدا نہیں کی چنانچہ ہزاروں طرح [illegible] سمجھا [illegible]
[illegible] پوچھا [illegible] احمد بن یزید کی [illegible] جگہ میں [illegible] گیا [illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت سری [illegible]
[illegible]
[illegible]

سے بہاگتا ہی پہر جنگل کو چلی گئی تہوڑی دن کی بعد ایک عورت روتی چلاتی حضرت کی خدمت میں
آئی کہ حضرت میرا بیٹا خوش وضع خوش خو خوبصورت خوب سیرت نازک اندام دل آرام آپ کی وعظ میں دل فریب
بڑی کر و فر سی آیا یہان سی فقیر ہو کر گیا دوبارہ سب مال ریاست و حشمت کا پہینک کر آیا تب سی باہر جو آیا
اوسکا پتہ نہ پایا کہ کیا ہوا اور کہان گیا یہ کہتی تہی اور زار زار روتی تہی اور کہڑی بیٹہی کو رولاتی تہی جس کہ حضرت
کو بہی نہایت قلق ہوا معلوم ہوا کہ احمد بن یزید کی ماں ہی فرمایا ای نیک بخت صبر کر اور قرار پکڑ جس وقت وہ یہان
آویگا فوراً تجکو اطلاع ہوگی حضرت کی ارشاد سی اوس بیچاری کو تہوڑا چین ہوا اور دل بیقرار نی ذرا قرار پکڑا
پہر گہر کو چلی گئی تہوڑی دن کی بعد رات کو آکر حضرت کی دروازی کی سامنے کنڈی کہٹکائی فرمایا کون کہا احمد
بن یزید حضرت نے خادم کو ارشاد کیا دروازہ کہول دے اور اسکی مان کو جلد بلا لا پہر اوس نی آکر حضرت سی سلام علیک
کی آپنے بعد جواب کی فرمایا تیرا کیا حال ہی جو ایسا حقیر و خوار زار ہی کمر جہک گئی صورت بدل گئی کہا آ
ایام میں بہت خوش ہون تمنی مجہکو دنیا سی چہوڑایا اور خدا سی ملایا تمہاری احسان کس دل سی ادا کرون کب تک بیان
کرون اللہ تعالی تمکو اسکی جزا دیگا ناگاہ اسکی مان اور جورو لڑکے روتے چلاتے آگئی اسکا حال دیکہکر نہایت پریشان
حال ہو گئے اسقدر روتے چیختے مارتی تہی کہ در و دیوار کو رولاتی تہی دی کا ٹوکیا ہی پہر اوس نے کہا آ
میری جگر پارہ کیا ان بچون کی حال پر بہی رحم نہیں آتا کیا ہو گیا کہ یا تیری جی میں گیا پہر ہم سنت
و خوشامد کی کہ کسی ڈہب سی گہر تک چلی ہرگز نہ مانا تنگ ہو کر حضرت کی خدمت میں عرض کرنے آئی کہ یہ کیا
بلا میری پیچہی لگا دی کہ مجکو جان چہوڑانا مشکل ہو گیا فرمایا یہی اپنا وعدہ ہو رہا کیا ہی پہر تو
کہنے لگی ہای میری جوانی کیونکر کٹی گی کہا تجہکو اختیار ہی جو تیرا جی چاہی سو کر تب خیال پر بولی کہ
ساتہہ لو کہا بہت اچہا پہر ریشم کی کپڑی اتارنی شروع کئی اور اسکی ہاتہ میں زنبیل دی قصد کیا
تب مان اور بال بچی لڑکی کو لے لیا کہا المنۃ للہ تمکو اختیار ہی میری پاس فقیر کی صورت میں رہنا ہی پہر حال
دیکہکر پہر کسی نی نا رنا روتا تہا گویا حشر برپا تہا پہر جنگل کو چلا گیا اور سبکو روتا چلاتا چہوڑ گیا اور
راہ خدا سی مونہہ نہ موڑا بعد دو برس کی حضرت کی پاس ایک آدمی آیا کہ آپکو احمد بن یزید نی بلایا ہی اوسکی
وقت اخیر ہی آپ اوسکی ہمراہ گئی دیکہا تو قبرستان شور بین ایک جانب کو نہایت تاریک جگہہ میں

ایسی کرامات کہتی ہیں کہ بہلائی چاہتی والو بہلائی کرنا آپ صبح تک شان رہی پہر مکان کو آئی کہ تجہیز وتکفین
کریں تو دیکہا تو ہزاروں آدمی شہر سے آئی ہیں متحیر ہوکر کہا خیر ہے بولی خیر ہی رات کو آواز غیب سے آئی کہ
جسکو نماز جنازہ اولیا اللہ کی پڑہنی ہو وہ مقبرہ شونیزیہ میں صبح کو جاوی اسواسطی تمام شہر یہانتک آئی ہی چنانچہ
کثرت ہجوم سی قریب نماز عصر کے کفن دفن کی نوبت پہونچی فقط حکایت نقل ہے ایکشخص دینداری کہ
ایک مرتبہ میری دیوار گر پڑی مزدوروں کی اڈی پر گیا کہ کسی مزدور کو لا کر دیوار درست کراؤں وہان جاکر
دیکہا کہ ایک جوان خوش اندام کے سوا اور کوئی مزدور نہیں ہے اوسی کہا کہ ہماری دیوار بنادو او مزدوری
اپنی لو کہا بہت اچہا مگر اس شرط پر کہ جو مزدوری مقرر ہو جاوے اوسمین فرق نہیں ہو اور ہماری طاقت سی زیادہ
کام نلو اور نماز کیواسطی اجازت دیدو کہا سب باتیں منظور ہیں پہر گہر لاکر اوسکو کام بتادیا اور اپنی کام کو چلی گئے
شام کو دیکہا تو وہ مزدوروں کی برابر کام کیا تہا بہت خوش ہوکر مزدوری مقرری دیکر رخصت کردیا صبح کو اوسکا
انتظار دیکہا جب بہت دیر ہوئی تو پہر مجمع مزدوروں پر گئی اوسکو نپایا اوروں سی پتا لگایا معلوم ہوا کہ وہ
ہر روز مزدوری نہیں کرتی بلکہ ہفتہ میں ایکروز کرتی ہیں اور سارے دن کہاتی ہیں پتہ پوچہکر اوسکا الیس سے
ہیں اوسکی مکان پر گئی دیکہا تو بیمار ہیں اور زمین پر پڑی ہیں یہ حال دیکہکر بہت افسوس سے کہا آپ مسافر دیکہا
ہیں میرے حال پر عنایت فرمائیں اور غریب خانہ کو تشریف لی چلیں کہا بہتر ہے مگر جبتک کچہہ نہ کہا لوں چنانچہ مکان
پر لے آئی تین دن تک کچہہ نہ کہایا نہ پیا نہ کچہہ کام کیا چوتہی روز مجہکو بلا کر فرمایا کہ میرا وقت قریب آیا جب دم
نکلتا ہو اسکو بجو لی واکرنا اور کفن یہی کہ اسی گلی میں یتی پانی کہ زمین میں سب کہسنا اور کہنا کہ جو کوئی اسی ناکہ
کے نافرمانی کریگا اوسکا یہی حال ہوگا شاید رحمت الہی جوش میں آوی اور میری مغفرت فرمادی اور انہیں کپڑوں
میں کفنانا بعد اوسکی بادشاہ وقت کی پاس جاکر یہ انگوٹہی اور قرآن شریف دیدینا اور کہنا کہ ان چیزونکے مالک
ہوشیار رہنا اور شروع دنیا کو خواب خیال سمجہنا ایسا نہو کہ اچانک موت آجاوی اور نشان ہی باقی رہی
خاک میں ملجاوا اوسوقت کوئی تدبیر مفید نہوگی انجام اوسکی یہاں جس سامیر کی بعد غم والم کی باتوں کی کیفیت کرو
جیسے کہ چاہیں کرینگے کئی دن الہی کی بعد اوسکا شہ سے آواز آئی کہ خبردار ایسا نکرنا کہ اولیاء اللہ اہل مغفرت ہیں
بدلا لیں ذلت کی پہر تجہیز وتکفین کرکے دفنا دیا بعد اوسکی انگوٹہی اور قرآن مجید لیکر بادشاہ کی سواری کے جہانتک جانی تہی

جا کھڑا ہوا کہ دربار میں کوئی جانی دیکھا دو سی عرض معروض کی کسی نے نہ سنی ناگاہ بادشاہ کی نظر پڑی
مجھسے بلا کر پوچھا کون ہے کیا مطلب ہے عرض کیا اسی شہر کا رہنے والا ہوں ایک شخص کا پیام اور یہہ کلام
اندر شریف اور انگشتری لایا ہوں بادشاہ نے وہ دونوں چیزیں لیکر کہا وہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے
کہا وہ مر گیا اور دیوار بناتا تہا سنتی ہی بادشاہ رونے لگا یہانتک کہ بیہوش ہو گیا میں متحیر ہو گیا کہ الہی
کیا معاملہ ہے بہت دیر کی بعد ہوش میں آیا کہا کچھہ وصیت بہی کی ہے میں نے کہا کہ ہان کہ ذرا خواب غفلت سے بیدار
رہنا مبادا اچانک موت آ جاوے سب سامان حشمت و بادشاہت بالائے طاق رہ جاوے پہر تو بادشاہ کا یہہ
حال تہا کہ کپڑے پہاڑتا تہا اور بیہوش خاک پر لوٹتا تہا اور کہتا تہا اے ناصح میرے اے شفیق میرے پہر شب کو چادر
اوڑھکر میرے ساتھہ اوسکی قبر پر گیا قبر سے لپٹکر بہت رو تا رہا پہر فرمایا یہہ میرا بیٹا تہا ہمیشہ شراب کباب میں
گرفتار رہتا شیخ سے ہدایت پائی کہ ایک مرتبہ لہو ولعب میں مشغول تہا اور سب سامان عشرت مہیا تہا کوئی آدمی
گوئی اور دہر بیٹہیں پیوش مچا تہا ناگاہ دیکہتے ہیں کہ اوسکی مکان سے نزدیک تہا کسی لڑکے نے یہہ آیت کریمہ
ستائیسویں پارہ سورہ حدید میں پڑہی الم یأن للذین آمنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ
یعنی کیا وقت نہیں پہنچا ایمان والونکو کہ گڑگڑاویں دل انکے الله کی یاد سے اوسکی دل پر چالاکی او ربیری بات
ہو گئی اوس لڑکے کے پاس آکر کہا کہ ہاں آ پہنچا وقت کہ الله کی یاد سے دل ٹہہر جاوے اور اپنا کام کر گئی پہر ترک لباس
کیا اور چلا گیا جب تلاش کیا کہیں پتا نہ لگا آج پتا لگا زندگی کا رہی پیر لگا فقط حکایت بعضوں نے
کہا ہے کہ ایک مرتبہ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ جنگل میں شکار کو گئی آپ ہی شکار ہو گئی بادشاہی دنیا کی چہوڑ
کر بادشاہی عقبیٰ کی لی یعنی جب جنگل میں پہنچی گہوڑا ڈالا اور لشکر سے الگ ہو گئی اتنی میں غیب سے زبان فصیح
کہا اے ابراہیم اوٹہ اور اس کام کی لئے پیدا ہوا ہے اپنا کام کر یہ لہو ولعب چہوڑ ابراہیم متحیر ہوکر غش کہا کے
گہوڑے سے گر پڑے گہوڑا لشکر کو چلا گیا لشکر والوں نے گہوڑا خالی دیکہکر کہا کہ بادشاہ واللہ علم کہاں مارا گیا رونے
چلانے سب طرف ڈہونڈہ کر ہر جگہ ہیں کہیں پتا نہ لگا جب ابراہیم کو ہوش آیا اوٹہ کر جنگل کو چلے چرواہے سے
کہا اپنا لباس ہمارا لباس سے بدل لو اوسنے عرض کیا میں تو غلام شاہی ہوں میں ہرگز لباس شاہی کے
نہیں لیتا جب بادشاہ نے بہت کہا اور کہا یہہ شاید اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہی ہے ورنہ کمبل آپ نے اوڑہ لیا اور سب

لباس اپنا اونکو دیدیا اونہون نے عرض کیا ای بادشاہ کیا حال ہوا تمہارا کس چیز نی بادشاہت چہوڑائی اور
فقیری دلائی کہا گورخر کی شکار کو آیا تہا خود شکار ہو گیا اور یہہ حال کسی سی ظاہر نکرنا تمہاری حق مین بہتر ہوگا
یہہ سب جنگل والے رو رو چلاتی تہی اور ابراہیم اس مضمون کے اشعار پڑہتی تہی کہ الہی تیری محبت کے لیے یتیم کی
لیے اپنی اولاد یتیم کی اگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوین تیری جمال کے خیال سوا کسی خیال کو جی مین راہ ندون کہ تیری
جمال کی دولت سے تمام جی جان مالامال ہی اور باقی خواب و خیال بل بال ہی فقط حکایت نقل ہے کہ ایک
مرتبہ ابراہیم ادہم دریا کی کنارے بیٹہی گدڑی سیتی تہی کسی نے طعن کی کہ بادشاہت چہوڑے او فقیری کی کمل اوڑہی
کیا لطف اوٹہایا کہا وہ بادشاہت تہی بلکہ وبال جان تہا کہ ساری جہان کا بار میری گردن پر تہا اور سلطنت یہ
ہے کہ اپنی جان و مال سی بہی سبکدوش ہون پہر دریا مین سوئی ڈالدی اور کہا ای دریا والو جلد سوئی لاؤ
اوسیوقت سب جانور دریا کی حاضر ہوئی اور ایک مچہلی سوئی مونہہ مین لیے ہوئی آئی پہر طعن کرنیوالے سی کہا تو نے
یہہ تماشا قدرت خدا اور بادشاہت حقیقی کا دیکہا پہلی صرف آدمی پر حکومت تہی اور اب سب پر ہے فقط واحکایت
نقل ہے کہ ایک مرتبہ منصور بن عماد بصرہ مین چلی جاتی تہی ایک مکان عظیم الشان بہت مکلف اور سونے چاندی
کے نقش سی منقش دیکہا آگے اوسکی مکان کے سیج اوس مین سوار پیادی اپنی اپنی قرینہ سی صف بستہ کہڑی ہین
اور صدہا دربان دروازے پر ٹہل رہے ہین وہان اندر مکان کی تخت بادشاہی بہت مکلف بچہا ہی اور ایک
جوان حسین اوسپر جلوہ فرما ہی اور چارون طرف خدام خوش اندام خوش کلام مودب دست بستہ کہڑی ہین
یہہ حال دیکہکر میری عقل دنگ ہو گئی چاہا کہ اندر جاکر حقیقت اسکی دریافت کرون مگر دربانون نی جانی ندیا اتفاقاً
وہ کسی مشغلہ مین مشغول ہوگئے مین جلد اندر مکان کی چلا گیا یکایک ایک پیر عورتونکو بلایا اور سب ہوا خواہانکو رخصت
فرمایا اونکی آتی ہی سارا مکان روشن ہو گیا جیسی آفتاب نکل آوی صدہا لونڈیان باندیان آئی اونکی ساتہہ کوئی
خوشبو لگاتی دل دیکہاتی زلف سلجہاتی کوئی گیسوان چیران آئینہ دکہاتی خوشبو لگاتی غرض ہر ایک ہر ایک
کام مین مصروف تہی پہر وہان کوئی مرد کی قسم سی نہ تہا صرف مین اپنی جان پر کہیل کر یہہ کہیل تماشا دیکہتا
رہا ناگاہ بادشاہ کی نگاہ مجہہ پر جا پڑی آتش غضب سے سلگ گیا مانند شعلہ کی افروختہ ہوکر کہا کہ تیری سر پہ
موت کہیلتی ہی جو مجہکو محل سرا مین کہیل تماشی کی حیلہ سی لائی ہی یہہ سنکر مین ڈر سی کانپ گیا خوشامد سی جانکو بچایا کہ

آتش

کہ آتش غضب کو عاجزی کا پانی بجہاتا ہی جب اوسکا غصہ کم ہوا کہا تو کون ہی کہاں تک عرض کیا خطاوار
ہون سزا اسکے سزاوار ہون طبیب ہون امراض دلکا معالجہ کرتا ہون فرمایا ادہر آؤ اور کچہہ کلام حق سناؤ تب
بی پروا ہوکر صاف صاف حکم حاکم حقیقی کا بیان کرنا شروع کیا کہ ای بادشاہ تیری پاس عمر تو سکا ہجوم ہم
ملک مین ظالمون کی ظلم کی دہوم ہے کیا نہین جانتا کہ اس وبال سی تیرا اعمالنامہ مالامال ہوگا اور سختی ایکدن
مبتلا ہوگا ذرا ہوش پکڑ اسقدر مستی جاہ مت سی اگر خدا کو نہ بہول [illegible] دی کی [illegible] درنہ ہم
زبردست زیردست ہوگا اور زیردست زبردست ہوگا دودہ پانی سی اور پانی دودہ سی جدا ہوگا اور [illegible]
ایسی سخت آواز کریگی کہ پتہر کا جگر پانی ہو جائیگا نیککار سرخرو ہونگی اور بدکار زرد رو [illegible]
دنیا قابل دلدہی نہین تو عورتون کی صحبت مین مت رہو کہ ان جنتی سی ور اگر جنت کی نعمتونکا ذرا دیکہتا اور حوران
جنان کو ایک نظر دیکہتا واسطہ لذت دنیا و صحبت [illegible] ان مین ہرگز گرفتار نہوتا او بعد مرنی ان عورتون کی اگر [illegible] تو
سوا بدبو کی کچہہ نہ پاوی حسن و جمال کی بنا وہی ور سخت نفرت آجاوی لیکن انکی صحبت سے درگذر اور حوران بہشتی کو
طلب کر کہ خلقت اونکی مشک و کافور و زعفران سی ہی وہ جمال باکمال کسی آنکہ نے دیکہا نہ کان نے سنا گویا لعل و یاقوت
ہین کہ چمکتی ہین یا موتی و مرجان ہین جیسا کہ بیچ سورہ رحمن کی فرمایا ہی لم یطمثہن انس قبلہم
ولا جان کانہن الیاقوت والمرجان یعنی نہ ہاتہ لگایا انکو کسی نے پہلی آدمی اور نہ کسی جن نے گویا وہ یاقوت
اور مونگا ہین کہ چمکتی ہین یہ باتین سنکر لوٹ پوٹ ہوگیا اور کہا ای طبیب تیری باتین [illegible]
پہر کہو شاید برائی سی نجات پاؤن اور راہ راست پر آؤن کہ مین بہت بڑا گنہگار ہون کہا عجب ہے کہ غفور الرحیم اپنی
فضل و کرم سی بخشدے کہا حقیقت مین وہ بڑا رحیم و کریم ہے اگر چاہے اوسی فضل کری تو نہین لگتی [illegible]
ہوا دل امیدوار ہوا پہر زار زار روتا تہا اور کپڑی بدن کی پہاڑتا تہا آخر کو نکل چلا جب عورتون نے کہا اے جان
اور یہ حال ہی ہم تمہاری شریک حال رہینگی کہا مقتضای مروت ہی تم جاتی ہو اور ہمکو چہوڑ کر جاتی ہو [illegible]
ساتہ کو لباس شاہی دور کیا پہین فقیری کا بدل لیا اور راتہی رات سبکو ساتہ لیکر چلا گیا بعد [illegible]
محل سرای کو گیا او شہزادہ دیکہا مین [illegible] گیا پہر بیت المقدس کو گیا دیکہون تو عبدالملک مسجد مین یاد خدا مین
مصروف ہی مجہے سلام علیک کی مین یہ حال اوسکا دیکہکر بہت خوش ہوا مین کہا تو یہان کہان [illegible]

مین پہر وہ سبب ہین او وہ ائین زندگی مین مقتدا پائین مجہکو دیکہکر بہت خوش ہوئین کہا اللہ تعالی کی ہمارے دل کی مراد
پوری کی جو ہمارے بارے نصیب ہوئی یا حضرت ہم بہی گنہگار ہین انکو بہی اللہ تعالی بخشیگا کہ جان ان سب کی
محبت مین کہو دیا فرمایا شکر اللہ تعالی ہی تا ہمارے انکو بخشیگا پہر جوش و خروش مین آکر ایک نعرہ مارا اور جان بحق
تسلیم کی عبد الملک یہ حال دیکہکر بہت غمگین ہوا کہ افسوس ایسے وقت مین مین بہی الگ تہا پہر بخوبی کفنا دفنا دیا بعد اوسکے
وہ بہی رحلت کر گیا اوسکو بہی کفنا دیا لوگون نے بہت افسوس کیا مینی وسکی قبر پر وعظ کہا اور لوگون کو عذاب قبر کی
ڈرایا اور حشر کی آہ کا درد دیا فقط حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ دریا کی
کنارے پر کہڑی تہی دیکہا کہ ایک بڑا بچہو دوڑا دریا کے کنارہ پر آیا اور ایک مینڈک فورا دریا سے نکل کر اوسکا سواری
کر کے چلے کنارے پہلا یہ عجیب ماجرا دیکہ مین بہی وہ کنارے کو گیا وہ جلدی سے اوتر کر ایک درخت کی نیچے گیا
وہان ایک سانپ [illegible] مسافر کے جانب بیٹہا تہا چاہا کہ آدمی کو کاٹے اوسی حال بہی سانپ کے ڈنگ مارا اور گرا
مسافر بچ گیا پہر وہ [illegible] اوسی طرح اپنی مکان کو چلا گیا اپنی جانا ہے آدمی کوئی کام ہے اوسکی [illegible]
حال کرنا چاہا اوسکی نزدیک گیا چاہا کہ قدم چہرہ لون وسنی انکہ کہولدی دیکہا تو کوئی شرابی [illegible]
دیکہا اکہ الحمد للہ [illegible] حال ہے اور چاہیے تہا کہ وہ حال ناگاہ غیب سے آواز آئی کہ ای ذوالنون کہو [illegible]
کہ ہم [illegible] اگر وہ گنہگار ہے [illegible] پہلوون ہی کی حفاظت کرتے [illegible]
[illegible] ذوالنون [illegible] حالت جذبہ جنون کی طاری تہی کہ گہومتی تہی اور کہتی تہی افسوس [illegible]
اوس [illegible] اوسکی [illegible] ہوا اور وہ بیدار ہوا [illegible] مین ہوش [illegible]
شام ہوگیا اور [illegible] ذوالنون کو [illegible]
تا دم ہوکر کہا ای [illegible] کہان فرمایا تو اپنا حال بیان کر کہا میرا حال آپ پر بخوبی روشن ہے
پہر [illegible] کہا یا [illegible] حال [illegible]
کہ [illegible] جنگل کو چلا گیا اور [illegible] ملامت کرتا تہا کہ جب بندہ کی حال پر اسقدر کرم ہے تو پہلو کو
حال [illegible] عبادت الہی مین مصروف رہا اور [illegible] ہوگیا مین [illegible]
کو دم کرتا اور [illegible] اچہا ہو جاتا اگرچہ [illegible] حکایت نقل ہے کہ بصرہ مین ایک عورت بدنامی مین

نامی شعوانیہ نامی بہت مالدار بدا طوار نہایت شکیلا و چھبیلا خوش آواز دل نواز آرائش بدن میں مصروف
گانے بجانے میں مشہور و معروف دل شاد فرحت لبریز پیار و ستادتھی جہاں کہیں تقریب شادی غمی کی ہوتی وہ
ضرور پہونچتی اور سب جگہہ سے حصہ پاتی ایک روز اتفاقا کہیں جاتی تھی اور لونڈیاں باندیاں ہمراہ تھیں ایک
مقام پر … شور ہوتا تھا اہل مجلس پر ایک حالت طاری تھی روتے چلاتے چیخیں مارتے تھی بیہوش ہی گئے ہو کر
کہا یہاں تقریب غمی ہے اور مجھکو خبر نہوئی ایک لونڈی کو بہیجا دیکہہ تو کیا واردات ہے اوسنی جاکر دیکہا تو وعظ
ہو رہا ہے اور عذاب قبر اور حشر کا بیان ہی کوئی ادہر گرا کوئی اودہر پڑا ہی لونڈی پر بہی ایک حالت طاری
ہوگئی اوسنی انتظار کرکے دوسری لونڈی بہیجی او وہ بہی جاکر اوسیحال میں شامل حال ہوگئی تنگ ہوکر تیسری بہیجی
وہ بہی آئی جو تہی بہیجی وہ بہی خبر کو گئی آپ بیخبر ہوگئی مصرعہ ہر کہ درکان نمک رفت نمک شد نکتہ جب تہوڑی دیر
میں ایک لونڈی آئی کہا تقریب شادی غمی کی نہیں ہے وعظ ہوتا ہی ہر ایک خوف الہی سی بیہوش ہو رہا ہے
کوئی روتا کوئی چلاتا ہی یہہ سنکر مسکرائی اور آپ بہی تماشا دیکہنے کو آئی پہونچتی ہی مقلب القلوب نے اوسکا
قلب پہیر دیا اور اپنی خوشی اوسکا دل بہر دیا کہتی تہی ہائی افسوس ساری عمر میری گنہگاری میں گذری آہ
اے حضرت کیونکر میری نجات ہوگی ور زار زار روتے اور آنسوؤں کا مینہہ برساتی تہی عالم نے فرمایا اللہ بڑا کریم ہے
تو سچے جی سی توبہ کر اور گڑگڑا وہ سب گناہ سی پاک کردیگا اگرچہ تیری گناہ مانند شعوانیہ کی بیحد و شمار ہوں پہر
بیچاری کہا ہی افسوس وہ میں ہی ہوں پہر سب کپڑی پہاڑ ڈالی اور سب مال گہر کا لٹا دیا اور سب
لونڈیاں آزاد کردیں اور گوشہ عافیت میں بیٹہہ رہی تا ابد گو عبادت الہی میں مشغول رہی اسی حالت میں جان
بحق تسلیم کی وہ عند اللہ اور عند الناس مقبول ہوئی واسطی حکایت نقل ہے بشر حافی کی کہ ابتدا میں
… اور شراب کباب میں گرفتار رہتے تہی ور بارہ شراب طاہر رہتے تہی اتفاقا ایک مرتبہ راہ میں
ایک کاغذ بسم اللہ لکہا ہوا زمین پر پڑا دیکہا جاپسی نکال تعظیم و تکریم اوسکو اوٹہا لیا چوما اور آنکہوں سی لگایا
کہا یہہ نام نامی او راسم گرامی میرے مالک محسن کریم اور رحیم کا ہی … خاک میں … معطر کرکے عمدہ کپڑے میں نہایت
تکلف سی لپیٹ کر ایک جگہہ بلند محفوظ میں رکہہ دیا یہ کام اوس نام کا اللہ کریم کو پسند آگیا اوسکو پسند کرلیا
پہر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو الہام ہوا کہ جلد جاؤ او بشر حافی کو مژدہ سناؤ کہ تو نے ہمارے نام کی تعظیم کی ور گرد

وغبار سی چهپا دیکہ کے جسد و مقام پر رکہہ یا تھنی تجہکو گرد و غبار گناہ سی پاک صاف کر دیا او رفرش سی عرش تک
تیرا نام بلند کر دیا حسن بصری رحمة اللہ علیہ جلدی شہر کے پاس گئے وہ سنتی ہی اتر گیا کہ خدا خیر کرے ایسی ولیا اللہ کا یہان
آنا گویا قہر الہی نازل ہونا ہی پہر آپنی کمال محبت سی انکو بلا کر وہ سب مژدہ سنایا سنتی ہی قدمین پر لوٹتی تہی
او چہین مارتی تہی اور نفس پر لعنت ملامت کرتی تہی کہ ہای افسوس این تقصیر و ہم میں کیا اسدم تک گنہگاری
جناب باری میں ہم رہا او اسقدر انعام و اکرام اوسکی سی مطلع نتہا پہر زار زار روتی تہی یہانتک کہ بیہوش
ہو گئے جب کچہہ افاقہ ہوا او ٹہکر چلی اور سب مال اسباب گہڑی کہڑی لٹا دیا اور سب کپڑی پہاڑ کر پہینک
دیا اور لباس فقیری پہن لیا او ننگی پانون ہو گئے کسی نے کہا آپ ننگی پانون کیون پہرتی ہین کہا اللہ تعالی ۲۹ پارہ
سورہ نوح میں فرماتا ہی واللہ جعل لکم الارض بساطا یعنی زمین کو ہمنی بچہونا بنایا تمہاری آرام
کے واسطی ایسی اللہ تعالی کے بچہونی پر کیونکر جوتا پہن کر پہرتا اور دیا او رکوچہ و بازار مین ننگی پانون پہرتے
اور زندہ و مردہ اولیا اللہ کی زیارت کرتی تہی جانوروں کی گندگی گرنا کوچہ و بازار میں چہوڑ دیا کہ مبادا پانون
بشر حافی نکاہ ہو جانی اور اسی سبب بشر حافی کہلاتی تہی کہ حافی ننگی پاون والیکو کہتی ہین پہلی انکا نام
صرف بشر تہا چنانچہ ایک مرتبہ کسی نے کسی کوچہ مین گوبر پڑا دیکہا کہا بشر حافی نی رحلت فرمائی بعد اسکی
دریافت کیا تو حقیقت میں اسی وقت انتقال فرمایا تہا اور بعد توبہ کی چالیس حج کیے اور چالیس لڑائی کفار سے
کی بعد انتقال کے کسی نے خواب میں دیکہا کہ ہمراہ حضرت معروف کرخی رحمة اللہ علیہ کے سبز گہوڑی پر سوار ہوا
سیر او ڑتے ہین فقط حکایت نقل ہے کہ حضرت شقیق بلخی رحمة اللہ علیہ ہمیشہ و جلسہ کے کنارے پر وعظ فرماتی
تہے اتفاقا قافلہ عراق کا حج کو جاتا تہا اسطرف سی گذرا ایک اونٹ والا حضرت کی خدمت مین آیا عرض کیا مجکو
کوئی ایسی بات بتلا دیجیے جو سفر حضر میں کام آوی فرمایا تین باتین یاد رکہہ اللہ کی فضل سے دارین میں کام آوینگی
ایک یہہ کہ جو اپنی واسطی چاہے سو آقا کیواسطی چاہنا دوسرے یہہ جو چیز نفس کو درکار ہو مالک ہی سے مانگنا تیسرے
جو تجہکو مالک سی ملی اوسپر راضی رہنا اور ناخوش نہونا پس وہ یہہ باتین اپنی امان جان مین گرہ باندہ کر چلا گیا
بعد مدت کے دیکہا تو وہی اونٹ والا پانی پر چلا جاتا ہی آپنی بلا یا کہ تو وہی اونٹ والا ہی جو تین باتین ہمسی پوچہہ گیا
تہا کہا کہ ہان میں وہی ہون ورتم وہی عالم ہو جو او ر انکو بتائی تہا اور آپ عمل مین نہین لائی یعنی صرف وہی باتوں ہم

عمل کیا فضل الہی تاب لی پر چلنی لگا اور جو تیسری پر بھی عمل نصیحت تا تو خدا جانی کس رتبہ بلند و بالا پر پہونچتا
مگر اوسکی ہمت میں طاقت نہ تھی مجبور ہون فقط حکایت نقل ہے ایک بزرگ کا ایک مرتبہ آدھی رات کو قبرستان کی طرف سے
میں گیا کیا دیکھتا ہون کہ چار آدمی جنازہ لائی ہین میں نی خیال کیا کہ شاید یہہ قزاق ہین لوٹ مار کے اسوقت
گاڑنی کو آئی ہین کہ کوئی خبر نہو میں نی پوچھا کہ سچ بتاؤ اسکو کسنی مارا ہی کہا اپنی موت سی مر گیا ہی ہم چار کو
مزدور اسکی ماں کے ساتھہ آئی ہین اور میں نی ... پاس اوسکی پوچھا کہ اسوقت گاڑنی کا کیا سبب ہے بوڑھیا بولی کہا کہ یہہ میرا
بیٹا ہے بڑا فاسق بدکار شہرہ آفاق تھا وقت مرنیکی تین باتین وصیت کین اول یہہ کہ میں جب مر جاؤں تو میری گلی مین
رسی ڈال کر چارون طرف شہر میں گھسیٹنا اور آواز بلند کہنا کہ جو کوئی اپنی حاکم حقیقی سے سرکشی کریگا وہ ایسا ہی ذلیل
ہوگا دوسری یہہ کہ آدھی رات کو دفنانا کہ دن میں جو کوئی جنازہ دیکھیگا لعنت ملامت کریگا تیسری یہہ کہ اپنا ایک سپید
بال جنازہ کے ساتھہ قبر میں رکھہ دینا کہ شاید اللہ تعالی اوسکی سبب سے میری نجات کرے پھر انتقال کیا ہم نی
اسکے کفن دفن کا سامان کر کے چاہا کہ وصیت اول ادا کرون یکایک غیب سی آواز آئی کہ ای بوڑھیا اس کام
سے باز رہ ہمنی اوسکو بخش دیا پھر پارسالی اسکی نماز جنازہ کی پڑہی دفنا دیا اور ایک سپید بال بوڑھیا کا اوسکی
ساتھہ رکھہ دیا پہلا کلمہ ہاتھہ اوٹھا کر آنکھین کھول کر کہنے لگا ای شیخ اللہ تعالی بخشتا ہی پہر جھلی اور بڑی کو پھر
آنکھین بند کر لین قبر درست کر کے سب چلی آئی فقط باب ستاون کرامت اولیا اللہ میں
حکایت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سی نقل ہے کہ ایک مرتبہ مین مسجد مین بیٹھا تھا دو جوان آئی اور السلام
علیکم کی پھر ادا نماز کی کہا اولیا اللہ سی کرامت ہوتی ہی کہا انبیا سی ہوتی ہی ناخوش ہو کر چلی
گئی دوسری دن پھر آئی بعد سلام علیک و نماز کے کہا کرامت اولیا سے صادر ہوتی ہی یا نہین شیخ نے کہا
کہ کبھو ہوتی ہی ناگاہ زبان سی بیساختہ نکل گیا کہ نہین ہوتی ہی بولی سبحان اللہ کیا کہتے ہو اللہ تعالی نے
اولیا اللہ کو وہ عظمت اور کرامت عطا کی ہی اگر ان دیوارون کو کہین سونی کی ہو جاؤ اور ستونوں کو کہین
کہ زبرجد کی بن جاؤ اور مٹی کو کہین ... ہو جاؤ اوسیوقت سب ہو جاوین ناگاہ دیکھون دیوارین سونی کی
اور ستون زبرجد کے اور مٹی زرد جواہر ہو گئی یہہ دیکھکر میں حیرت سی مسکرایا کہا کیون مسکرائے تو بھی تو ایک
بات کہی تہی پھر سب بدستور ہو گئی جیسی تہی حکایت نقل ہے ایک بزرگ کی کا ایک مرتبہ سفر مین قافلہ

جدا ہوکر راہ بہول گئی دو تین دن خوار زار رہے لیکن راہ کا پتا نہ لگا تہاک کر زندگی سے نا امید ہوے کہ ایک جا پر
بیٹھ گئے ناگاہ دیکہا کہ ایک ٹیلی پر مکان مختصر بنا ہی اور ایک آدمی وہان بیٹہا ہی اسکو دیکہکر ذرا اطمینان ہوا
لیٹ بیٹہکر آرام لیا وقت شام کے کیا دیکہتا ہون کہ ایک جوان حسین عمدہ پوشاک سے آراستہ آیا اور زمین پر
پیر مارا وہان ایک چشمہ شیرین پانیکا جاری ہوگیا وضو کر کے پانی پیا مینی بہی یہ نعمت الہی غنیمت جانکر وضو
کر کے پانی پیا پیتی ہی بہوک پیاس کلفت سفر سب دور ہوگئی سبحان اللہ پانی تہا یا معجون روحانی یا سامان شادمانی
اور آب تاب ہمانی کہ جی جان و زبان کو شاداب و سیراب کر دیا پہر مین شکر خدا سبحان بجا لایا اور اونکی ساتہ
نماز ادا کی بعد نماز جب وہ چلے تو مینی عرض کیا کہ مین راہ بہول گیا اور قافلہ مجہہ سے چہوٹ گیا کہا ہمارے پیچہے چلا
آ چند قدم چلا تہا کہ مشعل کی روشنی معلوم ہوئی اور اونٹ والونکی آواز آئی فرمایا یہہ ہی تیرا قافلہ ہے مینی کہا کہ
ہان پہر مینی کمال ادب سے عرض کیا کہ آپ اپنی نام سے مجہکو مشرف فرمائیی فرمایا ہمارا نام علی زین العابدین ہے
فا حکایت نقل ہے محمد بن مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایک مرتبہ مین مکہ معظمہ سے ایلہ کو جاتا تہا ناگاہ اوپر سے
ایک آواز آئی مینی دیکہا تو احمد بن خالق بن یحیی سونیکی تخت پر بیٹہی ہوا پر جاتی ہین سلام علیک کہکر مینی کہا
کہان جاتے ہو بولے ایک ولی کی ملاقات کو جاتا ہون پہر مینی عرض کیا اللہ تعالی نی تمکو بڑا رتبہ دیا ہی انکو اپنی پاس کیون نہ
بلا لیا فرمایا بزرگون کی خدمت مین جانا بلانے سے بہتر ہے فا حکایت نقل ہے ایک پارسائی کہ ایک مرتبہ
رات کو طواف بیت اللہ کرتا تہا صبح کے وقت ناگاہ ایک آدمی سر پر چادر اوڑہی باب زمزم پر آیا ڈول سے پانی نکالکر
پیا اور ڈول رکہکر چلا گیا مینی جلدی سے جاکر اوس ڈول مین سے پانی پیا پیتی ہی تمام جان و زبان شیرین ہوگئی وہ ایسا لذیذ
تہی کہ دیکہنی سے بظاہر ایسی کیفیت نہ تہی جیسی عمدہ میووں مین نفیس قند ملا ہو دوسرے دن پہر اوسی طور سے آئے
اور ڈول بہر کے پانی پی کے چلے پہر مینی بہی پیا تو دودہ شکر کا سا مزا تہا پہر مینی دوڑکر اونکا پلا پکڑا اور عرض
کیا برای خدا اپنا نام بتائیی فرمایا سفیان ثوری ہون مگر کسی سے یہہ راز ظاہر نکرنا حکایت نقل ہے سہل بن
عبد اللہ تستری سے کہ ایک مرتبہ حج کو جاتا تہا راہ مین بیمار ہوگیا قافلہ چلا گیا اتفاقا قافلہ ابدالون کا اوس راہ
سے گذرا اور پیر ایک ابدال اسپ آشنائی سا ہو مع اور ابدالون کی میرے پاس آئی بعد سلام علیک کے کہا یہان
کیون پڑے ہو ہمارے ساتہ چلو مینی کہا بیمار ہون خوف الٹا ہون تمہاری ساتہ کیونکر چلون ایک نی کہا شاید

تمہاری ماں کو تمہارے دیکھنے کا شوق ہے اچھی ہو کر جلد جانا پھر کہا یہاں خبرگیران تمہارا کون ہے میں نے کہا
ایک موذن ہے پھر مجھکو اسکے سپرد کرکے کہا اسکو بہت آرام دینا یہہ ہماری امانت جاننا ایک نے مٹھی بہر ریتا
اوٹھا کر اوسکے دامن میں ڈال دیا پھر سب چلے گئے موذن نے دیکھا تو چالیس دینار سرخ تھی تھوڑے دنوں کے
بعد اللہ کے فضل سے میں اچھا ہو گیا موذن نے کہا کچھ امانت تمہاری میرے پاس ہے کچھ تمہاری دوا دارو
میں صرف ہوئے باقی موجود ہیں کہو تو تمہارے واسطے سواری مول لیدوں میں نے کہا مجھکو حاجت نہیں سب
اسد بانٹ دو تھوڑی دور چلا تھا کہ کباب اور روٹی کو جی چاہا اور ایسا بیقرار ہوا کہ ایک قدم چلنا دشوار ہو گیا
ناگاہ ایک آدمی نظر آیا اور گرم کباب روٹی اور سرد پانی لایا میں نے کہا کہ شکر الہی ادا کیا پھر چلا شام ہو گئی
بادل آیا اور پانی برسنا شروع ہوا ایک رات دن برابر برسا اور بوند بوند نہوئی اللہ کی فضل سے بہیل کا ذرا
دامن تر نہوا اور خیر سے اپنی مکان کو پہونچ گیا فائدہ حکایت ابراہیم بن شیبان ابراہیم ادہم رح سے نقل کرتے
ہیں کہ اتفاقا میں ایک مرتبہ بارہ دن بہوکا پیاسا جنگل میں رہا مجھکو اپنی حال پر بہت اچنبا آیا کہ باوصف
اتنی دنوں بہوکے پیاسے رہنے کے قوت و طاقت میری بفضلہ تعالی ویسی ہی ہے ناگاہ ایک طرف سے ایک
بزرگ پیر کی نے آواز بلند کہا ای ابراہیم کیوں اچنبا کرتے ہو میں سولہ دن سے کہایا نہ پیا اللہ کے
فضل سے امید ہے کہ اگر کہوں کہ یہہ درخت سونیکا ہو جاوے اوسیوقت ہو جاوے ابراہیم کہتے ہیں کہیوں تو اوسیوقت
خدا کی قدرت سے وہ درخت سونیکا ہو گیا فائدہ حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی رح نے
شراکت میں اونٹ کرایہ کیا ایک طرف اپنی اسباب کہا اور دوسری طرف دوسری شریک نے اپنا اسباب رکہا
پھر حضرت بایزید سے کہا تمنے اسباب زیادہ رکہا اور حیوان بے زبان پر ناحق ظلم کیا بایزید نے فرمایا اونٹنی پر
ناحق گنہگار نہو اسباب اتار دیکہو اگر زیادہ ہو کم کردو دیکہا تو بالکل اسباب معلوم نہوا متعجب ہو کر چلا اور
لگا بایزید سے کہا تم عجیب طرح کے آدمی ہو اگر یہہ پوچھا پہر کریں تو ملامت کرو اور چھپا دیں تو رسوا کرو اور اسی جنکا
پناہ دی فائدہ حکایت نقل ہے سعید بن مسیب رح کا ایک مرتبہ حرم محترم میں بیٹھا تہا اور مقام ابراہیم
کوئی آدمی صاحب بار بھی مانگتا تہا کہ الہی کہاں میں پی ای ہیں حاجت ہو تیری فضل و کرم سے جلد یہہ حاجت
رفع کریں یا ... پیچھے کہڑا تہا ناگاہ ایک خوان آسمان سے اوترا اسمین چہوارے اور عمدہ پوشاک تھی آخر

کہا مین بہی انہین شریک ہون کہا کیونکر مینی کہا تمنی دعا کی مینی آمین کہی بولا سبحان اللہ روزہ کوئی رکہی
اور عید کوئی کری تو کچہ حق نہین ہے ورنہ میری دعا مین شریک ہوتا خیر تو بہی کہا کہلانی مین کچہ عذر نہین مگر
پیالہ اندر کچہ پینے نہین پہر پہنی بسم اللہ کہکر اونکی ساتہہ کہانا شروع کیا اللہ اللہ حلوا جیسے دودہیا یا شہد ایسا
سو دیکہی جان کو شیرین کر دیا اور گٹھلی کا نام نہ تہا دونون نی بخوبی سیر ہوکر کہایا اور خوان مع سیاہی
بہرا تہا پہر پوشاک بہی مجہکو دینی لگی مینی کہا اسکی مجہی حاجت نہین پہر وہ نہین کر چلی گئی مینی لوگون سے
پوچہا یہہ کون تہی کہا حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی بہن تہین بہت پچہتایا کہ مینی وہ پوشاک کیون
نہ لے لی کہ موجب برکت کا ہوتا **حکایت** نقل ہے کہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ بڑی کامل اولیا
تہے چنانچہ عالی مرتبہ اونکا حکم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سی بخوبی روشن ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے ارشاد کیا کہ قرن مین ایک شخص اویس نام بڑا ایمان مع اللہ الاہی مگر بباعث خدمت
گذاری اپنی مان معذور کی حاضر نہ ہوسکا اگر ہماری خدمت سی معذور رہا ای عمر وای علی بعد وفات
ہماری تم دونون بعد ہماری عرفات پر جاکر اوس سے ملاقات کرنا اور ہمارا سلام علیک کہنا اور ہماری امت کی
دعا کرانا یہہ سنتی ہی دونون صاحب حیران ہوگئی عرض کرنی لگی کہ یا رسول اللہ اس نے یہہ عالی درجہ
کہانسی پایا فرمایا کہ ان اللہ تعالی اوسکی دعاسی بقدر قبیلہ ربیعہ و مضر کی بکریون کی بالون کی میری امت کے لوگونکو
بخشیگا **حکایت** نقل ہے کہ ایک مرتبہ اویس قرنی کی تین اشخاص برابر کچہ نہ کہایا نہ پیا جب بہوک
کا نہایت غلبہ ہوا پہاڑ پر چلے گئی وہان جاکر ... کہانا شروع کیا ناگاہ دیکہین تو زمین پر دینار سرخ پڑی ہے
ہین کچہ خیال نہ کیا پہر دیکہا تو ایک بکری گرم روٹی لیکر آئی التفات نہ کیا کہ واللہ علم کسکی لیے آئی ہی جب
اوس بکری نی بزبان فصیح کہا کہ ای ولی یہہ تیرا ہی رزق ہی رزاق حقیقی کی بہیجا ہے تب ہاتہہ میں لی
لے لی اور بکری کیطرف نگاہ نہ کی

باب آٹہوان جلد دعا قبول ہونی اولیاء اللہ مین

حکایت نقل ہے حضرت ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ کی کہ بڑی اولیا کامل تہی ایک
مرتبہ چادر اوڑہی نماز پڑہتی تہی اور جنگل خدا مین مشغول تہی چور اونکی چادر اوتار لی گیا بازار
مین دلال کو بیچنی کو دیتا تہا کہ ناگاہ ہاتہہ اوسکا خشک ہوگیا ہر چند ہلاتا تہا ہاتہہ جنبش نہ کہاتا تہا

حال وہ دیکہکر سب بازاری جمع ہوگئی دست تاسف ملتی ہولی اوس سے پوچہنے لگی جب اوسنے حقیقت
چوری کی بیان کی سبہی کہا بہائی خدا اون خدا والی کی خدمت مین جلد جا اور چادر لیجا اور اپنا قصور
معاف کرا چور دوڑ گیا دیکہا تو بدستور عبادت مین مشغول ہین چپکی سی جیسی چادر اوتاری تہی ویسی ہی
اوڑہا دی اور ایک طرف مودب بیٹہہ گیا بعد فراغ نماز کی اونکی پیرون پڑتا تہا اور ہاتہ جوڑتا تہا کہ
میرا قصور معاف کیجیے فرمایا تونے کیا قصور کیا ہے جو معاف کراتا ہے تب اوسنے وہ ماجرا بیان
کیے فرمایا واللہ مجہکو ہرگز معلوم نہین کہ کب تونے چادر چرائی اور کب پہر اوڑہائی پہر دعا کی الہی جسنی
چادر پہیر دی تو بہی اوسکا ہاتہ پہیر دے اللہ کی حکم سے اوسیوقت ہاتہ اچہا ہوگیا حکایت نقل ہے
کہ ایک عورت حضرت حبیب عجمی کی خدمت مین آئی کہا ایک میرا غلام بہت ہوشیار دیانت دار
بہاگ گیا ہے آپ دعا کیجیے کہ آجاوے کہ اللہ تعالی نے اپنی اولیا کی زبان مین تاثیر دی ہے فرمایا کچہ پیسے
پاس ہین اوسنے کہا دو دانق و درہم ہین آپنے لیکر کچہ پڑہا اور فقرا کو تقسیم کر دیا ناگاہ وہ غلام
آیا اور دو سیر گوشت ہاتہ مین لایا سب متحیر ہوکر پوچہا کہان سے آیا ہے بولا فارس سے کچہ [illegible]
چورا سکے وہان لیکر پہرتا تہا گوشت کو بیچا گوشت لے چکا تہا کہ یکایک ہوا کا جہونکا آیا مجہکو ہوا سا
اوڑا کے یہان لے آیا خیال کرتا ہون کہ یہانسی فارس تک ہزارون کوس کا فاصلہ ہے کیونکر ایک دم مین
آگیا حکایت نقل ہے کہ ایک بار شہر بصرہ مین بباعث کمی بارش کے قحط پڑا سب شہر والے برائے
دعا استسقا کو باہر گئے اور ہر طرح سی گریہ و زاری کی لیکن بوند نہ برسی ایک شخص ناقل ہے
کہ تیسری بار ایک آدمی دیکہا منہ سیاہ و بیٹہا او جناب الہی مین گڑگڑا ایسی دعا کرنے لگا خداوندا بطفیل دونو
چیزون کے پانی برسا اور اپنی بندون کو تشنہ [illegible] ناگاہ بادل آیا اور خوب پانی برسا پہر مینی حیرت
مین آکر اوس آدمی سے پوچہا کہ وہ دو چیز کیا ہین جسکی طفیل سے تونی پانی برسنی کی دعا
کی او فضل الہی سے دعا قبول ہوئی اور خوب پانی برسا بولا وہ دو آنکہین ہین کہ جنہونی بایزید بسطامی کے
کاملین کے انکہین دیکہی ہین مینی کہا تم اوس بار [illegible] ہو بارہا بایزید بسطامی کو دیکہا ہوگا بولا اے
غافل جنہونی اللہ والونکی انکہین دیکہی ہین وہ دو چیزین ایسی ہین کہ کوئی نہین دیکہتا اور وہ کسی حال

میں خدا سے آس نہیں توڑتی فٹ حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ یعقوب بن لیث رح بیمار ہوئی ہر چند
معالجہ ہوا کچھ افاقہ نہوا قریب المرگ ہو حکیموں نے جواب دیا اور کہا اب وقت دوا نہیں وقت دعا ہے
پہر سب مایوس ہو گئی اور حضرت سہیل تستری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے عرض کیا کہ دوا کی
طرف سی آس ٹوٹ گئی دعا کی اثر کی امید باقی ہے اگر حضرت قدم رنجہ فرماویں تو کمال بندہ نوازی ہے
اللہ تعالی نی اللہ والونکی زبان کو بہت اثر دیا ہے از انجا حضرت تشریف لائی اور اسکی پریشان حال پر
رحم آیا اور جناب الہی میں دعا کی کہ ای مالک میرا اسکے گناہ کی سزا تو تونے اسکو دکہا دی اب اس غلام کی
طاعت کی عزت تو ذرا دکہا دی خدا کی حکم سی اوسی وقت اچہا ہو گیا اور ہر طرف سی خوشنودی اور
مبارکباد یکا غل شور مچا یعقوب نے بیشمار زر و جواہر بطور نذر حضرت کی آگی پیشکش کیا حضرت نے سر گرانی
کیا اور فرمایا اگر یہہ چیزیں قبول کرتے تو قابل قبول خدا نہوتے پہر جلدی سوار ہوکر چلی گئی راہ میں ایک
خادم نے عرض کیا حضرت نے کیوں نہ قبول کیا صد ہا فقرا کا بہلا ہو جاتا کہ آپکے کام کا نہتا فرمایا اپنی پیر کے
تلے دیکہہ دیکہے تو سارا جنگل سونیکا ہے ارشاد کیا جس کے مالک کے خزانے میں اسقدر زر و جواہر ہوں وہ
کیوں ایسے حقیر بندے کا مال لیکر احسان مند ہو وے حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ ہرم بن حیان سفر میں راہ بہول
کر پہاڑوں میں جا پڑی ہر چند راہ تلاش کرتے تہی کہیں پتا نہ لگتا تہا جبکہ لاچار ہوی زندگی سے
یاس ہو گئی کہ چند روز سی اپنے پانی کی صورت نہ دیکہی تب کمال نالہ و زاری سی جناب باری میں دعا کی کہ الہی میں
جب سے ہدایت پائی ہمیشہ تیری حکم برداری کی وکبہی نفس و شیطان کی چاپلوسی کی ہر چند ان دشمنان
جان و ایمان نے مجہکو لذات دنیا کا مزا چکہانا چاہا تیری فضل سی میں نے دہوکا نہ کہایا اگر یہہ گذارش میری
سچی ہے تو مجہکو راہ بتا اور اس مصیبت سے چہوڑا کہ تو سب چیز پر قادر ہے پہر یکا یک اسکی قدرت سی پہاڑ پہٹ
گیا راہ ہو گئی میں نکل آیا اور رہ پد ستور مل گیا حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ بیٹی ابن قلابہ کی کشتی پر سوار
تہی اتفاقا کشتی پہٹکر بہہ گئی ایک تختی پر بیٹہا اور ایک عورت دوسری بہہ چلی موج دریا تختی کو ادہر ادہر
اور ادہر سے اودہر بہاتی تہی اسحال بیقراری میں دوسری عورت کو شدت پیاس لگی متحیر ہوکر کہا ای بیٹی
ابن قلابہ واسطہ پیاس سے جان بلب ہوں کیا کروں پانی کیونکر ہوں دونی جناب باری میں گڑگڑا کر

دعا کی کہ ای پروردگار تیری لونڈی پیاسی مرتی ہی پانی پلوادی کیا دیکہتی ہون کہ ناگاہ ایک صراحی جواہر
کی سرد پانی سی لبریز چاندی کی زنجیر سی بندہی آسمان مین معلق میرے پاس آئی خوب سیر ہو کر پانی پیا پہر
وہ چلی گئی جب مینے اوپر نظر کر دیکہا تو ایک شخص ہوا مین معلق بیٹہا ہی اور زنجیر صراحی کی اوسکی ہاتہہ مین ہی مینے متعجب
ہو کر کہا ای صاحب تم کون ہو جو اس عالی درجہ پر ہو کہا امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سی ہون مینے پوچہا کیونکر
یہہ بلند مرتبہ پایا کہا خواہش نفس کی چہوڑ دی اور چادر رضای الہی کی اوڑہی مینے ابن قلابہ سے جب وہ
طوفان سے نجات پائی تو پہر یہہ قصہ بیان کیا ۔ حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی شہر مین بباعث
امساک بارش کے قحط پڑا اہل شہر نماز استسقا کو باہر شہر کے گئے بادل آیا لوگ بہت خوشدل ہوئی ناگاہ ایک
ایسی ہوا چلی کہ بادل کو ہوا ایسا اوڑا لیگئی پہر تمام اہل شہر اوداس ہو گئے اونمین ایک بوڑہیا کسی گانو کی
ہتی وہ بہی شکستہ دل اپنی گہر جاتی ہتی راہ مین ایک شخص پریشان کو دیکہا اوسکو سلام کیا بعد جواب اوسنے
بوڑہیا کا نام لیکر کہا لوگون نے نماز استسقا پڑہی بادل آیا اور پانی نہ برسا بوڑہیا نی جانا یہہ کوئی شخص کامل
ہین کہا ہو تو سب آدمیونکو تمہاری خدمت مین لاؤن کہ آپ پانی کی دعا کرین کہ سب شہر والونکی دل ٹوٹ
گئے کہا جلد جا کہ تیری کپڑے پانی مین تر نہون پہر اوسکی جاتی ہی ایسی بارش شروع ہوئی کہ تمام ندی
نالے بہر گئے ۔ حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ نامی چور گرفتار ہو گیا حاکم وقت نی سولی دیدی اتفاقاً
حضرت معروف کرخی کا ادہر سے گذر ہوا چور کو سولی پر خوار و زار دیکہہ کے بیتاب ہو گئے اوسکی واسطی دعا کرنی
لگے کہ الہی اسنی اپنی کئے کی سزا پائی اب اسکی خطا سی درگذر اور مغفرت دارین کر ایکایک غیب سے تمام شہر مین
آواز آئی کہ جو کوئی فلانی چور کی نماز پڑہیگا وہ جنتی ہوگا سنتی ہی تمام شہر جمع ہو گیا اور ہاتہون ہاتہہ اسکو
سولی سی اوتار کر بخوبی غسل دیکر کفنا دفنا دیا چنانچہ کثرت اژدحام سے نماز جنازہ کی بعد نماز عصر کے ہوئی بعد
اوسکے کسی نے خواب مین دیکہا کہ قیامت قائم ہی اور وہ چور مع سب نمازیونکی کمال زرق برق سی وہان موجود
ہے پوچہا یہہ دولت و نعمت کیونکر پائی کہا حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی بدولت مع سب نمازیون
اپنی جنازی کی مغفرت اور یہہ عزت پائی ۔ حکایت سعید بن محمد رازی سی نقل ہے کہ دو برس مین
حاتم اصم کی رفاقت مین رہا کبہی اونکو غصہ ہوتے نہین دیکہا مگر ایک مرتبہ کہ بازار مین جاتی تہی کوئی شخص

اونکے تئین ناحق بیا قرض مانگتا تھا اور جھگڑا کرتا تھا حاکم نے کہا جو کچھ انکا دینا قرض آسانی وصول کر جیسے
سمجھایا تھا نا ماچار ہوکر غصہ چڑھا زمین پر ماری اوس سے بہت سا نیا سرخ نکلر پڑی کہا بقدر اپنی قرض
کے لینا زیادہ ہرگز نہ لینا اوس حریص نا عاقبت اندیش نے بہت سا زیادہ دیکھکر زیادہ لیا اوسیوقت اوسکا
ہاتھ خشک ہوگیا

باب نواں نیک بختوں کی نیک بختی میں

حکایت نقل ہے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایکبار میں نے خواب میں دیکھا ہوں کہ شیطان ملعون
بازار میں ننگا پھرتا ہے میں نے کہا ای بیحیا حقیقت میں بیحیائی تجھ پر ختم ہے کہ بازار میں ہزاروں آدمیوں کے آگے
ننگا پھرتا ہے نہ کچھ حیا ہے نہ شرم کہا ای حضرت یہ آدمیوں کے ساتھ حیا کرتا ہوں مگر بازار کے یہ آدمی کہ
جنہوں نا دان و فہیم جوان ہیں و لیکن ایسے شرم نہیں کرتا ایکبار سعی میں انکو [illegible]
جو کہیں کبھی کہلاؤں و قتل لوٹیں کبوتر کی لتاؤں بلکہ مجھکو آپ کے جیسی پر بہت سا جیسا آیا کر آپ انکو آدمی
جانتے ہیں حضرت نے کہا آدمی کہاں ہیں کہا وہ آدمی ایسی ہولیں میں جو اسی مسجد شونیزیہ میں بیٹھے آدمی عبادت
الہی میں غرق ہیں جنکی یاری میری کمر جھک گئی اور دہشت ٹھٹک گئی کہ پھر اخطرہ سے افتاد او بار تا نہیں
اور یہ دم ساطور دنکے شوق سے چھوڑتا ہوں نظر اونکا کرنیلیں کہتی کہ کون کتا جہاں مارتا ہے پھر میں ناگاہ
خواب سے چونکا آدمی اٹھ کر مسجد شونیزیہ میں پہنچا دیکھا ہوں تو تین آدمی مقصود سر گریبان میں اور
ہوش فروش محبت خدا میں ڈوبے ہیں اول نے مجھکو [illegible] یاد آئی میں [illegible] یاد دیا فہمانی [illegible]
سر کھینچ کر آہستے بولا کہ ای صاحب [illegible] کہا ای جنید [illegible]
ہو کا سب نقل ہے بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے آواز دیکھی ایک [illegible] کوئی ایک شخص
تھا [illegible] معلوم ہوا اونکی پاس [illegible] کہا کہ [illegible] شہر میں [illegible]
نہیں ہے اوسی وقت [illegible] نماز ادا کی کہا کہ شیخ بایزید [illegible] کیا کہا کہ
صبح کی نماز باہر شہر کے بھول کر تیمم سے پڑھی تھی شیخ نے یاد دلا دیا پھر وضو کرکے ادا کی

حکایت نقل ہے عمر بن مالک سے کہ ایک مرتبہ اتفاقا [illegible] دو درہم قرض ہو گئی اور کوئی صورت ادا کی تصور نہ ہوئی
قرض خواہوں نے گھیرا اور تنگ کرنا شروع کیا مجبور ہو کر حضرت [illegible] کی خدمت میں گیا

نہ پایا جنگل مین پتا لگا دیکہون تو درخت کی پتی لیتی مین مجہی دیکہتی ہی ناخوش ہوکر فرمایا اے
شخص یا اون جیتے موجود ہی صبر کر مجہکو یا حق تنگ کر پہر ایک مٹہی کنکریان میری طرف پہینکین
اور کہا جا قرض ادا کر اور پہر آنیکا قصد نکر دیکہا تو پوری تین سو درہم تہی پہر مین جلد چلا گیا اور
قرضہ ادا کر دیا بعد اوسکی حضرت سمنون المحبون کو خواب مین دیکہا فرمایا تو نے کیون ایسی دعا مانگی
اونکو تکلیف دی پہر مین خواب ہی مین چوگرا کر توبہ کی کہ اب کبہی ایسی امر کی حضرت ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کو
تکلیف نہ دونگا فقط حکایت ۲۱ نقل ہے ابا یزید کی کہ ایک مرتبہ چہار دریشین او وہ لیکر حضرت شبلی رح
کی خدمت مین گیا اور کہا کہ وہ ایک عمدہ ٹوپی پہنی تہی جس مین پیسی ... کہا کہ یہ ٹوپی
لباس کے لایق ہے اگر شیخ مجہکو عنایت کرین تو مین عنایت ... چادر اور اپنی ٹوپی دونون لیکر
مین جلا دین فرمایا سوای شوق دیدار لقای پروردگار کوئی آرزو جس مین ہو اوسکی لایق نہین ہے فقط
حکایت نقل ہے عبد اللہ بن تستری کی کہ وہ بہت علم ادب اور علم دین حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ
علیہ سے پڑہا پہر وہ اپنی مکان کو تستر لیکئی وہان مریدان کہتے ہین کہ عبد اللہ کبہی پالتی مارکر
تکیہ لگا کر نہ بیٹہتے اور فتوی نہ دیتی ایک مرتبہ کسی نے دیکہا کہ پالتی مارکر تکیہ لگائی بیٹہی ہین کہا آپکو
اسطرح کبہی بیٹہی نہین دیکہا آج کیا ہے فرمایا زندگی مرشد مین اسطرح بیٹہنا بے ادبی تہی مگر اونہون نے
ابہی انتقال فرمایا اب کچہہ مضایقہ نہین پہر اوس شخص نے وہ دن اور تاریخ لکہہ رکہی دریافت کیا تو واقعی ذوالنون
مصری نے اوسی دن اوسی تاریخ رحلت فرمائی تہی فقط حکایت ۲۲ نقل ہے ابراہیم خواص رح کو بارہ برس
تلینی دودہ چپاتی کی خواہش ہے اور نہ کہائی ایک دن کسی مریض کو پوچہنی گئے اوسنے کہا کسی چیز کو تمہارا
جی چاہتا ہے بولا سبحان اللہ بارہ برس سے تو آپکو اپنی جی کی آرزو حاصل نہین دوسرے کی آرزو کیونکر
پوری کروگے ابراہیم متحیر ہوکر کہنے لگی سچ ہے کہ اللہ والون کو سوای اللہ کے کوئی نہین جانتا فقط ۲۳
حکایت نقل ہے کہ ایک شخص نے دو درہم کو جوتا مول لیا پہنکر حضرت شبلی رح کی خدمت مین گیا اور
کہا محبت الہی کیا چیز ہی اور کیونکر حاصل ہوتی ہے فرمایا جو شخص دو درہم کا جوتا پہنتا ہے اور خواہش
نفسانی پر رہتا ہے اور لذات خودی مین بیخود ہو رہا ہے اوسکو خدا اور محبت خدا سے کیا سروکار

باب دسوان توکل اور ڈرنے خدا اور نہ ڈرنے غیر خدا مین

حکایت نقل ہے حامد اسود رحمۃ سے کہ ایک مرتبہ ابراہیم خواص کے ہمراہ سفر مین تہا اتفاقا سانپون کے جنگل مین پہنچے مین نے کہا یہان سے جلد نکل چلو ایسا نہو کہ رات ہو جاوے اور سانپون مین گہر جائین کہ اونسے جان بچانی دشوار ہوگی پس ابراہیم نے یہہ سنتے ہی وہین بستر کر دیا مین بہی مجبور ہو کر پڑ رہا رات کو چارون طرف سے سانپون نے گہیر لیا مین ڈر کر کہنے لگا سانپ سانپ ابراہیم نے کہا چپ رہو اور یاد خدا مین مشغول ہو پس مین نے ذکر اللہ شروع کیا سانپون نے بہاگنا شروع کیا پہر غفلت نیند سے ذرا غافل ہو گیا پہر یکایک سانپون نے آگہیرا ڈر کر چاہا کہ بہاگون ابراہیم نے جہڑک دیا اور کہا ذکر اللہ کیون نہین کرتا غرض اسی طرح کہہ سکہہ سے تمام رات گذری شیخ بعد نماز صبح اور وظیفہ معمولی کے چلے دیکہون تو اوسی مقام پر جہان جا نماز شیخ کی بچہی تہی ایک بڑا کالا سانپ پڑا ہی مین متعجب ہو کر شیخ سے کہا فرمایا کیا تعجب کرتا ہی لڑکپن کی ابہی بو باس تجہہ مین باقی ہے کہ رات کو جو فضل الٰہی سے محفوظ رہے وہ اچہنبا نہ تہا

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ و شیبان راعی رح باہم سفر کرتے تہے جب جنگل مین پہنچے دیکہا کہ ناگاہ ایک شیر دوڑتا آیا سفیان نے ڈر کر کہا ہم خالی ہاتہہ ہین کیونکر اسکے حملہ سے نجات پاوین شیبان راعی نے کہا اے امام وقت کچہہ خطرہ نکرو کیا اسکا خالق سوا خدا کے کوئی اور ہے پہر شیبان نے پاس جا کر اوسکا کان پکڑ لیا اور چمکارا اور وہ عاجزی سے دم ہلانے لگا سفیان نے یہہ معاملہ دیکہکر کہا یہہ بات تو قابل شہرت ہی شیبان نے کہا ہرگز شہرت نکرنا ہم سب اس شیر لادکر مکہ معظمہ تک لے چلینگے

فـ حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی شہر کے بازار مین آگ لگی اور سب مال و اسباب لونڈی غلام جو اوسمین تہے جل گئے مگر دو غلام رومی بہت حسین بہت قیمتی تہی اتفاقا قدرت خدا سے بچے تہے قریب تہا کہ جلین دلال ست ملال پاتی تہی اور کہتے تہے جو کوئی انکو نکالدے ہزار دینار سرخ دے ناگاہ ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ اوسطرف سے گذرے اون دونون غلامون کو جلتی آگ مین گہرا دیکہہ کر جی جلا کہا اگر مین جل جاؤن بلا سے یہہ نجات پاوین اس بلا سے چنانچہ بسم اللہ کہکر جلتی آگ مین کود پڑے اور دونون کو صاف نکال لائے سبکو اچنبہا ہوا اور ساری شہر مین شہرہ ہوا کہ ہی لال آگ کی قدم

مولوی معنوی فرماتے ہین بیت ☆ بیت این مرد صاحب توکل نیست ☆ هیبت حق است این از خلق نیست ☆ هر که ترسید از حق و تقوی گزید

چومنی لگی اور درہم و دینار نذر گذرانی چاہے حضرت نے فرمایا مین دنیا کے لالچ کے واسطی یہہ کام نہین
کیا بلکہ خدا کی مرضی چاہنے کو کیا اگر دنیا کی لالچ کے واسطی کرتا تو خود سلامت نہ بچتا اور روئی کی طرح جل جاتا فقط
حکایت نقل ہے کہ ایک چبوترا حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کا بصری کی بازار کے چورستے پر ہی تہا کبہی کبہی
کسی مصلحت اور حکمت کیواسطی اوہان ہی بیٹہتی اور رہتی تہی ایکبار مرتبہ پوستین چہوڑکر وضو کو چلی گئے ناگاہ حضرت
حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ آگئے پوستین پڑا دیکہکر کہڑے ہو گئی کہا حبیب عجمی کو اس وقت کچہہ خیال
نہین ہوتا پوستین چہوڑ رکہی ہے یون ہی ڈالکر چلی گئی خیال نکیا کہ کوئی لیجائیگا اچانک شاہ ہی آگئے سلام علیک
ہوئی کہا ای امام وقت تم کہان کو چلے تمہاری پوستین اور چبوتر کی نگہبانی کرتے ہین تم سی بہت اچہا یا کہ
کہ چہوڑ رکہے ہین سپاہیان کس کی بہروسی پر چہوڑکر چلی گئی کہا اوسکی بہروسے پر جسنی تمکو نگہبانی کیواسطی بہیجا
فقط حکایت نقل ہے عامر بن عبد قیس کو جو لطف نماز عامر بن قیس کو حاصل تہا ایسا کسیکو دیکہا نہ سنا ایکبار
شیطان علیہ اللعنہ بصورت بڑی کالے سانپ کے مسجد مین آیا ہی اور سب نمازی ڈرکر بہاگ گئے مگر
اور عامر ویسے ہی نماز مین مشغول رہی وہ جنبش بہی نہین کی جب وہ خبیث عاجز ہو کر کے جابجا مارنے
انکے کپڑے مین گہس کر گریبان سی سر نکالتا اور انکو ڈراتا تب بہی آپ خبر نہوسے کہ کیا ہے اور کون جابجا
مارتا ہے بدستور عبادت الٰہی مین مشغول رہے آخر کو وہ ملعون لاچار ہو کر چلا جاتا کسی نے کہا یا حضرت آپ
اس کالے سانپ سے نہین ڈرتے فرمایا ہم سوا خدا کے کسی سے نہین ڈرتے فقط حکایت نقل ہے کہ جب
امیر معاویہ سردار ہوئے تو عامر بن قیس پہاڑون پر چلی گئی اور وہان بیٹہکر کلام اللہ پڑہنے لگے
ناگاہ شام ہو گئی نصرانی عابد آیا اور کہا تو کون ہے کہا مسافر ہون بولا رات کو میری پاس رہو ورنہ تم
جیتے نہ بچوگے یہہ جنگل سانپون کا ہے تمکو پہاڑ کہا وینگی کہا خلاف مذہب کے میری پاس رہنا نہوگی وہ مجبور
ہو کر چلا گیا آدہی رات ڈہلی چہت پر سے عابد نے دیکہا تو حضرت عامر عبادت الٰہی مین مصروف ہین اور
ایک شیر اونکی گرد پہرے والے کی طرح ٹہلتا ہے جب نماز سی فارغ ہوئی شیر سے کہا تجہکو کچہہ کہنا ہو تو
کہہ ورنہ رخصت ہو ناحق خلل انداز نہو پہر وہ عاجزی کرتا دم ہلاتا چلا گیا نصرانی عابد یہہ حال دیکہکر
حیران ہو گیا اور چلا آکر عامر کے قدم چومنی لگا اور بکمال ادب سی عرض کیا آپ کون ہین اور کیا مذہب رکہتی ہو

ہیں کہا میں ایک غریب گنہگار مسلمان ہوں کہ قابل ہی نہ تھے یہ تھا اسواسطے نکل آیا اوسی نے کہا اللہ کے
حبیب غریب گنہگار اس طرح سے کیے ایسی صاحب کرامت ہیں تو واللہ اعلم تمہا کیسی ہوگی یہی بسبب دقت مسلمان
ہوگیا **حکایت** نقل ہے کہ ایک مرتبہ حجاج بن یوسف نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے شہید
کرنیکا قصد کیا آپ یہ خبر سنکر حبیب عجمی رحمہ اللہ کے پاس چلے گئے اور یہ قصہ بیان کیا اونہوں نے کہا آپ آج
عبادت خانے میں جا بیٹھے خدا اسکے حکم سے محفوظ رہو گے آپ وہاں جاکر عبادت الٰہی میں مصروف ہوگئے کسی
بدخواہ نے مخبری کی کہ حسن بصری فلانی جگہہ میں ہیں حجاج بدخواہ دل آزار نے بہت سپاہی بھیجے کہ جاکر جلد
پکڑ لاؤ سپاہیوں نے آکر حبیب عجمی سے پوچھا کہ حسن بصری کہاں ہیں کہا عبادت خانے میں ہیں سپاہی
گئے حسن بصری نظر نہ آئے پھر نکل آئے اور کہا اے عابد زاہد ہو کے جھوٹھہ بولتا ہے کہا میں تو
جھوٹا نہیں ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے تمکو اندھا کر دیا پھر گئے پھر نظر نہ آئے جھک مارکے چلے گئے تب حسن بصری رحمۃ اللہ
علیہ باہر نکلے کہا کیوں تمنے ظالموں کو بتا دیا کہا سچ نے بچا دیا ورنہ دونوں مارے جاتے فقط
حکایت نقل ہے طاوس یمانی سے کہ ایک مرتبہ میں حرم محترم میں بیٹھا تھا ناگاہ ایک اعرابی اونٹ پر سوار آیا
پھر اونٹ بٹھاکر ہاتھ پیر باندھ کر کہا اے خدا یہ اونٹ مع سامان تیرے سپرد کیا جب حرم محترم میں
نماز ادا کرکے باہر آیا اونٹ نہ پایا معلوم ہوا چور چرا لیگیا جناب باری میں عرض کیا کہ خداوندا تیرا اونٹ
چوری گیا ہے میرا نہیں گیا کہ میں تیرے سپرد کر گیا تھا ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی پہاڑ ابی قبیس سے
اونٹ لاتا ہے بائیں ہاتھہ میں اونٹ کی نکیل ہے اور سیدھا ہاتھہ کٹا ہوا گلے میں پڑا ہے اعرابی کے پاس آکے کہا اپنا اونٹ
مع سامان لے لے اعرابی نے اوسکا یہ حال دیکھکر کہا یہ کیا واردات ہے کہا جب پہاڑ میں اونٹ چرا کے
اوس پر سوار ہوا ایک سوار مجھ سا گہوڑا دوڑاتا ہوا مجھ پر آیا میرا ہاتھہ کاٹ کے گلے میں ڈال کے کہا جلد اونٹ
مع سامان اسکے مالک صاحب کو پہنچا پس جو ہوا ہو گیا فقط **حکایت** نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
بقصد لڑائی لشکر آراستہ فرماتے تھے ناگاہ دو آدمی ایک شکل کے نظر آئے کہ سوائے اونکی کسی بات میں فرق نہ تھا آپ
اونکو دیکھکر متعجب ہوئے اور فرمایا کیا تم دونوں توام ہو یعنی ایک ساتھہ پیدا ہوئے ہو ایک نے کہا اے امیر المومنین
میں باپ ہوں اور یہ بیٹا ہے اور اسکا قصہ عجیب ہے کہ ایک مرتبہ میں ہمراہ رکاب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ

وسلم [illegible] توکل کے معنی یہی ہیں کہ بظاہر کام کو درست کرنا اور پھر خدا کی مرضی پر چھوڑ دینا جیسا کہ مولوی معنوی فرماتے ہیں [illegible] گر توکل میکنی در کار کن

سے کے جادو کو گیا اور اسکو پیٹ میں چھوڑ گیا فضل الٰہی سے تھوڑی ہی عرصہ کے بعد شفایاب ہو کر گھر آیا معلوم
ہوا کہ اسکی ماں نے انتقال کیا رات کو کیا دیکھتا ہوں کہ ناگاہ ایک نور اسکی قبر سے نکلا اور آسمان کو چلا گیا
مجھکو کمال تعجب ہوا اور دن کو وہاں کے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہہ کیا معاملہ ہے اونہوں نے کہا جس
روز سے اوس نے انتقال کیا ہے ہر شب یہی معاملہ دیکھتے ہیں ہم بھی جا کر وہ قبر کھولی دیکھتے ہیں ایک لڑکا
دودھ پیتا روتا چلا آتا ہے اور وہ عورت مردہ ہے میں لڑکے کو اوٹھا لیا تاکہ غیب سے آواز آئی کہ تو نے اپنی
امانت پائی اگر اسکی ماں کو بھی امانت چھوڑتا اور ہماری سپرد کرتا تو اوسکو بھی زندہ پاتا فقط حکایت
نقل ہے اور صحیح ہے کہ ایک مرتبہ حاتم اصم سے کسی نے کہا مشہور ہے کہ آپ بدون زاد و راحلہ کے ہمیشہ
سفر کرتے ہیں اور کچھہ تکلیف نہیں پاتے مجھکو بھی وہ بات بتلائیے کہ میں بھی یہہ عمل کروں اور اس فکر
سے بے فکر ہو جاؤں کہا حقیقت میں فضل الٰہی سے میرا یہی حال رہا تو یہہ میرا عمل ہے اول یہہ
کہ خوب جانتا ہوں کہ مالک ساری جہان کا اسی کا ہے دوسری یہہ کہ سارا جہان خدا ہی کے حکم میں ہے تیسری
یہہ کہ سبکا رزاق وہی ہے اور ہر جگہہ رزق پہنچاتا ہے چوتھی یہہ کہ جہاں ہونگا خدا کے حکم سے باہر نہوگا
پس اس سبب سے بے پرواہ جہاں چاہتا ہے وہاں پھرتا ہوں اور کسی قسم کا دکھ اور مصیبت نہیں پاتا ہوں
پھر اوس سے کہا یہہ وہ زاد و راحلہ ہے کہ جس سے دونوں جہان کا سفر کمال آسانی اور راحت جانی سے
طے ہوتا ہے فقط

باب گیارہواں سخاوت اور خیرات اہل اللہ میں حکایت

نقل ہے ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ابلیس سے پوچھا کہ تو کس قسم کی آدمی سے بہت خوش رہتا ہے کہا
اونسے خوش ہوتا ہوں کہ مسلمان ہیں اور اللہ کے نام کی کوڑی بھی خرچ نہیں کرتے ہیں اسواسطے کہ بخیل کی بندگی
قبول نہیں اگرچہ کیسی ہی بندگی کرے فرمایا عداوت کس قسم کی آدمی سے رکھتا ہے کہا جو جان و مال سے
اللہ سے سخاوت کرتا ہے اوسکا نام و نشان مٹاتا ہوں پھر اسواسطے کہ سخی کی عبادت قبول ہوتی ہے اگرچہ تھوڑی ہی
ہو فقط حکایت نقل ہے کہ زمانہ سابق میں ایک شخص بہت قرضدار ہو گیا ہر چند کہ ادا کرنیکی فکر کی مقدور نہ ہوا
قرضخواہ اوسکی آبرو ریزی کے درپے ہوا جب سب سے عاجز آیا تو لاچار ہو کر ایک وسیلہ والی کی پاس گیا وہ بہت
مضطرب و پریشان خاطر تواضع سے پیش آیا اور حال پوچھنے لگا کہ تو کس لیے آیا ہے ... کہا ... اپنا حال

اشک سے گراں ہوتوں چار درہم قرض کے بہت فکر ہے کہ قرضخواہ رات دن چین نہیں دیتی جان سے
عاجز ہو گئے ہیں دوست جانی جان کے آیا ہوں کہ وہ سنتی ہی عرق ندامت میں غرق ہو گیا جی جان
سے کہو کیا غیرت کہا کے اندر اوٹھہ گیا جلدی سی چار سو درہم لے آیا کہا جلدی جائیے اور قرضخواہوں
سے چھٹکارا ہو۔ اپنے پھر گھر جا کر زار زار رونے لگا اوسکی عورت نے کہا خیر ہے کیوں روتے ہو جامی شکر گذار
جناب باری ہے نہ مقام گریہ و زاری کی دوست دلی کی حاجت روا کی پس غم درہم ہے یا غم ہمدم گرامی
تمدار بیچ فرماتے اور اس غم دیدہ کو غم سے چھوڑائے کہا ای عورت نادان غم درہم ہند در ہم کو روا رکھا
ہے بلا اسواسطی روتا ہوں کہ میں اسکی حال سی کیوں ایسا غافل رہا جو وہ اس بلا میں مبتلا ہو کر جا بندوں
اور فقیروں کی طرح میری پاس آیا تب ہمیں اوسکو اس بلا سے چھوڑایا لیکن کچھ حق دوستی ادا نہوا بلکہ مجھ کو جو لگا
دینا ہوا حقیقت میں ذلت اوسکی نہ تہی بلکہ میری تہی پس ایسی زندگی پر لعنت ہے جو آپ چین اوڑا دیں اور دوست
بے چین رہیں فقط حکایت نقل ہے کہ دو شخص دوست باہم دوستی دلی رکھتی تہی اتفاقاً دونوں قرضدار
ہو گئے مگر مدت تک ایک کو دوسرے کی قرضداری سے آگاہی نہ تہی جب خبر ہوئی تو ایک دوسرے کی قرضہ ادا کرنے
کے فکر میں سرگرم ہوا اور اپنی قرضہ کا کچھہ خیال نہ کیا گو ہر وقت قرضخواہوں کا تقاضا رہتا تہا آخر کار
ایک نے دوسرے کا قرضہ ادا کر دیا اور آپس میں کبھی ذکر نہ کیا بعد مدت دراز کے کسی طور سے اطلاع ہوئی فقط
حکایت نقل ہے کہ وقت خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عبداللہ بن عباس رض بصری کے حاکم ہوئے ایک
مرتبہ کچھہ لوگ جمع ہو کر آپکی خدمت میں آئی عرض کیا کہ یا حضرت ہماری شہر میں ایک بزرگ کی لڑکی کا
نکاح ہے اور انکے پاس ایک کوڑی خرچ کو نہیں آپ کچھ اعانت و رعنایت کریں تو بہت بڑی عنایت ہی
سنتی ہی آپ اندر جا کر کچھہ تھوڑی درہم لائی ایک آپ لیا اور باقی اوروں کے حوالہ کئے اور ان بزرگ کے
پاس جا کر کہہ دو کہ یہہ شادی میں صرف کیجیے اور کچھہ غم نہ فرمائی پھر پلٹ آئی اسی وقت خیال آیا ہمراہیوں سے
کہا کہ ہمنے برا کیا جو اہل اللہ کو یاد الٰہی سی باز رکہا پھر پلٹ گئے اور سب سامان شادی درست کر کے بکمال اعزاز
و اکرام دولہا دولہن کو رخصت کر کے چلے آئے فقط حکایت نقل ہے عبداللہ بن ابوبکر صدیق رض عنہما سے کہ
ایکبار انکو ایک لونڈی ہزار درہم کو مول لی سواری کی تلاش تہی تاکہ اسکو سوار کر کے گھر بہجوا دیں

ناگاہ ایک شخص آیا عرض کیا یا حضرت سواری میری پاس حاضر ہی حکم ہو تو حاضر کروں حضرت نی اوس خادم
سے ارشاد کیا کہ لونڈی کو سوار کرکے اوس شخص کے گھر پہنچا دی فقط حکایت نقل ہی کہ ایک مرتبہ کوئی
سایل ابی سعید بن العاص کی پاس آیا اپنی خزانچی کو رقعہ لکھہ دیا کہ پانسو اسکو دیدینا لکھنا یہ تھا سایل کی کہ درہم
یا دینار سو خرچ پھر وہ ملازم رقعہ لیکر پہونچی آیا کہ پانسو کیا دون درہم یا دینار کہا وقت لکھنے کی خیال
درہم کا تھا مگر اب پانسو دینار خرچ دیدو پس لگا یک سایل زار زار رونے لگا کہا یہ مقام خوش ہونیکا ہی
یا رونیکا بولا سچ ہے مگر مجھکو اس خیال نے رولایا کہ جب تم سی سخی دنیا سی اوٹھہ جاوینگے نام سخاوت کا
مٹ جاویگا اور کوئی غریبوں کا پرسان حال نہوگا تمہاری صورت سے اہل حاجت کی حاجت روا ہے تمہاری
ذات سی فقرا و گدا کا بھلا ہے تمہاری طفیل سے محتاج چین کرتے ہین و چین اوڑاتے ہین حکایت
روایت ہی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رض کی خلافت مین قحط پڑا
سب لوگ آپکی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کچھہ فکر فرمائیے کہ تمام مخلوق بھوک سی ہلاک ہوئی جاتی ہی
فرمایا آج انشاء اللہ تعالی کچھہ تدبیر ہوگی جاؤ خاطر جمع رکھو پھر قریب شام کی ملک شام سی دو سو اونٹ غلہ
کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آئے سب آدمی خوش ہوگئے دلال حضرت کی خدمت مین گئی اور نرخ غلہ کا
دس گیارہ سیر کرنے لگے تب حضرت نے فرمایا سوای تمہاری اور مجھکو زیادہ نفع دیتی ہین بولے اس شہر کا تو کوئی
اس نرخ سی کم نہین لیگا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالی ایک کی بدلے سات سو بلکہ بیشمار دیتا ہی
ہم ایسی نعمت کثیر چھوڑ کر کیون کسی لوگ کے ہاتھہ بیچین اور خسارہ کھاوین بخدا مین خدا ہی کے ہاتھہ بیچونگا اور کسی
ایک نہ دونگا پھر سب غربا اور فقرا کو جمع کرکے کھڑی کھڑی بانٹنے لٹاتے تھی اور خوش ہوتے تھی غرض
کہ قبل نماز مغرب کے فارغ ہوگئے اوسی رات کو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت سی مشرف ہوئے کہ جناب رسالت مآب براق پر سوار بہت بشاش بشاش ہین مینی عرض کیا یا حضرت
کہان تشریف فرما ہوئے عبد اللہ تو مدت سی مشتاق دولت دیدار رہتا آج اللہ تعالی نی اوسکی آرزو پوری
کے ارشاد کیا آج عثمان کا اللہ غلہ غربا کو دینا اللہ تعالی کو بہت پسند آیا اور مقبول فرمایا اوسکی بدلی مین
عثمان کو بہت سی حورین نہایت جمیلہ اور شکیلہ حلہ بہشتی سی بخوبی آراستہ کال ازواج عطا ہم

مجھکو بھی ارشاد ہوا کہ اے محمد تم بھی شرک شان ہے عثمان کی دیکھو جو اسکی مال کثیر لئے اسکو عنایت کے
حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ امیر معاویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں
ہزار درہم نقد بھیجے آپ نے اسیوقت اللہ بانٹ دئے کسی خادمہ نے عرض کیا یا ام المؤمنین کچھ روپے کی
تو بھی رکھا ہے فرمایا پہلے کہا ہوتا اگر پہلے سے کہتی تو شاید کچھ رکھ لیا جاتا حکایت نقل ہے کہ
کسی وقت میں کسی شہر کا حاکم بڑا ظالم خونخوار بے رحم آزار رہتا تھا یہانتک کہ تمام شہر میں منادی کرا دی کہ جو کوئی
کسی فقیر کو کچھ دیگا اوسکا ہاتھ کاٹ کے شہر بدر کر دیا جائیگا اتفاقاً ایکدن ایک فقیر بھوک کی ہاتھ سی
تنگ آیا اور زندگی سی مایوس ہو کر ایک عورت سی نہایت الحاح اور زاری کرنے لگا اوسنی کہا کہ
حکم حاکم نہیں سنا عورت کو اوسکی پریشان حال پر رحم آیا دو روٹی دیں اور کہا امیر کا جو جی چاہے سو کری
مجھسے بھوکا خدا را دیکھا نہیں جاتا روتا چلا جاتا نہیں کہا جاتا ناگاہ امیر کو خبر ہو گئی اوس عورت کا ہاتھ کاٹ کر
شہر بدر کر دیا اسکی ساتھ ایک دودھ پیتا بچہ تھا عورت نہایت جنگل میں شدت گرمی سی ماری پیاس
کے بیتاب ہوئی ہر چند پانی تلاش کیا نزدیک کہیں نہ پایا لاچار ہو کر نہر کے کنارے گئی جبھی پانی پینے کو
جھکی لڑکا گود سی نہر میں جا پڑا سخت بیقرار زار زار روتی چلاتی تھی کہ یکایک دو جوان خوش رو خوش خو
ہی ہی ہوئے آئے اوس عورت سے پوچھنے لگی کیوں اسقدر تجھکو پریشانی ہی کیا آفت ناگہانی ہی اوسنے سب قصہ
بیان کیا اوسیوقت ایک جوان تو نہر میں گھسکر اوسکی لڑکے کو بخوبی صحیح و سالم نکال لایا دوسرے نے اوسکا ہاتھ
کو خدا کی قدرت سی بدستور درست کر دیا پھر اوس عورت نے کہا تو نے ہمیں پہچانا اوسنے کہا نہیں کہا ہم وہ
دو روٹیاں ہیں جو تو نے اللہ دی تہیں اور اوسکی سبب سے تو اس بلا میں مبتلا ہوئی تھی الحمد للہ کہ تجھکو بھی
سبب سے نجات پائی فقط حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما اپنی کھیت کی
لیکئے اوسی کھیت کے پاس اور ایک باغ تھا اوسکو ایک حبشی غلام جوتتا تھا قریب دوپہر کے ایک لڑکا روٹیاں
لایا حبشی نے فارغ ہو کر چاہا کہ کھاوے اتنی میں ایک کتا بھوکا آیا اوسنی ایک روٹی اوسکو ڈال دی پھر
کہا کہ پھر دم ہلاکے عاجزی کرنے لگا دوسری بھی ڈال دی غرض تیسری بھی ڈال دی آپ بھوکا رہا
عبد اللہ بن جعفر نے اوس حبشی کو بلا کر کہا کہ تیری خوراک کسقدر تہی جو کتی کو کھلا دی اب تو کیا کھائیگا کہا

حضرت حج کرنا اور جو زر ہو پہونچ کے پاؤں پہر جانے سے بہتر ہے آپ یہہ حال اوسکا دیکھکر بہت سمجھا
ہوئے اور اس فیلسوفی اور کہیت کو خرید لیا ایک لونڈی قیمتی پانسو دینار کی تہی دونوں کو آزاد کر کے نکاح
کر دیا اور وہ سو دینار بہیج آور وہ کہیت جہیز میں دیا حکایت نقل ہے احمد بن اسکاف دمشقی
بہت بڑی متقی پرہیزگار تہے اور ہمیشہ حج کے کمال جانفشانی اور حیرانی سی بہت مال جمع کیا تہا
ایک مرتبہ ہمسایہ کے گہر لڑکا کسی کام کو بہیجا ناگاہ روتا آیا کہا خیر کیون روتا ہے بولا گہر والے گوشت
روٹی کہا رہی ہیں میں منہہ دیکہتا رہا روتا رہا مجہکو ایک ٹکڑا نہ دیا اسکاف ناخوش ہوکر ہمسایہ کے گہر
گئے کہا سبحان اللہ حق ہمسایہ کا یہی تہا جو تمنے ادا کیا لڑکا منہہ دیکہتا رہا روتا رہا اور آپ گوشت روٹی
کہاتے رہی اور اسکو ایک لقمہ نہ دیا یہہ سنتی ہی وہ پڑوسی زار زار رونے لگا کہا ای افسوس بے پردہ ہوا
فاش ہوا الحمدللہ پانچ دن سے گہر میں کچہ نہ تہا اوسکے منہہ میں ایک دانہ نہ گیا جب نوبت ہلاکت کی پہنچی لاچار ہوکر جنگل
میں گیا دیکہا تو ایک بکری مری پڑی ہے اوسکا گوشت بقدر ضرورت درست سمجہکر لاکر پکایا تہا کر
ذرا ذرا سب نے کہایا اوس لڑکے کو نہ دیا کہ بقدر ضرورت ہمکو حلال تہا اوسکو درست نہ تہا اور یہہ ہو سکتا تہا کہ سب کہاتے
رہتے اور وہ منہہ تکتا رہتا ابن اسکاف بدریافت اس حال کے متحیر ہو گئے اور اپنے جی میں کہا حقیقت میں
عنداللہ ایسی شخص کا دینا حج کے جانے سے بہتر ہے پہر گہر جاکر سب ہم دینار جو مدت سے ہمیشہ حج کے
واسطے جمع کیے تہے لاکر اسکو دیدیئے پہر گہر بیٹہکر یاد الہی میں مصروف رہے جب سب حاجی حج کر کے لوٹے حضرت
ذوالنون مصری نے مقام مزدلفہ میں خواب دیکہا کہ کوئی کہتا ہے ای ذوالنون اس مرتبہ کسی کا حج قبول نہ ہوا
سوا احمد بن اسکاف دمشقی کے کہ اوسی کی نیت کی برکت سے آیا اور اللہ تعالی نے کہا ہمنے کہ اللہ تعالی ان اور اوسکو
اور اوسکے حج کو قبول فرمایا حکایت نقل ہے عوف بن عبداللہ سے کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں قحط
پڑا اکثر آدمی بہوک سے مرنے لگے ایک مزدور کا یہہ دستور تہا کہ دن بہر مزدوری کرتا شام کو جو مزدوری ملتی
اسکی روٹیاں خرید کر گہر کو لے آتا اتفاقا راہ میں ایک بہوکے نے سوال کیا کہ کچہہ دو شدت بہوک سے جان لب
ہون مزدور نے سوچا کہ کل دو روٹیاں ہیں اگر ایک اسکو دون اور ایک میں کہاؤن تو نہ اسکا بہلا ہوگا نہ میرا پیٹ
بہریگا اور چند دن مبادا مر جائے اور یہہ بار میری اعمالنامہ میں لکہا جائے پہر دونوں اوسکو دے آیا اور آپ بہی

اگر یہہ کام ہر روز رات کو خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک فرشتہ آسمان سے اوترا کہا کچھہ تجھکو حاجت ہے تو بیان
کہا کہ ہان مغفرت درکار ہے بولا مغفرت تیری ہو چکی و کچھہ مانگ کہا محتاج ہو کر سارا جہان جانتے جاتا
ہے پھر صبح کے وقت غیب سے آواز آئی کہ گرانی غلہ کی گئی ارزانی آئی باب بارھوان اظہار

کی حق پرستی اور نفس کشی مین

حکایت نقل ہے کہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین ایک صحابی ملک شام کے حاکم ہو کر گئے صرف ایک اونٹ سواری اور ایک حبشی خدمتگاری مین تہا جب قریب دار الحکومت کے پہونچے تو سردار وہان کے استقبال کو آئے راہ میں ان حاکم کو مسافر جانکر پوچھا کہ تمکو ہمارے امیر کا کچھہ حال معلوم ہے کہ کہان تک آئے ہین غلام نے کہا امیر یہی ہین پھر سب سرداروں نے حسب عادت جاہلیت قدیمی کے بطور سجدہ انکی تعظیم کی امیر نے متحیر ہو کے کہا یہہ کیا سجدہ سا کرتے ہو بولے ہماری ملک کا ایسا ہی دستور ہے کہ حاکم وقت کی ایسی ہی تعظیم کرتے ہین یہہ امیر نے غضبناک ہو کر کہا اسکو پھر سوا خدا عز و جل کے اور کسیکو یہی سجدہ ہوتا ہے ... اور سندا لگی امیر المومنین کے ڈال دی اور وہ سب قصہ بیان کیا آپنے اوسیوقت حکمنامہ لکھکر سردارونکو لکھا کہ سجدہ سوا خدا تعالی کے کسیکو درست نہین خبردار آگے کو ایسی حرکت نکرو اور رسم جاہلیت چھوڑ دو پھر اور حاکم مقرر کر کے بھیجا جب وہ شہر کے پہونچے ایک آدمی اوس شہر کے سردارونکے پاس بھیجا کہ خبردار ہماری پیشوائی کو کوئی نہ آوے جب دار الحکومت مین داخل ہوئے تو سب سردار آئی اور طرح طرح کے تحفے ہمراہ لائی اور اونکی آگے رکھی وہ یہہ تکلفات دیکھکر بیحد ناخوش ہوئے اور کہنے لگی کیا امیر المومنین نے مجھے اسواسطی بھیجا ہے کہ لذات دنیا مین گرفتار ہو کے جنت کی نعمتونسے محروم ہون سبحان اللہ لذت دنیا اس قابل ہے کہ اسکی بدلے لذت عقبی سی ہاتھہ اوٹھا دین امیر المومنین کی خدمت مین آکر یہہ سب واردات عرض کی او سند ڈالدی حضرت نے ارشاد کیا تم سب گوشہ نشین ہو بیٹھے ہو کہا ایسا کیون کر سب لوازم خلافت کا انجام دون پھر ایک تیسرے شخص کو مقرر کر کے روانہ کیا وہ پاس شہر کے کسی کا نہ جانا کہ ... سردار شہر کے آئے دیکھا تو صرف آپ ہین اور ایک اونٹ سواری مین ہے ہر چند چاہا مگر کسی قسم کے اونکی خدمت کرین قبول نکی کہا الحمد للہ کہ مجھے کسی چیز کی حاجت نہین ہے صرف ... کا ... ہمراہ ... حکایت نقل ہے

کہ سلمان فارسی کسی شہر شام کے حاکم تھے اور پانچ ہزار درہم بیت المال سے پاتے تھے بعد للہ دیتے اور کھجور کے
پتوں کے زنبیل بناتے اور اونٹ کی بالوں کا لباس پہنتے رات دن اوسمیں بسر کرتے جو کہ زنبیل بیچنے لاتے
حصہ میں آتے تین حصہ کرکے سو غربا کو تقسیم کرتے اور [illegible] اور زنبیل بنانے کو کھجور کے پتے خرید
لیتے لاتے ایک مرتبہ کوئی شخص ملک شام سے آیا [illegible] بوجھ اونکے سر پر رکھ دیا اور وہ لیکے چلے اور
کسی نے آکر پہچانکر سلام علیک کی وہ نہایت شرمندہ ہوکر کہا [illegible] اسباب [illegible]
پر گر پڑا اور عاجزی کرنے لگا کہ مجھسے خطا ہوئی سو معاف کیجئے فرمایا تیری کچھ خطا نہیں [illegible]
ہے ہر چند اوسنے معذرت کی [illegible] نہ مانا جب اوسکے گھر پہنچے اوسنے قسم لی کہ خبردار آئندہ کو ہرگز کسی آدمی سے
اس قسم کی مزدوری نہ کرانا جب وقت مرگ اونکا قریب ہوا زار زار روتے تھے اور لوگوں نے کہا کہ [illegible]
میں موت کے ڈرسے نہیں روتا بلکہ اسواسطے روتا ہوں کہ کہیں لذات دنیا میں گرفتار ہوکر دولت دیدار رسول
مختار صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے محروم نہو جاوں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا تہا
سلمان اگر قیامت کے دن ہمارے پاس آنا منظور ہو تو دنیا اور اسباب دنیا سے دور رہو اور وقت مرگ کے پاک دامن
رہیئے میں ڈرتا ہوں کہ میرے پاس تھوڑا سا مال دنیا ہی ایسا نہو جو دولت دیدار جناب رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وسلم سے مجھکو محروم رکہی لوگوں نے دیکھا تو کچھ [illegible] اور کوئی
چیز قیمتی نہیں [illegible] نقل ہے کہ حضرت عمر نے حذیفہ یمانی کو کسی شہر کا حاکم کرکے بھیجا
اور اہل شہر کو حکمنامہ اور فرمان لکھدیا کہ یہ جو حال کہیں گے تم سب اونکی تابعداری بدل وجان بجالانا جب
حذیفہ اوسکے [illegible] پہونچے سب [illegible] کو آتے دیکھا تو خچر پر سوار اور [illegible] ہاتھ میں
شہر میں لاکر [illegible] مکان کی کہانی اور [illegible] پیشکش کیئے اور [illegible] ہرگز
قبول نہ کئے فرمایا اس خچر کے واسطے چارہ اور [illegible] کہانا [illegible] اور کسی چیز کی حاجت نہیں
تہوڑی مدت کے بعد حضرت عمر خبر پاکے [illegible] کہ دیکہیں حذیفہ [illegible] کس
[illegible] میں دیکہا تو جس [illegible] خوش ہوکر اونسے
لپٹ گئے اور کہا کہ تم ہمارے بھائی ہو اور [illegible] دنیا کی [illegible]

ہو نیوالے پر پہنیا اور اترا نا چاہئے کہا یا امیر المومنین جس دن کوئی چیز ہمارے پاس نہیں ہوتی تو دل بہت
خوش ہوتا ہوں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اللہ تعالی بمقتضای کمال شفقت و عنایت کے اپنے
خاص بندے کو آرائش اور آسائش مغرور کرنیوالے اور خدا بہلا نیوالے سے ایسے بچاتا ہے جیسے کہ طبیب
بیمار کو مضر چیزوں اور کہانے سے پرہیز کراتا ہے بلکہ اسکی پاس بھی آنے نہیں دیتا کہا نیک تو کیا ذکر ہے وطا
حکایت نقل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمام دن داد فریاد مظلوموں کی کرتے اور بسبب ملکی و مالی کو
انجام کو پہنچاتے چنانچہ رات کو تمام شہر کے گلی کوچوں میں پہر کر کے دروازہ خندق کے کہلا نہ رہ جاوے کسی کا جان
کہل کر گم نہ جاوی کوئی چوکیدار غافل نہو جاوے اور رہزار دن حکم سیاست و حفاظت مخلوق الہی کے اسی میں مصروف
رہتے کہ اہل و اقربا سے بہی رو شناسی ہے ایکمرتبہ اہل بیت نے یہہ حال دیکہکر عرض کیا یا امیر المومنین تمہاری ایسہ
بڑی خرابی واقع ہوگی اسطرح کون جانتا ہے خلقت مخلوق الہی میں کریگا اور سردار ون کو رنا اللہ اور بہی کام
کیوں نہیں لیتے کہ آپ کو آرام اور انکو ہدایت اور مخلوق کو راحت ہو فرمایا حساب کے دن باز پرس مجہسے ہوگی
یا اور کسی سے چنانچہ منقول ہے کہ بعد وفات آپکی صاحبزادہ نے خواب میں دیکہا کہ کمر باندہی مستعد اور متوحش ہیں
عرض کیا یا حضرت خیر ہے کیوں اسقدر منتشر ہو فرمایا اسوقت کا حال کچہہ نہ پوچہو حساب کتاب و نحسابت بہت
ڈرتا ہوں کہ احکم الحاکمین کے آگے دو ڈہائی سی اور پانی دودہ سے جدا ہوگا میرے مقابلے میں ایام خلافت کا سب
معاملہ پیش ہوگا یہانتک کہ ایک گاہی کسی بڑہیا کی فریادی ہوگی کہ یہہ بڑہیا زور سے دودہ دوہتی تہی اور مجہکو
ایذا دیتی تہی کہ ایدہ دودہ آسانی سی نہیں نکل سکتا تہا پہر مجہسی باز پرس ہوگی کہ تم اسقدر غافل تہا کہ تمہاری زبان
پر ظلم کرتے تہے اور تو نے خبر نہ لی حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمر بن سعید حمص
کے رہنیوالے کو کسی شہر کا حاکم کر دیا تہا سال تمام پر حکم بہیجا کہ مع بیت المال کے جلد آؤ وہ حسب الحکم حاضر ہو
اونکے پاس صرف ایک لاٹہی اور لوٹا اور ایک پیالہ تہا امیر المومنین نے ایسی بڑی حالت دیکہکر فرمایا کیا کہہ بہا
دیتا ہے آب و ہوا و ہانکی تمکو موافق نہ آئی عرض کیا میں تو بفضلہ تعالی بہلا چنگا ہوں اور اسباب ضروری
ہی کہتا ہوں فرمایا کیا سامان ہے وہی تینوں چیزیں لاٹہی لوٹا پیالہ دکہا دیا حضرت نہایت متعجب ہو کر فرمایا
دنیا کی رغبت نے سرکشی کی ہے تمہاری تنگ اعمالی ہی کی پہر اور حاکم مقرر کرکے بہیجا اور حکم دیا کہ جلد زہد کا روصل

کرکے بہجوا دیا اور ایک سو دینار اونکا دستور ہے عمر سعید فرمایا تمہاری سند از سر نو لکہا دین عرض کیا یا امیر المومنین
مجہکو اس خدمت سے معاف کیجیے کہ حکومت مین بہت آفات ہین ڈرتا ہون کسی مواخذہ الہی مین گرفتار
نہو جاؤن کہ جناب رسالت مآب سے یہان شرمندہ ہون امیر المومنین یہ سنکر بہت روئے پہر عمر سعید اوٹہکر چلے گئے
امیر المومنین نے ایک خادم کو سو دینار سرخ دیکر کہا کہ عمر سعید کو تلاش کر کے چپکے سے دے آ خادم گیا ایک رات
دن بہرا کہین اونکا پتہ نہ پایا ناگاہ ایک گلی مین معلوم ہوا کہ دن کو روزہ رکہتے ہین اور رات بہر عبادت الہی مین مشغول
رہتے ہین چنانچہ خادم نے بعد سلام و پیغام کے وہ سو دینار سرخ اونکے روبرو رکہدئے کہتے ہین زار زار رونے لگے خادم
نے متحیر ہوکر کہا خیر ہے اسقدر کیون روئے ہو کہا یہی دولت الہی صحبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مزا چکہا ہے
ڈرتا ہون کہین اس دولت ناپائدار کے فخر کی بدولت اوس دولت مزیدار پائدار سے محروم نہ رہ جاؤن پہر
پانچ چہہ دینار لیکر باقی اوسی وقت راہ خدا مین غربا کو بانٹ دیے اتفاقا بعد مدت کی امیر المومنین سے
ملاقات ہوئی فرمایا وہ سو دینار کیا کیے عرض کیا کہ اللہ تعالی کے حوالہ کر دیے قیامت کے دن لے لینگی فقط

حکایت نقل ہے ابو عبد اللہ معتق شداد سے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ لباس معمولی پہنتے تہے مگر
جب خطبہ پڑہنے کو منبر پر چڑہتے تو البتہ بیش قیمت چار یا پانچ درہم کے لباس پہنتے حالانکہ اللہ تعالی کے فضل
سے بہت اچہا کارخانہ رکہتے اور صدہا لونڈی غلام تہے اور ہمیشہ نماز تہجد کو اوٹہتے اور کسی لونڈی غلام کو
نہ اوٹہاتے اپنے ہی ہاتہ سے سب کام کر لیتے اور تمام رات عبادت خدا اور تلاوت کلام اللہ مین مشغول رہتے
اور جمعہ کے دن ہمیشہ روزہ رکہتے کسی نے عرض کیا کہ یا حضرت آپ تو حافظ ہین قرآن مجید دیکہکر کیون پڑہتے
ہین فرمایا قرآن فرمان شہنشاہی ہے دیکہتا جاتا ہون کہ کس چیز کے کرنے کا حکم ہے اور کس چیز کے نہ کرنے کا اور زبان اور
اور آنکہین سب اسکی لذت سے مزا اور لذت اوٹہاوین کہ تا وقت دیکہنے کے یہی آنکہین دولت سے محروم نہ رہ جاوین
ہین چنانچہ منقول ہے کہ بعد شہادت آپکے زمین آسمان سب رونے لگے حکایت نقل ہے عبد اللہ
بن عمر سے جب تک عمر بن عبد العزیز حاکم نہوئے تہے بہت خوش خوراک اور خوش پوشاک تہے اور بہت عمدہ
گہوڑون پر سوار ہوتے تہے اور بڑی زرق برق سے رہتے تہے مگر دل ہمیشہ سے غنی اور بادشاہ تہے چنانچہ ایک
مرتبہ سلیمان نے بیس ہزار درہم کو بیچکر راہ خدا مین کہڑی کہڑی لٹا دیا جب یہ حاکم ہوئے تو صرف خطبہ کے وقت

تین چار درہم کا لباس پہنتی تھی اور سب وقت رات دن توبہ میں گذران کرتے علی ہذا القیاس مکان کا بھی
ایسا ہی حال تھا کہ تین لکڑی باندھ کر اوس پر چراغ روشن کرتے تھے اور چہار فانوس کا کچھ جھگڑا اور جھاڑ کچھ
نہ کسی نے پوچھا کہ یہ کیسا حال ہے کیا امیر المومنین پہلے امارت میں تم خوب عیش کرتی تھی اور بہت تزک و شان
سے رہتی تھی اب جو بفضلہ تعالیٰ آپ میسر ہو جو شان و شوکت بڑھا و تھوڑی ہے سو طرفہ یہ ہے کہ اگلا سا بھی حال
نہیں ہے اس میں کیا حکمت ہے فرمایا حقیقت یوں ہے کہ جب آدمی کی کوئی آرزو دل کی پوری ہو جاتی ہے تو اوس سے
زیادہ کی آرزو کرتا ہے جب وہ بھی پوری ہو جاتی ہے تو اوس سے بھی زیادہ چاہتا ہے علی ہذا القیاس اسی طرح
سلسلہ چلا جاتا ہے چنانچہ جب میں پیر تھا تو آرزو امارت کی تھی جب اللہ تعالیٰ کی فضل سے امارت ہوئی تو آرزو
خلافت کی ہوئی جب خلافت ملی تو تمنا بادشاہت آخرت کی ہوئی اب آگے اس سے کوئی رتبہ باقی نہ تھا جو
اوسکی آرزو ہوتی اور وہ اکثر خوش خوراکی و خوش پوشاکی سے حاصل نہیں ہے تو اس سبب سے آرائش جسمانی
چھوڑ دی اور زیبائش روحانی اختیار کی ۔ باب تیرہواں عورتوں کے زہد و تقوی
میں ۔ حکایت نقل ہے کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہوا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
کیا کہ معراج میں ایک بہت بڑا احاطہ یاقوت سرخ کا دیکھا کہ اوس میں تین مکان عظیم الشان بہت تکلف
سفید موتی کی تھی پوچھا یہ کسکے مکان ہیں کہا ایک مریم علیہا السلام کا اور آسیہ زن فرعون کا اور بی بی کا اور
ایک خدیجۃ الکبری زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ۔ حکایت نقل ہے کہ ایک بی بی ام آمنہ نام
بڑی سیر کرنیوالی تہیں بارہا مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک آتی جاتی تہیں اور کسی نے کبھی کہانا کہاتے نہ دیکھا ایک مرتبہ
کسی نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے کہ ہمیشہ تم سفر میں رہتی ہو اور کبھی بھوک پیاس کی حاجت نہیں ہوتی کہا کہ حقیقت یہ
ہے کہ ایک مرتبہ زیارت حرمین شریفین کو جاتی تھی شدت پیاس سے بیتاب ہو گئی ہر چند پانی ڈھونڈھا نہ پایا
مایوس ہو کر زندگی سے ہاتھ دہو لیٹی کہ ناگاہ ایک پیالہ یاقوت سرخ کی ہوا میں معلق میرے پاس آئی میں نے اوس میں
سے پانی پیا ایسا شیریں اور سرد کہ آنکھ سے نہ دیکھا اور وہ مزہ ہمیشہ جان و زبان کو ایسا مزہ دار کر گیا کہ ابھی
تک جان و دل میرا سیر ہے اسوا کی فضل الہی سے نہ دکھائی بیٹی نہ بھولی پیاسی ۔ حکایت نقل ہے کہ
ایک یہودی کی عورت بڑی حق پرست تھی اسی دن خدا سے محبت تھی خاص جان و زبان کو روشن کہتی تھی

اور خاوند تاریکی لی پھر دم جلتا تھا ایک مرتبہ بہت سنا کر اپنی یاروں سی یہہ قصہ کہا کہ مستورہ کو
ایک بڑا گڑھا کہودا اوسمین تین دن آگ روشن کی بعد اوسکی سب یاروں کو جمع کرکے اوس عورت نیک سیرت کو
بلا کے کہا تو ہر دم خدا خدا کہتی ہی اس گڑہے مین گھس جا اگر سچی ہوگی بچ جائیگی ور جہوٹی ہوگی جل جائیگی وہ سچی
سچے خدا پر سچا بہروسا رکہتی تہی بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کے اوسمین کود پڑی اوسیوقت جلتی آگ اوسکی آب
و تاب پانی سی بجہہ گئی یہودی لوگ آتش جلا کے عداوت سے اوپر اوس تین دن آگ جلائی اور منہہ اوس گڑہی کا بند کردیا
تین دن کی بعد کہولا دیکہیں تو وہ عورت بخوبی نماز پڑہتی ہے پہر سب حیران ہوگئے اور توبہ کرکے ایمان لائے کہ بیشک
اس سچی عورت کا دین سچا ہے حکایت نقل ہے کہ جب رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کا وقت قریب آیا تو مالک بن
دینار پوچہنے کو آئے کہا تمکو کسی تکلیف دنیا کی ہے بولیں کہ نہیں پہر کہا کس چیز کو جی چاہتا ہی بولیں مغفرت کو کہا دنیا
کی بہی چیز کی خواہش ہے کہا کہ ہان تیس برس سے تازی کہجوری کو جی چاہتا ہی تب تک نہیں کہایا مالک بن دینار
اپنی جی مین سوچی کہ یہہ تو گہڑی ساعت کی مہمان ہیں اس وقت کہجوری تازہ کہان سے لاویں ناگاہ ایک چڑیا نے چونچ
میں کہجور لا کر دی دیکہا تو مالک کے پاس ڈال گیا مین جلدی رابعہ کے پاس لیگیا کہا لیجئے آپکی خواہش آئی ماجرا بیان کیا بولیں
کہ واللہ علم چاہو تو کسکے باغ سی آیا ہی نہیں کہاؤنگی ایسے پیاری خدا کے پاس جاکر کہاؤنگی پہر کہا مجہکو اکیلی چہوڑ
کر دو پیر اکیلی خدا کے ساتھ ہیں سب مجمع کو رخصت کرکے دروازہ مکان بند کروا دو دروازہ رحمت الٰہی کا کہل گیا پہر
اوس مکان کی طرف سی ایک آواز شیرین آئی اور یہہ آیۃ کریمہ پارہ سورہ والفجر کی پڑہی یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی
الی ربک راضیۃ مرضیۃ پہر دروازہ کہول کر دیکہا تو رابعہ زندہ دل مردہ پایا حکایت نقل ہے کہ ایک دن
زبیدہ خاتون زوجہ امیر المومنین ہارون رشید کی مکان مین بیٹہی ہوئی کنگہا کرتی تہین ناگاہ غلطی سی ایک غلام
چلا آیا اوسیوقت پردہ مین ہوگئین مگر اچانک اوس سے دریافت کرایا کہ کوئی بال میرے سر کا تو نہیں دیکہا بولا
شاید چلایا مین نظر پڑگئی ہو پہر شب کی طرف سی چند بال [illegible] کہ جن پر اجنبی کی نظر پڑی اوسکا رکہنا
وبال ہے حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری مین عرض کیا کہ میرا جی
چاہتا ہی کہ تیری کسی خالص بندہ دوست کو دیکہوں اور اوسکی ملاقات سی خوش ہوں حکم ہوا کہ فلانی جنگل میں
جاؤ وہان ملاقات ہوجائیگی چنانچہ آپ حسب الارشاد وہان گئی دیکہا کہ ایک خیمہ ہے [illegible]

سارا بدن گلا ہوا کیڑی پڑ گئی چیونٹی لپٹی مٹی میں پڑی یاد الٰہی میں شکر الٰہی کر رہی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نے متحیر ہو کر فرمایا کہ اے پڑھیا تو سچ نہیں بیٹھی نعمت کا شکر کرتی ہی بولی کہ اے روح اللہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو وہ جی جان
عطا فرمایا کہ ہر ذرہ اوسکا آفتاب سا چمکتا ہی اور وہ زبان عنایت کی ہر زبان شکر خالق انس و جان میں
شکرستان ہے پھر فرمایا کہ تیرا کوئی خبرگیران ہے ہی بولی کہ یا نبی اللہ ساری جہاں کا ہے وہی میرا خبرگیران ہے
کہا کچھ چاہت ہے بولی چاہت ہے کہ ایک سیر بھی میری جلد مٹ گئی کہ الٰہی ہی اوسکا خیال کبھی جی میں آجاتا ہی حاکم
ہوں کہ وہ بھی اپنا آپ سے مٹ جاوے تو اوسکا خیال جی جان سے مٹے تا کہ خالص مخلص تیرا اکبر اپیارا
صرف اللہ رہ جاؤ وہ جی میں نہ کر ایسا سمایا کہ اوسکی غیر کو جگہ نہیں ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوٹے راہ
میں جو کہا کہ اوسکی بیٹی کو شیر کھا رہا ہے فرمایا کہ بڑھیا کی سیدہ پکی تھی حکایت نقل ہے کہ ایک بار بیٹیو لٰہی
ہے کہ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہا رابعہ ملنے کو گئی دیکھا تو دریا کے کنارے پر ایک جھونپڑی میں عبادت الٰہی
میں مشغول ہیں اونکو دیکھ کر کہہ کہ اون سے خادموں سے پوچھ کہ تم تو جہاں راستے جدا ہو رابعہ کو
دیکھ دیتی ہو پھر سجادہ ڈھونڈی تا کہ چلیا ایک مکان مختصر ویسا کہ کچھ شاد تمام دن رابعہ کو رکھا دیکھا دن
دیکھ سکتے ہے کاٹے کر رات کو کوڑا دیا اور دن کو کھولتا یہ جنجال کون بکتی آخر اوس جھونپڑی میں چالیس برس
چالیس برس ناطق رہی گذرا ایسے پر ذوق شوق محبت الٰہی میں بلند دریا کی وکیل ہوئی اس مضمون کے اشعار ہیں
کہ جسکی ہو جان میں محبت الٰہی جہا لگی وہ ہر دم ہر دم اور ہر قدم اپنی جگہ سے دم بدم دم بدم رہیں
اپنی ہر دم شو بدم وافقت م باش دم یاد مہ بہ دم جا بدم حکایت نقل ہے کہ جب نمرود مردود
نے آگ کی حجت میں حضرت ابراہیم کو ڈالا تو آپ نے تا ب صبر یہاں حضرت کہ پر یکے سے جلنا اور سلگنا اسو اسطے کہ نار کی جاو
اور حضرت ابراہیم خلیل نور تھے اور نار آگ نور تھی نار جو ہی الانار ارشاد فرماتے ہیں سر میں آن بود نور
وآن نار ہی بود و دنیا میں نور تا رہی ہو وہ جنا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کی سامان کیا سارا
شہر بستیوں ہوا کہ ہزار دن تک شال تماشائی کہ وہ بیاہی لڑکی نہایت شکیلا اوس کا فرنا نہیں ہی ایک اینٹ
اسکا نیچا شاد کہیں کوٹھڑہ کی قدرت خدا نے اوسکو عجب تماشا دکھایا کہ جلتی آگ کو پانی کر دیا اور وہ پیچ کر جنت بنا دیا
یعنی یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم کا مژدہ سنایا اور راحت جانی اور صاف ...
نسبت خدا آسیا بیائے آتش بود نار ہر کجا دلبر بود خود ہمنشین بر فوق گردون ...

کا خلعت پہنایا جیسا جناب مولانا فرماتی ہین ❊ بیت ❊ آتش ابراہیم را دندان نزد ❊ چون گزیدۂ حق بود
چون گزند ❊ پرورد در آتش ابراہیم را ❊ ایمنی روح سازد بیم را ❊ وہ انبار آگ رشک گلزار ارم ہوتا یا حرم محترم
مین مقام ابراہیم اوس کعبۂ جان و ایمان پر وہ جلوہ نور ہوتا کہ تجلی طور کو درو چشم پردہ رہتا سبحان اللہ کہین
کلمہ سبحان اللہ رہتا کہین جمال اعلی ہر روش ہر روش کی درخت سیراب سبزی شاداب کہین گل یاسمن و کہین گل گلاب
کہین گل عباس گل محمدی رخ دیتا کہین گل لالہ و دی بحال آب و تاب بیتا کہین ریحان خوشبو سنبل کو پیچ و تاب
کہین نافرمانی انوار دیدار کسی بیتا کہین چشم نرگس نا کہین سوسن بان زبان غنچہ گل شاخ سنبل ہر درخت ہر طرف صدا کو
آواز دلنوا کہین نہر جاری کہین باد بہاری جب اوس لونڈی کی نظر وہ گلدستہ خدا پر پڑی اوسکو یہ جلوہ حق نظر آیا کہ اوسکو
حق ہی حق سمایا حیرت مین آ گئی جوش محبت خدا مین بھر گیا دریا سی بل گئی جان ایمان لائی زبانسی تصدیق کر لی
زار زار روتی اور کہتی تھی ای حق خدا برحق سچا اور نمرود نابود سراپا جھوٹا ہی کفر و ریب رہ گئی نزدیک اپنا آگ کی گئی ای حضرت
ابراہیم کچھ دست مین آواز بلند عرض کرنی لگی کہ یا حضرت اگر لونڈی کو بھی اجازت ہو حاضری ہو تو جی جان سے حاضر حضور
سراپا نور ہو خلیل نے فرمایا جسکا جی محبت حق مین ہے اوسکی جی حق مین سراپا نور ہی جیسا مولانا فرماتی ہین
بیت ❊ گر تو نمرودی برآتش مرو ❊ رفت خواہی اول ابراہیم شو ❊ بولی یا حضرت لونڈی نی آپکی بدولت
دولت ایمان پائی ظلمت کفرسی نکل آئی او حقیقت حق دل و جان مین جم گئی جلوہ حق دکھا گئی فرمایا
یہان بخوبی امن امان و ہر طرح سی چین پاتی ہی کھٹتی ہی جلدی شوق سی چلی آگ مین چلی ندا ہی
جلتی آ لی کہ ای آگ خبردار ہماری لونڈی کو دکھ نہ دینا بخوبی سکھ سی رکھنا اور پھر ہر طرف سی آ رہی تھی
جیسا کہ مولانا ارشاد فرماتی ہین ❊ بیت ❊ چون موصوفی باوصاف جلیل ❊ زآتش امراض گذر چون خلیل ❊ گردد آتش
بر تو ہم برد و سلام ❊ ای عناصر مر مزاجت را غلام ❊ پھر جہان وہ قدم رکھتی تھی وہان اوسکی آنچ پانی سی جلتی آگ بجھی
ہو گئی تھی الغرض خدمت حضرت خلیل اللہ مین حاضر ہوئی انوار پروردگار کی ناظر ہوئی کلمہ لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ
پڑھا خانہ جان کو چراغ ایمانی روشن کیا بولی یا حضرت تا دم مرگ آپ کی قدم نہ چھوڑونگی خدای
برحق سی منہ نہ موڑونگی ہان وسی نمرود جلتی ہوئی آتش نخوت سی جو جلتا ہی دل
چاہتا ہی کہ اگر اجازت جناب پاؤن تو اوس بے سوجھ بوجھ کو کچھ سمجھا دون

سمجھاؤں در آپ فہمائش سی وسکی اب سمجھاؤں شاید راہ پر آوی پہر آ کے کو بہت ہوئے پہر گئی اور اوس نا سمجھ
کو سمجھانے لگے کہ ای نادان بے قدر بیہوش یکدستی بخوشی سی اسقدر نہ اکڑ خدا خدا اکر کہیں خم و آرائی اور دعوی خدائی خدا
خدا کو کہو سکتی ہے بہلا کہیں یا شان دار دلائل ات ہو سکتی ہے اتقدر تو خلیل اللہ کو جلتی آگ میں ڈالا خدا نے
بر حق نے اونکیو گل لالہ کہلایا کہ کہیں چنبیلی کہل رہی ہے کہیں کلی پہلی پہول رہی ہے کہیں بہار دکہا رہا ہے
کہیں گلنار ڈہہ نار رہا ہے کہیں بلبل کو سرخروئی گل ہے کہیں گل کو رشک بلبل کہیں نارنگی رنگ دکہا رہی
ہے کہیں سیوتی ترشی مزا کر رہی ہے کہیں سنبل مشکبار ہے کہیں گل اودی بہار کہیں گل نار بو ہے کہیں گل خیار
میں نازبو ہے ہر طرف نہر جاری ہر جا سبز باغ و بہاری درختان اکثر در بہم آواز دلنواز مرغان باہم خوشی خورم
بہر قدم بنائی غم و غصہ یکسر در ہم پس ای کہنہ غفلت کہول حق کو ظلمت باطل میں ڈہول کر کیا کہتا جائیگا تو حق
پہر کیا حق جان و ایمان ہے جائیگا اور ذلت و خواری اوٹہائیگا جی چاہتا ہی مینہ جو دیکہا ہے تجہی بہی دکہاؤں
پر ہای افسوس وہ آنکہہ کہاں سی لاؤں تب تو وہ مشتعل آتش غضب سے بہڑک گیا جلکر کہنے لگا شاید محبت ابراہیم تجہکو فریفتہ
کیا ابہی جلکر کلمہ لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ پڑہا تب تو جلکر خاک ہو گیا جی جانے سے گہو گیا شعلہ سا بہڑک کر
کہنے لگا چل چل اسقدر نہ مچل اپنی قدیمی راہ پر چل بہت جلکر اپنی پہلی پس سبات کو زیادہ نہ بڑہا ورنہ جان سے
جائیگی جہانسی . بلاہ خدا منگی ہول گئیر بلا سی جان جا تو بلا سی تو در گذر نکر جو جی چاہی سو کر میں حق پہ ہوں
خدا بر حق سی منہہ موڑ سکتی نہیں آخر کار پیٹہہ ی و تمرد کر بہت مار پیٹ کی الغرض ایمان دینی آفتونکی دیر تک ہر پتکی مار
صدی گذری اور ہر ستم صدمی گذری ناگاہ فرشتی آئی اوسکو حلہ بہشتی پہنائی پہر ایک جاکی قبہ آراستہ کیا
وسکا جلاوہ آرا کیا جنت کا مزا چکہایا دنیا کی دکہ درد [illegible] پہر کیا ایک پتہ ہوا کا جہونکا آیا اوسکو ہوا
اوڑایا پہر کسی نی اوسکا نشانہ نپایا سبحان اللہ سچ ہے [illegible] دولت ایمان لینگی [illegible] حکایت نقل ہے کہ ایک عورت
نہایت شکیلہ جمیلہ بلباس شرم و حیا آراستہ و مزین [illegible] نگاہ پیراستہ تہی اتفاقا واللہ اعلم [illegible]
حسن [illegible] نگاہ [illegible] نگاہ کی نگاہ پڑ گئی اور [illegible] سر و پا گرد [illegible] اوسکی آستانہ کی گرد ہو گیا اور [illegible]
حیا کا [illegible] گرد ہو گئی آتش غضب سے [illegible] ہو گئی [illegible] کہو گئی [illegible]
گرد و [illegible] غبار [illegible] افتادہ [illegible] دونوں آنکہیں

نکال کر رکھدیتی وہ اوس کام دیتے پاس بیٹھی رہتی اپنی مطلوب کو لے اور چلا اپنی راہ لی کہ جو چیز عمر بھر محرم
محرم اور آشنا ہوئی وہ قابل اس کی نہیں کہ نظر وہ طشت میں آنکھیں پڑتی دیکھکر تڑپ گیا ہوا غم سے کی طرف
غبار سا اوڑگیا تھوڑے عرصہ میں آیا او سپاک دامن کو مردہ پایا پھر پیات جان چاک کرتا تھا اور زار زار روتا
تھا حکایت نقل ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی عابدہ زاہدہ رات دن یاد الٰہی میں
مصروف تھی بندگی میں معروف تھی آخر کار نفس کشی او ریاضت کشی وسکی یہانتک پہنچی کہ ایک جمعہ کو روزہ
رکہتی اور دوسرے جمعہ کو افطار کرتی اسیطرح ایک مدت زندگی ایک مرتبہ وقت افطار کے خیال آیا کہ آج
کوئی مالک ہے یہی ہو تو اوسکی تابعداری کا دعوی کرتی تھی داد اوسکا قاصد آجاوے اور بچی کہا میں مشغول پایا
پھرتے غفلت ثابت ہوا اور ناسزائی سزا وار سزا ہوا اور قیامت کے دن تجھپر قیامت آجاوے اور دن رسوائی
کے رسوا ہو جاتے تب لو کہا کہ ناسو نا چھوڑ دیا دریائی محبت الٰہی میں امان جان بو دیا اور اس مضمون کو دردجا
اور حرز جان کیا بیت یک چشم زدن غافل ازان ماہ نباشم * ترسم کہ نگاہی کند آگاہ نباشم * سر دم کو دم آخر
جانا ناگاہ ایک جوان خوشرو خوشبو بکمال آب وتاب یا شہر سے تکلف وسکی پاس آیا اور مژدہ سنایا کہ ای خدا
پیارے تجھکو خدا انکا بسا ری بلاتا ہے اور رحمت کا حلہ تجھپر پہنچاتا ہے کہا ذرا مہلت یا دوں تو اپنی آقا کو سجدہ کر لوں
پھر عین سجدہ میں جان بحق تسلیم کی

باب چودھوان بچوں کے عبادت اور کرامت

میں حکایت نقل ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بکمال کم سنی بھی حضرت کے چنانچہ والدہ انکی اتفاقا
کپڑے بہت تنگ کرتیں تو آپ شکم میں پھیلا دیتی اور انکو اوس کے سی بار رکہتی حکایت نقل
ہے حضرت زین العابدین کے ایک لڑکی اور لڑکا چھوٹی عمر کی تہی لڑکیکو بہت چاہتے تہے ایک مرتبہ لڑکی نے
عرض کیا کہ ای پدر بزرگوار آپ مجھکو بھی چاہتے ہو فرمایا کہ ہاں پھر مچل گئی اور زار زار رونے لگی آپنے جلد گود میں
اوٹھا لیا اور کلیجے سے لگا لیا اور کہا کہ تجھکو بھی بہت چاہتا ہوں یہ سنتے ہی یا وہ ترچیخنی چلانے لگی اور
زمین پر لوٹ گئی یہانتک کہ بیہوش ہو گئی آپ سخت متحیر ہو گئی کہ الٰہی یہہ کیا معاملہ ہے جب کچھ افاقہ ہوا عرض
کی کہ ای قبلہ آپنے ایک مرتبہ ارشاد کیا تہا کہ حق محبت سوا خدا کے کسی کو نہیں کہتا ہوں پھر خدا
کا دوست دوسرے کو بھی دوست کہتا ہے اور حق دوستی کا ادا کرتا ہے پھر اس مضمون کے اشعار پڑھنے لگی کہ حبیب

بے بدل ہے کوئی اوسکا بدل نہیں اور اوسکی بیوا میری ہی مین کیسا کاہی خیال نہین ہے اگرچہ کبھی آنکھہ سے اوجہل ہو جاتا ہی مگر
بیچ جان مین ہر دم اوسکا خیال لاہی جاتا ہے فرد من اگر کامروا گشتم و خوشدل چہ عجب ؛ مستحق بودم و اینہا بزکاتم دادند
ہاتف آن روز بمن مژدہ این دولت داد ؛ کہ بدان زحمت صبر و ثباتم دادند ؛ عاشق آندم کہ بدام سر زلف تو فتاد
گفت کز بند غم و غصہ نجاتم دادند ؛ حکایت نقل ہے کہ ایک امیر نے اپنی لڑکی کے تعلیم کو کسی معلم کو بٹھایا اوسنے لڑکی
کو پڑھانا لکھانا اور سینا شروع کیا ایک عرصہ کے بعد لڑکی نے اوستاد سے کہا کہ میرا باپ امیر کبیر ہے مگر اسی لایق آپکی
کچھ خدمت نہیں کرتا کیا کروں عرق ندامت مین ڈوبا جاتا ہوں کہ مین کسی لایق نہین ہون کہ کچھ حق خدمت بجا لاؤں
لیکن کوئی ایسی بات بتلائیے کہ سب درد آپ بنیا اور کبھی مصیبت سے نجات ہو جاوے کہا خموشی مین نون جہاں کی سلامتی ہے
جیسا کہ رسول مقبول نے ارشاد فرمایا من سکت سلم و من سلم نجا یعنی جو چپ رہا سلامت رہا اور جو سلامت
رہا اوس نے تحقیق سب بلا سے نجات پائی اور دوسری حدیث مین ارشاد ہی البلاء موکل بالمنطق یعنی سب خرابی گویائی سے آتی
ہے اگر کوئی بات بے بہی کی کہی بیان مین نقصان آیا اور جو کسی آدمی کو برا کہا مار کہائی آبرو کہوئی لڑکی نے وہ
نصیحت استاد کی دل و جان مین گرہ باندہی اور بالکل خموشی اختیار کی غرض کوئی بلاتا ہر گز جواب نہ دیتا جب اسکا
چرچا ہوا کہ امیر کا لڑکا گونگا ہو گیا شدہ شدہ یہ نوبت امیر تک پہنچی امیر سنتے ہی نہایت مضطر اور بیقرار ہو گیا ہر طرف آدمی
دوڑائی سب طرح کے طبیب بلائے کوئی دوا دیتا ہی کوئی نسخہ لکھتا ہی کوئی نبض دیکھتا ہی غرضکہ ہر ایک اپنی اپنی
تدبیر کرتا تھا اور کچھ فائدہ نہ پاتا تھا تب امیر لاچار ہو کر بیٹھ رہا ایک مرتبہ گھبرا کر تنگ آ گیا تفریح بعنوان شکار جنگل کو چلا گیا
لڑکی کو بھی ہمراہ لیکے نکلا ناگاہ ایک جانور بولا بولتے ہی کسی نے مارا پہر اوسکے آگے لایا وہ دیکہتے ہی جوش مین بہر گیا دریا سا ابل گیا تہنیتی
اوسکی زبان سے نکل گیا کہ کیون بیچارا بولا جو مارا گیا یہ سنتی ہی سب خوشی سی اچہل گئے سارے کام بہول گئے جلد ہی امیر کو مژدہ دہ ہوئے
امیر نہایت خوش ہوا ہر ایک کو زر و مال دیکے خوشحال اور مالا مال کر دیا پہر لڑکی کو بلایا اور کچھ کلام فرمایا اوسنے کچھ جواب نہ دیا
تو امیر بہی جھنجھلا گیا اور آتش غضب سے سلگ گیا کہ ہمارے کلام کا جواب نہ دیا اور زبانوں کا کلام کرنا خواہ مخواہ اپنے موت کا سامان کرنا ہی کو ڈالا
لاو اور جلاد جلاد کو بھی بلاؤ اول کپڑے اوتار کر اسکی جلد اودہڑاؤ پھر اوسکی قتل کرا دو تب لڑکا عاجز ہو کر کہنے لگا کہ سچ ہی نبی نے سچ کہا
کہ جو چپ رہا وہ سلامت بچا اور جو بولا سو مارا گیا حکایت نقل ہے کہ فتح الموصلی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک تپہ تہا موسم شدت گرمی مین سفر حج
کا اتفاق ہوا ناگاہ دیکھا ایک کاتہہ نابینا سر پا پیادہ جاتا دیکھا اپنے جی میں کہا کہ تو کہاں جاتا ہی کہا بیت اللہ نے کہا کہ ایک گہر زمین سے حج

[illegible]

اوسکی زیارت کو جاتا ہون میں کہا کچھ زاد راہ بھی ہے کہا کیا رب کریم کی دولت جا ہوا لی [illegible]

خاوند رحیم کی عنایت بس نہیں ہے جیسا ارشاد فرماتا ہے کہ الیس اللہ بکافٍ عبدہ یعنی کیا نہیں ہے بس [illegible] مگر خیال ہماری [illegible]

چلنے ہوا اور سفر بہت دور و دراز ہے موسم حج میں پہنچنا بس محال ہے لا چلنا میرا کام ہے اور پہنچانا خدا کا کام ہے [illegible]

پھر نظر نہ آیا جب میں فضل الٰہی سے مشرف زیارت بیت اللہ ہوا اور سب مناسک حج سے فارغ ہوکر مقام قربانی [illegible]

میں مصروف تہا کہ ناگاہ وہ اہل نظر آیا کہ جناب پروردگار میں زار زار روتا چلاتا عرض کرتا ہے کہ الٰہی [illegible]

قربانی کرکے تیری دولت قرب حاصل کرلی ہین اور مین کنگال [illegible] منہ تکتا ہون زندہ درگور ہون [illegible]

قربانی نہیں کہتا چنانچہ مجھے بخوبی روشن ہے ہان اگر جان نثاری شرعًا منع نہو تو جان قربان کرون اور قربانی [illegible]

شامل ہون پھر انگلی گردن پر مثل چھری کے پہیری اور حسب مضمون اس شعر کے ۵ [illegible] جب اوٹھائی ہین عاشق [illegible]

جاتے ہین اور موافق ارشاد جناب مولانا کے ۵ عاشقان جام فرح انگہ کشند * کہ بدست خویش خوبان شان کشند [illegible]

سر بنہ بارشاد خندان پیش تیغ جان بدہ * جان بحق تسلیم کی [illegible] دیدہ حال صاحب [illegible]

بہت لوگونکو جمع کیا اور لیا [illegible] صرف محبت خدا میں جان [illegible] بعد ازان غسل تجہیز و تکفین [illegible]

جنازہ پڑہی [illegible] واللہ اعلم کہان گیا [illegible] حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حسن [illegible]

ایک [illegible] آیا اور عرض کیا کہ میرا لڑکا دو برس سے برابر رات دن زار زار روتا چلا آتا ہے ہر چند منع کرتا ہون باز نہین [illegible]

روتے اندھے ہوجاتے آپ قدم رنجہ فرمائیے اور اوسکو سمجہا کر نصیحت پند [illegible] کیا عجب ہے کہ مفید ہو جاوے [illegible]

چہرا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل [illegible] بہت تاثیر بخشی ہے پہر حضرت تشریف لیگئے اور [illegible]

کیا بات ہے تجکو بہا کونسی چیز تیری جی میں سمائی کہ دن رات روتے چلے جاتے ہو اور اپنی جان [illegible]

محبت خدا [illegible] جسکو بہا گئی دل و جان میں سما گئی اور [illegible] چشم [illegible]

اسی نصیب کے [illegible] تو دو آنکھیں ہین اور [illegible] دیدار لقائے پروردگار [illegible]

نہو نا خوشگوار [illegible] آدمی [illegible] دوست [illegible]

ہان اگر ہیں تو دولت دیدار جناب باری گریہ زاری [illegible] پروردگار [illegible]

عاشق کے وصال [illegible] حکایت نقل ہے کہ بصرہ میں ایک امیر [illegible] اولاد نہتی [illegible]

کچھ [illegible] بعد چندی ایسا شکیل و جمیل لڑکا پیدا ہوا کہ [illegible]

باعتبار حسن و جمال بعینہ صفت خالق ذوالجلال کی جیسا کہ شان لا بوجب مضمون حدیث شریف کی فرماتی ہین سو اگر بیبی کا نفس حسن وجود انور آتش افگن

کو ہوون نہ بلکہ اوس دم دیدہ کے ایک ہم قرار وحین نہ تہا رات دن اوس کلبہ کو آرایش و زیبایش مین تن بدن کا ہوش نہ تہا خدا کے فضل سے آج کچھ کل کچھ شدہ شدہ ہوش پکڑنی لگا اور تمام عالم کو بیہوش کرنے لگا ہر جگہ سے گروہ گروہ اوسکی حسن شہرہ آفاق کے اشتیاق مین آنے لگے اور دور نزدیک کے امرا اوسکی ماں کو پیغام بہیجی اور اوسکی مرضی دریافت کرنے لگی وہی سبکو جواب صاف دیا گویا دل کہا ب کیا کہ جو لڑکی اسکی حسن و بالا دو بالا ہوگی وہ اسکی عقد مین آ ویگی یہ بات سنتی ہی سب سن کہ گویا آپ سی کہو گئی مایوس ہو کر دل پکڑ کے خاموش ہو کر بیٹھ رہے کہ اوسکی بہا بر حسن و جمال دیکہا نہ سنا زیادہ کا کیا ذکر ہے اتفاقاً ایک مرتبہ ماں بیٹی چلی جاتی تہیں عبد اللہ بن زید وعظ فرماتے تہے عذاب دوزخ سی ڈراتے تہے لذت جنت کا مزا چکہاتے تہے اور حسن و جمال بہشتی کا مژدہ سناتی تہی یہ دونوں سنتی ہی لوٹ کہی مقصود دلی کو پا گئے اور اس آیہ کریمہ ١٩ پارہ سورہ فرقان کا بیان تہا والذین یقولون ربنا ہب لنا من ازواجنا و ذریاتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما اولئک یجزون الغرفۃ بما صبروا ویلقون فیہا تحیۃ وسلاما یعنے جنت مین بہت عمدہ مکان ہوا مین معلق جنت الون پر ایسی چمکتی ہین اور ہر مکان کی تین سو دروازے ہین اور ہر دروازہ مقابل مکان عالیشان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہی جس طرح ایسی چاہی ویسی بارونق ہے اور ہر مکان مین ایک تخت یاقوت سرخ کا بچہا ہے اور ہر ایک تخت ہزار طرح کے فرش مکلف ہر ایک سے نکات بکمال خوبی آراستہ ہے اور اوپر ہر فرش کے نور ہے اور نیچے رحمت حق کا ظہور ہے اور ہر تخت کے نیچے چار نہر جاری کوئی آب شیرین کی کوئی شہد خالص کی کوئی دودھ خوشگوار کی کوئی شراب خوشگوار کی اور ہر تخت پر حورین گوری بڑی آنکہوں والی بکمال زرق و برق سے جلوہ آرا ہین اور ہر حور ستر حلہ بہشتی ہر ایک نازک سی بکمال خوبی آراستہ ہی پیدایش ہر ایک کی بس لطافت سے ہے کہ سر اونکا کافور اور سینہ عنبر اور سینہ سے زانو تک مشک اور زانو سی ٹخنوں تک زعفران سی بنا اور بکمال لطافت مغز پنڈلیوں کا ایسا چمکتا ہے جیسی سرخی مین سفیدی اور سفیدی مین سرخی جہلکتی ہی اور ہر ایک حور ہوا خواہی مین ستر ستر ہزار لونڈیاں باندیاں ہین کہ اپنی خداوند کے بناؤ سنگار آرایش و زیبایش مین ہمہ تن مصروف ہین کوئی ادہر اودہر جاتی کوئی ادہر آتی ہی کوئی دل پریشان زلف پریشان سلجہاتی ہی کوئی گیسو دراز حیران آئینہ دکہاتی خوشبو لگاتی ہے اور ان مین سے اگر ایک بہی ایکبار نظر دنیا کی طرف دیکہتی آفتاب ماہتاب کی روشنی کا چراغ گل کر دیتی پھر بہیہ وہ نور سیتاپی

سے کو ہم سہلا کر بولی وہ بہی کہ یا حضرت یہہ کس خوش نصیب کی نصیب ہوگی فرمایا جو کوئی اونکا مہر ادا کریگا وہ ہم
اونکا خاوند ہوجاویگا کہا یا حضرت مہر اونکا کیا ہی فرمایا دن کو روزہ رکہنا اور پچہلی رات کو نماز تہجد پڑہنا اور
گریہ زاری کرنا اور حج اور زکوۃ ادا کرنا اور وقت جہاد کفار سے لڑنا بولی یہہ سب مجہکو بدل و جان منظور ہے پہر
گہر کے چالیس ہزار درہم لیکر اونکے آگے لاکر تقسیم کر دئے اور کہا انشاء اللہ تعالی سب شرطین مہر کی ادا کرونگی اور
بلا شک مین اپنی چاند کو حوران بہشتی سورج چمکنے سی بیاہونگی اور اپنی گہر کو رشک آفتاب و ماہتاب کرونگی
پہر یہ ماں بیٹی دونون عبادت الہی مین مصروف رہتی تہی اور ہر دم جہاد کی تلاش مین جہد کرتے ناگاہ سنا کہ عبد الواحد
مین بیٹی جہاد پر کمر باندہی اور تمام شہر مین منادی کرا دی کہ جنت الٹتی ہی اور دوزخ کی آگ بجہتی ہے جسکا جی چاہی جنت
کی طرف آوے اور عذاب دوزخ سے بچنا چاہے وقت جہاد ہے اور سب شرائط اوسکی مہیا ہین اور کمر باندہی مین دونون
طرح جیت ہے یا تو کافر شہید ہو مارے جائینگے یا غازی ہوونگے یہہ راہ وہ ہے کہ ہر طرح سرفرازی ہے یہہ سنتے ہی ہر
چار دن طرف سے جہاد کو مردم ملخ کی طرح یکایک ٹوٹ پڑے اور آنا فانا دل کے دل بادل سی جمع ہوگئے جوان بیٹے
کا سلاح بجلی سا چمکتا گہوڑا دمکتا ہوا آیا مادر مشفقہ نے بکمال خوشی دل رخصت کیا جی جان کو اوسکی ہمراہ کیا اور
جہان جہان تک شہادت کرنا چاہا زاری کرنا پہر مقابلہ ہونے لگا جنتی جنت مین اور دوزخی دوزخ مین داخل ہونے لگے یہہ جوان
جماعت کفار مین بجلی سا کالی گہٹا مین چمکتا اس طرف سے اوس طرف اور اوس طرف سے اس طرف مارتا ہوا نکل جاتا تہا اور
جسکا منہہ دیکہتا تہا پہر سب جماعت اہل اسلام اوسکی دلیری اور دلیر دیکہکر عاشق زار ہوگئی ہر چند اوسکو
منع کرتے تہی کہ تو بہت لڑکا ہے ابہی جدال و قتال سے اصلا واقف نہین ہے ایسی نہ ہو کہ تیری مرنے سے تمام لشکر
جہوٹ ہو جائیگا . بولا مجہکو اپنی جان پیاری ہے باغ جنان کی لذت پیاری ہے وہانکی بہارین نظر آتی ہین -
حوران بہشتی جلوہ دکہاتی ہین چنانچہ ایک حور سرا پا نور حلہ بہشتی اور تاج جواہر بکمال خوبی آراستہ سر آہین
بہشت مین گرم جوشی سے کہتی ہین کہ واللہ علم کب دولت وصال ... المثال ... خاوند کی نصیب ہوگی کہ ابہی
تو وہ لڑکا ہی ... اوسکی زندگی سی مایوس ہوگئی - سپاہ مین جان ... تو اوسیان لی اور
... کفار مین گہس گیا ... جب لشکر ... دیکہا کہ ... کبہی مارتا ہے اور کبہی مارنہین
کہاتا ہے ... ایک ... الہی ... نگاہ ... کہا ... مین آیا ...

راہ خدا مین جان نثار ہوگیا جب یہہ خبر وحشت اثر لشکر اسلام مین پہونچی سب نعرہ مار کر بیقرار ہوئے
اور جان بکف ہوکے زندگی سی ہاتھہ دہو کر لشکر کفار سی بہڑ گئے حمایت الہی سی قریب عصر کے فتحیاب ہوئے اور
اوس جوان با ایمان کو بدل و جان ڈہونڈہنی لگی ناگاہ ایک مقام پر دیکہا تو زخمون سی چور ہی رشک عالم اوسکی
نورانی چہرہ کی نور سی معمور ہے چہرہ نورانی کی چمک سی آنکہین تلملاتی تہین اور اوسکی خون کی خوشبو مشک و عنبر
کو شرماتی تہی ہمراہیون نے اوسکا اکرام تمام اوسکو کفنا دفنا دیا بعد اوسکی والدہ نے اوسکو خواب مین دیکہا کہ تخت
بہشت پر کمال جاہ و حشم سی جلوہ فرما ہے پوچہا کہ سب مقصد دل کی تیری پوری ہوئی کہا کہ ہان جب زخمون سی چور
ہوکر گہوڑے سی گرا تو حورون کی ہی گود مین گرا حکایت نقل ہے سلمان پارسی رضی اللہ عنہ سے کہ ایکمرتبہ وسطی بازار
انبیا علیہم السلام کی بیت المقدس کو جاتا تہا ناگاہ ایک لڑکی راہ مین ملی بولی ای شیخ کہان جاتی ہو مین نے کہا
بیت المقدس کو جاتا ہون کہا آؤ مصافحہ کرو اور آنکہین بند کرلو مین مصافحہ کرکے بعد لمحہ کی آنکہین
کہولین دیکہون تو بیت المقدس مین موجود ہون یہہ ماجرا دیکہکر متحیر ہوگیا دو تین درہم اکل حلال کے میرے
پاس تہے اوسکو دینی لگا اور معذرت کرنے وہ مسکرا کر کہنے لگی کہ مجکو حاجت نہین ہی ناگاہ تو اوسکی دونون
ہاتہہ درہم و دینار سرخ مین ہوگیا اللہ پر بہروسا نہ تہا جو گہر سی خرچ لیکر نکلے حکایت نقل ہے حضرت شبلی
کے چہوٹے بہائی سی کہ لڑکپن مین کسی امیر کی مکتب مین پڑہتا تہا اور احمد بن اسکاف کا لڑکا بہی پڑہتا تہا اتفاقاً اسکی
لڑکے اور امیر کے لڑکے سی نہایت موافقت ہوگئی اسکاف کا لڑکا اوسپر ایسا فریفتہ تہا کہ بے دیکہی امیرزادہ کے
ایک گہڑی چین نہ تہا ناگاہ ایک روز امیر حسب الاتفاق مکتب مین آیا اور سب لڑکون کا حال دریافت کیا اسکاف کے
لڑکے کو غریب جانکر اوٹہا دینی کا حکم دیا کہ اسکی صحبت سی امیرزادہ کو ضرر ہوگی معلم نے مجبور ہوکر اوٹہا دیا چند روز کے بعد سنا
کہ اسکاف کا لڑکا بیمار ہے اسوجہی کہ رات دن آتش فراق امیرزادی سی جلتا بہنتا تہا اور زار زار روتا تہا آخر کار
بیمار ہوگیا جب امیرزادہ کو خبر ہوئی اوسنی آدمی بہیجا اور پوچہا کہ کیا حال ہے اور کس مرض مین گرفتار ہی ملازم گیا اور
سلام پہونچایا اوس نے لکہا جواب دیا کہ تمہاری محبت کا گرفتار غم ہجر سی بیمار ہی گویا دم کا مہمان ہے جسم
اور جان تن مین ملازم آیا اور کہا کہ ... اللہ حکمۃ ... آدمی کہا کہ جلد جا اور اوس کی والدہ سی کہدی کہ اگر دل مجہی مائل ہے تو تمہاری
... ملازم گیا اور پیام پہونچا ... توقف کرو ... امیرزادہ کو جلد پہنچا

ساعت کے لازم اسیر آیا اور طباق وسکا لڑکا میں رکھا اور طباق آمیر اوس کے آگے لیگیا اور اوس سے
باجرا کہا اوس نے وہاں جاکر دیکھا تو دل کھٹا پایا دیکھی بچی سکا بہی ل تعجب کیا خادم سے کہا جلد جا اور اوس
وادہ کی خبر لا خادم فوراً گیا اور اوس شاہزادہ کی خبر لایا کہ ان کی تسلیم ہو گیا **حکایت** نقل ہے بادشاہ
لقب اتابک سنکی تھی ایک لڑکی وسکی نہایت حسینہ اور جمیلہ تھی کیا کہنا اور جمالات دنیا بھی وسکو نظر
آگئی اور آدمی کی صورت سے بیزار ہو گئی حتیٰ کہ مجنون مشہور ہوئی آخرکار بادشاہ کو بھی خبر ہوئی از بس بیقرار ہوا گیا
اور ہر طرف سے طبیب بلائے اور معالجہ شروع کیا کسی سے معالجہ نہی ہو سکا تب تنگ آکر حکم دیا کہ جو اوس کو اچھا
کریگا اوسکے ساتھ اسکا عقد نکاح کیا جائیگا یہ حال سنکر ایک جوان حج ہوا گیا کوئی بیمار دو جہاں وصل
کوئی گرفتار شوق وصول ملک وہاں الغرض ہر ایک بلباس طبیب اوس کے پاس آیا اور تمام عالم گرفتار
اوس مرض عالمگیر نے اپنی مرض کے دوا اوس کے عشق و محبوبہ کو پایا ایک بوسہ جھک کے لیا لگا کون [illegible] تمام
گفتنا تھا کوئی حرکات منجنون سیاں کرتا تھا آخرکار نوبت بجوب [illegible] الم [illegible] اوفاقہ ہوا جب بادشاہ
غیرت کہا کر غضب میں آکر اسکا قتل کیا [illegible] وہاں وس [illegible] کمال سے کوئی باز آیا
جو خبر پاتا تھا اگر معالجہ کرتا تھا [illegible] مارا جاتا تھا [illegible]
[illegible] ناگاہ [illegible] کیا [illegible] جہان جان
جانا تھی [illegible] کرتا اور [illegible] کو ملاسی [illegible] چنانچہ [illegible]
[illegible] اور [illegible] کہا [illegible] ایک اوسکی
علاج لا [illegible] اور [illegible] انسان [illegible] پردہ [illegible]
اور جنگل میں [illegible] اللہ [illegible]
شروع کی [illegible] آئی کہا [illegible] اوس [illegible] کہا
پیری [illegible] اوسی [illegible]
[illegible] حال [illegible] کیا اور اگر [illegible] دیا اور دنیا
والوں کی [illegible] باتی اور اس [illegible] کے باتھ [illegible] بتا

تا نپیرم از خود و از خلق پاک ٭ بر نیاید جان پاک از خلق پاک ٭ پھر چہ عمیر شورش لوائگی است ٭ اندرین رہ کہ در
دیوانگی است ٭ پھر مجھے سورہ آل عمران تک پڑھوایا پھر یہی کہا کہ عورت ہو کر مجکو اس لڑکپن کے حال میں رہنا
زیبا نہیں کپڑی پہنکر اپنی باپ کے پاس چل کہ ہمارا تیرا عقد ہو جاوے بولی مجکو ہرگز رغبت نہیں ہے ٭ ہر کا اندر
عشق پایندگی ٭ کفر باشد پیش او در بندگی ٭ لشکر درستانہ خوش آمدم ٭ تا بایجان چنین مہمان آمدم ٭ کہا تو
عورت ہے یہ ہم کا کام [illegible] درست نہیں ہے پھر [illegible] ہو کر زیارت بیت اللہ کو چلنے لگی کہ ہر سال [illegible] کہوں کا دو میں جا کر
ہیں اور حج کرتے تھیں تب تو جناب الٰہی میں [illegible] عرض کرنے لگی کہ ای مالک [illegible] تو نے اپنے فضل و کرم سے مجھے محبت
کا مزہ چکھایا اور سب دنیا اور لذات دنیا سے چھڑایا در اپنا گھر کہ ہزاروں آدمی اوسکی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں
اجتک مجکو نہ دکھایا یا تو نے مجکو کیا خطا دیکھا جو اپنی [illegible] سے محروم رکھا پھر یکایک جوش محبت الٰہی میں بہر
گئے دریا سی آگ لگ گئی اور ایکطرف کو کمال تشنگی سے چلی جاتی تھی اور اوسکی سانس [illegible] ہوا ناگاہ ایک مقام شاداب پر پہنچی کہ ہر
طرف اوسکی نہر جاری ہیں اور باغ بہاری آگے چلکے کیا دیکھتا ہوں کہ وہ طواف کعبہ میں مصروف ہو رہی ہے
او خوشی سی پھولی نہیں سمائی بولی ای شیخ جسکی جان میں محبت خدا کی رچ گئی وہ خودی سے گذر گئی رضا کی
خاص لعلوں میں ہو گئی اسکو زیارت کعبہ کے آنیکو [illegible] اور راحلہ وغیرہ کی حاجت نہیں سوائے اس سے عقل کی
عطار کا گہ شد ازو طلبہ ها [illegible] نذری محو کہ گر شاید دل [illegible] جان [illegible] ساز و ترکی تاز
بلکہ خالص [illegible] کی [illegible] کعبہ اپنے مقام سے اوٹھ [illegible] آتی ہے حکایت نقل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
آپ سے [illegible] امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ [illegible] کہا اور ارشاد کیا کہ فلانی ایام فلانے
شہر فلان محلہ میں فلان نام [illegible] پیدا ہوگا [illegible] معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اور
اپنی وقت [illegible] اس حکم کی تعمیل کیا [illegible] امام کو پہنچایا جس [illegible] کو پہنچایا [illegible] اوس کی [illegible]
[illegible] خدا رسی [illegible] بخوبی روشن ہے ٭ باب پندرہواں غلاموں
اور لونڈیوں کی عبادت اور خدا آگاہی میں ٭ حکایت نقل ہے کہ ایک بار حضرت
ابراہیم علیہ السلام [illegible] گرمی میں بطریق سیر جنگل میں پہنچے اتفاقاً [illegible] کمال تشنگی سے بیقرار ہوگئے
ہر چند پانی تلاش کیا کہیں میسر نہ آیا ناگاہ ایک حبشی بکری چراتا نظر آیا اوس سے سلام علیک کے [illegible] کہا [illegible]

[illegible marginal note]

علیک السلام یا خلیل الرحمان پھر حضرت نے بہت تعجب کیا کہ اس انجان نے میرا نام کیونکر جانا بعدہ فرمایا کہ
مجھکو شدت پیاس سے تھوڑا سا دودھ پلا کہ پیاس بجھی بولا آپکو شہد پلاؤں یا دودھ لاؤں فرمایا یہاں آپکو
کہاں دودھ ہی غنیمت ہے اوسنے پہاڑ پر لاٹھی ماری ناگاہ ایک چشمہ آب شیرین کا جاری ہو گیا کہ شہد سے میٹھا اور
دودھ سے سفید اور برف سے سرد تر تھا آپنے خوب سیر ہو کر پیا اور کمال تعجب سے قدرت الہی کا تماشا دیکھتے تھے
کبھی اوسکا منہ تکتے کبھی آسمان کی طرف دیکھتے جب جلیل آپکے تعجب سے متعجب ہو کر کہنے لگا ای خلیل بعد قدرت اللہ
میں کیا تعجب کرتے ہو ابھی اس پہاڑ کو اشارہ کروں کہ تو اپنے مقام سے الگ جا اسیوقت ہو جاوے پھر آپنے نگاہ کیا
دیکھا تو حقیقت میں پہاڑ اپنی مقام سے الگ ہوا اس معلق ہے اس پر حضرت خلیل قدرت جلیل سے زیادہ تر حیرت میں
ہوگئے کہ اسقدر کبیر اس ادنی درجہ کے آدمی کو یہ جلال درجہ حاصل ہے پھر حمد و ثنای جناب باری میں محو ہو گئی اس جگہ تک حضرت
جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا ای ابراہیم کیوں اسقدر سوچ بچار میں ہو گو یہ غلام حبشی بظاہر خوار ہے مگر
مرتبہ اسکا عند اللہ بہت ہے اور تمہارے کہ جو دعا کرے رب العزت اوسکی دعا کمال مرتبہ اور وجاہت سے اسیوقت قبول فرمائے
اور ذرا توقف روا نہ رکھے حکایت نقل ہے کہ ایک امیر [illegible] حق پرست غلام مول لیتا تھا ایک غلام کو
پسند کیا اوسے پوچھا کہ تو ہمارے پاس رہیگا اوسنے کہا غلام کو کیا عذر ہے کہا تیرا نام کیا ہے بولا جس نام
سے پکارو کہا کیا کھاتا ہے بولا جو کھلاؤ پھر بہت خوش ہو کر اوس غلام کو خرید لائے غلام نے عرض کیا دن بھر جو کام چاہئے
سو لیجیے مگر رات کو معاف کیجیے کہ رات کو [illegible] آپکا کچھ کام نہ ہو سکیگا مالک نے کہا بہتر پھر تمام دن کام کاج
آقا میں مصروف رہتا اور بعد نماز عشا کی [illegible] کہاں غائب ہو جاتا اسیطور سے کچھ عرصہ گذرا اتفاقا ایک
روز آقا کے جی میں آیا دریافت کیا چاہیے کہ یہ غلام [illegible] پھر کہاں غائب رہتا ہے اور کس دھن میں گرفتار ہے
سب جگہ ڈھونڈا کہیں پتا نہ پایا ناگاہ دیکھا ایک [illegible] مکان روشنی سے روشن ہے متعجب ہو کر پاس
جا کر دیکھا تو ایک قندیل نور کی روشن ہے اور [illegible] سارا مکان نور سے معمور ہے اور غلام عبادت الہی میں
مشغول ہے جب نماز سے فارغ ہوا گڑگڑا کر زار زار روتا [illegible] کہ الہی [illegible] خالق ای کریم ای رحیم ساری رات گذر گئی
سب با مراد وصل اپنی مراد پا گئے دنیا والوں نے دنیا کی مراد حاصل کی اور [illegible] والوں نے نعمت آخرت کی لذت
اوٹھائی اس غلام طالب دولت دیدار خود [illegible] دولت [illegible] میں [illegible] بندہ نوازی سے مراد دل کو پہنچا

آقا یہ حال دیکھتے ہی بیتاب ہوا اوس کی پیروں پر گر پڑا اور معذرت کرنے لگا غلام مولی کا یہ حال دیکھکر جناب
باری میں زاری کی کہ خداوندا تیرا ایک بندہ راضی ہوا پر تجھ سے کوئی دولت نہ تھا اب سبب پر آسکا
ہوگا پس اب کچھ لطف زندگی او دنیا کا باقی نہ رہا جلد ہستی کی چہرا اور اپنی جان دی حافظ رہ نے کہا
مدار خدایا کہ در حریم وصال ۔ رقیب محرم و حرمان نصیب من باشد ۔ بیان شوق چہ حاجت کہ حال آتش دل
توان شناخت ز سوزی کہ در سخن باشد ۔ پس آقا بہت رحمت کرکے اور آقا وہیں معذرت کرتے قدم چومتے
رہے حکایت نقل ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام بدن کالا اور دل روشن رکھتے تھے ایک [illegible]
فرمایا ہیں ۔ شنیدم کہ لقمان سیہ فام بود ۔ نہ تن پرور و نازک اندام بود ۔ اور خدا پرستی میں خودی
سے گذر گئی تھی واللہ اعلم کس حکمت او مصلحت سے کسی کی غلامی اختیار کی تھی پھر آقا نے کسان کے ہاتھ بیچ ڈالا
دن بھر آقا کے کام میں حاضر رہتی بعد نماز عشا کے آقا کو [illegible] خاطر یاد خدا میں مشغول ہوتے بعد آدھی
رات کے آقا کو جگاتے کہ ای آقا بہشت عدن کا [illegible] جنت کس طرح [illegible] آراستہ ہو رہی ہے اور
دوزخ کی آگ بھڑک رہی ہے اور عنایت الہی [illegible] بندگان کی انتظار کر رہی ہے کہ جو کوئی گریہ وزاری جناب
باری میں کرے اوسکو طوفان عصیان سے نجات دیں کوئی عذاب دوزخ سے [illegible] او جنت کے میوے [illegible] کیونکہ
غفلت میں پڑا ہے آقا نے کہا ای غلام اللہ غفور رحیم ہے سب بندگی اور بے بندگی والوں کو بخشتا ہے لاچار ہو کر حضرت
لقمان علیہ السلام چپ ہو رہتے اور پھر عبادت الہی میں مصروف ہوتے پھر خیال نیک چلا آقا کو جاکر جگاتے وہ پڑا
جیسا سوا کرتا اور [illegible] غفلت میں آکر کہتا کہ صبح ہو جاتے تب نماز صبح سے [illegible] پھر اوسکو جگاتے
کر صبح ہو گئے سب جاگو یاد الہی میں مشغول [illegible] اسی طرح [illegible] گذری ایکبار آقا نے جو بونیکو دئے حضرت لقمان
نے جو کو چنے سے بدل کر کھیت میں بو دیا بعد چند روز کے اتفاقا ایکمرتبہ آقا ہمراہ لقمان کی کھیت گیا دیکھا تو
چنا جما کہا ای لقمان میں نے جو بوئے تھے چنا کہاں سے جما لقمان نے کہا کیا اللہ کریم قادر نہیں جو جو کو چنا
کرے وہ بولا بلاشک اللہ کریم ہے مگر چنا بونے سے جو نہیں جمتی کہا ای آقا ایسا ہی اپنا حال قیاس کر جب تو غفلت کے
نیند میں سووےگا جنت کے نعمت کا مزا کیونکر پاوےگا اور علی درجے کو نہ پہونچیگا حکایت نقل ہے کہ ایکمرتبہ
ایک حق پرست لونڈی خریدنے بازار کو گئے دیکھا کہ ایک چھوکری بدشکل بہت ارزان ہے اور کوئی اوسکا خریدار

نہیں اونکی پاس گئے اور کہا تو ہماری پاس رہنی کو راضی ہے اسنی ہنس دیا اور کچھ جواب نہ دیا خرید لے کی جی
مین کہا یہہ چھوکری کچھ باؤلی سی ہے وہ بولی مین تو باولی نہین ہون مگر محبت الہی مین پھرا باولا ہے یہہ حیرت کی
بیٹہی کہ الہی یہہ جی کی بات بتانا اسکو کسی بتایا ہے سبحان اللہ اسکے پاس اچہلنی پر اچلنا ہی کہ جی کی بات بتانے والا
او سیکھانے والا اسوا رازدان حقیقی کے کوئی اور بہی ہے جو متعجب ہوئے پہر بہت خوش ہوکے اوسکو خرید کر گہر لائے
کہ یہہ تو عجب نعمت غیر مترقبہ ہاتھ لگی پہر وہ بولی ای آقا کچھ قرآن مجید پڑہو کہ بلا شک کلام الہی مردہ دلونکو زندہ
دل کرتا ہے اور سیاہی دل کو روشنائی سی بدل دیتا ہی اور روشن دلونکو زیادہ جلا دیتا ہی پہر آقا نے بسم اللہ
شروع کی بس بسم اللہ کے پڑہتی ہی چیخ ماری کہ ایسی بیہوش ہوگئی گویا کہ مرگئی جب کچھ افاقہ ہوا کہا ای آقا سبحان
اللہ کیا پیارا نام ہے اللہ پیارے کا کہ سنتی ہی جان ہاتہ سی جاتا ہے اللہ اللہ لذت گفتار تو اس درجہ ہے کہ
مرے جی کو جلاتی ہے کیفیت دیدار واللہ اعلم کس درجہ ہوگی اور کیا کیفیت کہاں ہوگی الہی ای خداوند
دولت دیدار خوشگوار بہی مین عطا ہے عنایت کر چون آب رو لالہ و گل حسن فیض تست ای ابر لطف
برمن خاک کی بیار ہیچ چون گیاہ نبات جا بہو تو زندہ انم ای آفتاب سایہ زمن برمدار جب رات ہوگئی تو آقا
نے کہا اپنا بستر لا اور ہمارا بچھونا بچھا بولی ای آقا راحت جنت عدن ہی اور آرام باغ ارم مین بنا مقام
متصلا و محبت ہے نہ جای آسایش فرصت موت سر پر کہڑی ہے زندگی بہی گہڑی دو گہڑی ہے یہان قیام مبارک فرائض
سے گہڑی ساعت مین اس عالم اسباب سے اوٹہانا ہی اور اوٹہنی والی مکان سے جی پہلی اوٹہتا ہی ور سامان
پیچھی جو سو یا سو کہو یا قبر مین خرچ اب نیند بہر تا قیامت سونا ہی بہت سے لگے ہین یہہ نظرون مین محل ہو
کے اب چلی آتے ہین دن گور مین چل ہوئے ہو آقا نے کہا تہوڑا بہت سونا تو بہت ضروریات سے ہے بولی
ای آقا محل انصاف اور جای غور ہے کہ جسکا مالک جاگی وہ کیونکر پاؤن پہیلا کے سووے جو آقا ہر دم ناظر ہو اوسکا
غلام کیسی غیر حاضر ہو طالب مولی کہین سوتے ہین عمر عزیز کو خواب خرگوش مین مفت کہوتے ہین عشاق کو
نیند حرام اور جاگنا حلال ہے اگرچہ غلبہ نیند سی حلال ہون مگر خدا سے ایک دم جدا نہون چنانچہ مولانا فرماتے
ہین شعر رازدان قدرت با انوار خدا … ہم پیوستہ … از ہم جدا ایکبار تجہکو بی نیند نے بہت تنگ
کیا مینے کہا ایسی جینی کو سلام ہے جو رات بہر سووے اور دن بہر کہاوے حکایت نقل ہے کہ عبد اللہ بن مبارک

نے ایک غلام کو مکاتب کیا فرمایا اسقدر مدت مین ہر روز ایک درہم ادا کر بعد پورے ہوئے مدت مذکور کے
تو آزاد ہے چنانچہ غلام حسب الحکم آقا کے جمعہ کو ایک درہم لا دیتا تہا چند عرصہ کے بعد کسی نے عبد اللہ بن مبارک سے
کہا کہ یہہ غلام مُردون کی کفن چُرا کر بیچتا ہے اور تمہین بھی ہر روز ایک درہم دیتا ہے اگر کچھ شک ہو تو اپنی
آنکہہ سے دیکہہ لو اونکو نہایت رنج ہوا کہا استغفر اللہ کس بلا مین مبتلا ہوا ایسی درہم سے ہم باز آئی پہر مجبور ہوکر
چپکے سے اونکے غلام کے پیچہے ہوگئے وہ سیدہا قبرستان کو گیا وہان ایک قبر سی تہی کہولکر اوس مین گہس گیا تب
مجہکو یقین کامل ہوگیا کہ یہہ بیشک کفن چور ہے جب اوسکو عرصہ ہوا مین پاس جاکر دیکہا کیا دیکہتا ہون کہ ایک
بڑا عمیق غار ہے اور اوس مین ایک محراب ہے غلام وہان پوشاک نفیس پہنے یاد الہی مین بیٹہا ہے جب فارغ ہوا تو سجدہ
مین سر رکہکر زار زار رونے لگا اور بہت عاجزی سے گڑگڑا کر عرض کرنے لگا کہ یا رب خدایا دن کو حاضر کی صحبت
نہین پاتا معاف فرمانا اب صبح ہوئی آقا درہم مانگیگا سوای تیری مجہکو کون اس غم سے چہڑانیوالا ہے ناگاہ
آسمان سے ایک نور آیا اور اوس مین سے ایک درہم اوسکے پاس آگیا لیکر اوس غار کو مٹی سے بند کرکے بصورت قبر بنادیا اور
چلنے کا قصد کیا کہ عبد اللہ بن مبارک یہہ حال دیکہکے بیتابی سے تاب نلاسکے دوڑکر لپٹ گئے اور ہاتہہ پاؤن اوسکے چومنے
لگے غلام نے جب یہہ ماجرا دیکہا جناب باری مین کمال گریہ وزاری کی کہ خداوندا اتنک یہہ راز چہپا تہا اور اب آشکارا
ہوگیا اب لطف زندگی وبندگی نرہا ای خدا برای خدا مجہکو دنیا سے اوٹہا اور اپنی پاس بلا حافظ از در
خویش خدا را بہ بہشتم مفرست کہ سر کوی تو از کون و مکان ما را بس نیست ما را بجز از وصل تو در سر ہوسی یار این تجارت
زمتاع دو جہان ما را بس یہہ کہتے ہی جان بحق تسلیم ہوگیا عبد اللہ وہین بیٹہے معذرت کرتے رہے جب آگاہ ہوئے تو بہت
زار زار روئے کہ افسوس اس دولت سے بیگانہ رہا اور ہم پہچان کی حقیقت سے اجتک نا واقف تہا آج واقف ہوا تو دست تاسف
ملا اور اوسکو اوسکی ہی کپڑون مین کفنا دفنا دیا اور یہہ قصہ وہ جناب سے نقل کیا پہر اوسی رات کو عبد اللہ بن
مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے دیکہا کہ براق پر سوار
ہین اور فرماتی ہین ای عبد اللہ ہمارے ولی اللہ کو تو نہین کپڑون مین کفنایا دفنایا حکایت نقل ہے کہ حضرت
رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا ابتدا مین کسی کی باندی تہین ہماری اوسکی تابعداری مین حاضر رہتین رات کو آقا کو سلا کر
علیحدہ مکان مین جاکر تمام رات عبادت الہی مین مشغول رہتین ایسے طور عرصہ دراز گذرا کر دن کو روزہ رکہتی تہین

[illegible]

اور رات کو عبادت کرتی تھی ایک مرتبہ اتفاقاً آقا نے بیدار ہو کر رابعہ کو نہ پایا تو تعجب سے گرد ڈھونڈھنے لگا ناگاہ ایک
خالی مکان سے آواز آئی دیکھا تو رابعہ سجدہ میں پڑی زار زار روتی ہے گڑگڑاتی ہے کہ خداوندا تو خوب جانتا ہے جیسا
تیری لونڈی کا جی تیری بندگی کو چاہتا ہے مگر کیا کروں تو نے آقا کی قید میں دیا ہے انکو اسکی خدمت کے
بعد تیری یاد کا وقت ملتا ہے جب جان ہے حاضر ہوں جو کچھ بندگی بن آتی ہے کرتی ہوں اور حق بندگی بجا لاتی ہوں
اگرچہ ایسی بندگی و پیراگندگی سراپا شرمندگی ہے ہرگز قابل قبول نہیں مگر یہاں تو سب قابل ہے بیچ جس سے قبول
فرماتا ہے بیت کالائی کہ ہیچ خلقش ننگرید ہ از خلافت آن کریم آن خرید ہ ہیچ قلبی پیش او مردود نیست
زانکہ قصدش از خریدن سود نیست ہ مولی نے اگر تو کسی اپنی تابعدار کا تابعدار نکرتا تو تجھ سی پیارے مہربان
مہربان کو چھوڑ کر کیوں کسی کا تابعدار کرتی اور آل رزق بھی یہیں کرتی ہے اسے سنا آرزو ونیاز کے
سجدہ دیکھ کر آقا کے ہوش اڑ گئے اور ہیبت الہی جی میں سما گئی جیسا جناب مولانا ارشاد فرماتی ہیں
ہر کہ ترسید از حق و تقوی گزید ہ ترسد از وی جن و انس و ہر کہ دید ہ چلے سی گر لیٹا اور تمام رات چین نہ پڑا
صبح کو رابعہ کو بلا کر بخوشی تمام آزاد کر دیا تو خوشی سی پھول گئی اور سب کہہ دیا کہ پھول گئی آقا کے گھر میں
حضرت عالی سی ہو کر چلی گئیں پھر یا ہر سفر اٹھایا خراب ہے اسکا نہیں ہٹنا اختیار کیا اور یاد خدا میں مشغول
ہوئیں اور جوش محبت الٰہی میں گرتا یا اور ملتی نہیں ایک شب بازار سی ایک داعی سی ایک پر شتہ محبت الٰہی کی
دیکھ کر کسی نے کہا اسقدر کیوں روتے ہو جان بلب ہوا اور ایک گھڑی آرام نہیں لیتیں کہ اللہ غفور و رحیم ہے اسقدر دکھ
اٹھانے کو نہیں فرمایا جیسا ارشاد ہوا لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا یعنی بار حکم الٰہی وسع کی طاقت سے زیادہ
ہرگز نہیں ہے کہا یہ سچ ہے مگر میرا مطلب کچھ اور ہے قیامت کے دن اعمالنامہ ہر امت کے اپنی اپنی نبی کے آگے
مجمع انبیا علیہ السلام میں کہولے جائینگے میرا اعمالنامہ جب اعمال سے مالا مال ہو گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو اس مجمع میں کمال جاہ و جلال حاصل ہوگا کہ اللہ اکبر یہ ایک لونڈی امت محمدیہ کی اس قدر خوبی اعمال رکھتی
ہے تو اوروں کا کیا حال ہوگا اسکا شکر کہ کسی جا اعلی درجہ ہونگی بعد اسکی خچر پر سوار ہو کر حج کو چلیں ناگاہ
راہ میں خچر مر گیا قافلہ والوں نے کہا ہم کچھ بندوبست کر دیں ہم تم کو خچر پر سوار کر لینگے اور سب اسباب اتار کر لے لینگے کہا تم
سب جاؤ میں کسی پر بار نہیں ہونگی مگر یہ تم کچھ فکر نکرو لاچار ہو کر قافلہ روانہ ہو گیا رابعہ تنہا رہ گئیں اور گڑگڑا کر عرض کی

کہا کہ اے مالک تیرے تو نے اپنی لونڈی کو اپنے گھر کی زیارت کو بلایا راہ میں بچہ مر گیا سب سامان سفر راہ میں پڑا ہے اور تیری لونڈی زار زار ہے پس تیری لونڈی کو اب کہاں کسی کی کہلاؤ گی یا اسکی خوشامد کرو گی کیا تو میرا حال پریشان آگاہ نہیں ہے ناگاہ قدرت خدا سے وہ بچہ زندہ ہو گیا اور سوار ہو کر جہت قافلہ میں جا داخل ہوا میں تمام قافلہ والے یہ حال دیکھکر حیران ہو گئے اور وہ بچہ ایسا خوش نما ہو گیا کہ بعد عرصہ دراز ابتک بہشت معقول ہے حکایت نقل ہے کہ ایک ضعیف آدمی کسی شہر کی گلی کوچہ میں پہنچے اتفاقاً پیاس سے بیتاب ہو ایک مکان پر گئے اور پانی مانگا اندر سے ایک لڑکی آب سرد لا کر کہا آپ نے ان کو پانی پلایا تمہاری بزرگی سے بیعت کی ہے مستی لوگ کو نکو پہچانتے ہیں حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ بہ غرض وضو کنارہ نہر گئے جب فارغ ہو کر اوپر دیکھیں تو کناری پر ایک لڑکی ایستادہ ہے بغرض امتحان اسکی عقل سے دریافت کر نیکو پوچھا تو کون ہے بولی ای ذوالنون جبتک تم پاس نہیں ہو تم کو مجنون تصور کیا تھا جب پاس آئی تو عالم جانا بعد اسکی عارف سمجھا اب معلوم ہوا کہ تم مجنون ہو تو عالم نہ عارف کہا کیونکر بولی اگر مجنون ہوتے تو طہارت نکرتے اور جو عالم ہوتے تو غیر محرم عورت پر نظر نکرتے اور جو عارف ہوتے تو سوا احد کے کسی طرف نظر نکرتے حکایت نقل ہے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پہاڑ پر ایک لڑکی میں عجب حالت دیکھی کہ ایک حبشی جس وقت چپکی کچھ پڑھنے لگی تو چہرہ اسکا آفتاب سا روشن ہو جاتا جب چپ ہو جاتا تو بدستور اپنی حالت اصلی پر آ جاتا پس حضرت متعجب ہو کر پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہا جس وقت کہ ذکر اسکی برکت سے ہمہ تن نور سے معمور ہو جاتا ہوں جب چپ ہو جاتا ہوں پھر حالت اصلی پر آ جاتا ہوں یعنی کہا سبحان اللہ ذکر اللہ کیا لطف باد صبا رکھتا ہے کہ غنچہ دلکو گل سا کہلا دیتا ہے اور تمام دل و دماغ کو معطر کر دیتا ہے یا آب حیات ہے کہ تن کو بال بال آفتاب سا چمکا دیتا ہے حکایت نقل ہے کہ یوسف بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہیں ایک مرتبہ مصر میں قبرستان کی طرف گذرا ناگاہ ایک غلام حبشی مقید دیکھا میرا نام لیکر سلام علیک کی اور اپنے پاس بلایا میں حیران ہو گیا کہ الہی میرا نام و نشان اسکو کیونکر معلوم ہوا میں نے اسکی حقیقت پوچھی پھر کہا اے یوسف اس نے اپنی اوقات خاص میں ایسا خوار رہا تھا حیوان کی طرح جانب و درگاہ میں عرض کی کہ محبت کی بدولت گھر بار سب چھوٹ گئے مگر قید کی لذت جو اسکی بات ہے تو نے ایسی قید کیا ہے جو رہائی نہیں چاہتا

ہر کرا وقت گشت با اسرار حق او پاسر مخلوقات چہ او دیں اوست

ہوا ور سب کے قیدی کی قید مین مقید کرکے ذلیل و خوار کیا اور صاحب عظمت و جلال کی قسم ہے کہ اگر سارے
آسمان طوق گردن ہوجاوین اور سات طبق زمین کے پیر کی بیڑی بنجاوین تب بھی نہ چھوڑونگا تیری محبت
سے موںہہ نہ موڑونگا تیر تیری محبت کا جی جان کے پار ہوگیا ابیات کب تیر نگاہ کی آسان نکلتی
ہین ٭ جس دلمین کہ دہستی ہین کے جان نکلتی ہین ٭٭ اشک ٹپکنے لگی سوان سی عاشق کی حذر کرنا ٭ ایسی ہی
تنوروں سی طوفان نکلتی ہین ٭٭ اپنی بندی پہ جو تم چاہو سو بیداد کرو ٭٭ پر کہین جیمین نہ آجای کہ آزاد کرو

باب سولہوان حاجتمندونکی حاجت چاہنی اور اہل اللہ کی حاجت روا کرنیمین

حکایت نقل ہے کہ ایکمرتبہ کسی سایل نے بجناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوال کیا کہ
عیالدار ہون اور شدت بہوک سی بہت بیتاب ہون کچہہ سرکار والا سے عنایت ہو تو بال بچون مین
لیجاکر کہاؤن کہلاؤن اور پیٹ کے آگ اس پانی سی بجہاؤن کہ آنحضرت نے گہر مین دریافت فرمایا
تو اتفاقاً اوسوقت کچہہ موجود نہ تہا فرمایا اسوقت کچہہ نہین ہے پہر آنا اوسنی عرض کیا یا رسول اللہ اس
در دولت سی کیونکر محروم جاؤن کہ بال بچی سب منتظر ہونگی کہ سرکار جناب رسول اللہ سی کچہہ لاتا ہوگا
پہر گہر مین تلاش کرایا ناگاہ ایک حبہ یعنی ٹکڑا چاندیکا ملا آنحضرت نی ارشاد کیا کہ تیری مقسوم سے
اسوقت یہی موجود ہے سایل بہت خوش و خرم ہوکے کمال تعظیم و تکریم سے اوسکو لیگیا اور سب گہر والونسی
یہہ ماجرا کہا وہ سنکی زار زار رونے لگے اور اپنی نفس پر لعنت ملامت کرنے لگی کہ اللہ اکبر جب شہنشاہ اعظم
شہنشاہ معظم کا یہہ معاملہ ہی تو اوروں کی کیا اصل ہے فی الواقع دنیا و معاملات دنیا خواب و خیال و سراب
وبال ہی پہر سب گہر والے اوسوقت بطعام اسی کلام کے حسب حکم خالق انام الا بذکر اللہ تطمئن القلوب
شکم سیر ہوگئے پہر جب شدت بہوک سی جان بلب ہوئے تو اوس حبہ کو از روے برکت و تعظیم کے سب چوسنے اور پہر
آنکہوںسی لگانے کبہی منہ مین رکہتی کبہی منہ مین رکہتی ہی اسقدر شہد خالص ردود ہ مزیدار اوس نکلا کہ جی جان
کو شکرستان کردیا اور بالکل بہوک کو مٹا دیا الغرض اسیطور باری باری سب منہ مین رکہتی تہی فضل باری سے
شکم سیر ہوجاتے تہے اور حمد خدا اور نعت مصطفی سی دل و دماغ معطر و معنبر کرتے پہر اوسکو کمال اعزاز و اکرام سے
حریر کپڑیمین لپیٹ کر نہایت تکلف سی مقام مکلف مین رکہدیا کہ وقت حاجت کی حاجت رفع کرلین کچہہ عرصہ دن

وقت ضرورت کے کھول کر دیکھا تو ایک جواہر بے بہا تھا کہ اوسکی روشنی سے سارا گھر روشن ہو رہا ہے پھر
اوسکو بازار میں جاکر بیچا تو ساٹھ ہزار درہم کا بکا یہ سب برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی
حکایت نقل ہے کہ ایک شخص عیالدار بہت صابر وشاکر تھے اور بی بی اونکی سخت بد زبان و ناشکر
تھی اتفاقاً ایک مرتبہ دو تین روز کھانے کو کچھ میسر نہوا تو بھوک سے تنگ ہوکر خاوند کو نہایت تنگ کیا
اور بہت سخت سست کہا کہ بال بچے بھوکے مرتے ہیں اور آپ نکھٹو سے گھر میں بیٹھے ہیں جاؤ کچھ کماؤ اور بال
بچے نکو اس مصیبت سے چھڑاؤ کہا صبح کو مزدوروں میں جاکر مزدوری کرونگا اور کچھ لاؤنگا تب ہی آسکے
دیونگا بہرا خدا اسوقت صبر جیلا اور محلہ نہ جگا پھر صبح کو مجمع مزدوروں میں گئے خدا کی قدرت تھی
مزدور ورا ہی اپنی کام پر گئے اُنکی کسی نے بات بھی نہ پوچھی کہ تم کون ہو کہاں سے آئے لاچار ہوکر چلے آئے پھر جنگل
میں جاکر نماز عشا تک عبادت الٰہی میں مشغول رہے بعد اوسکے چپکے سے گھر میں جا پڑے اور دل میں کہا کل دن میں
خالی ہاتھ جاینگے تو واللہ اعلم عورت کیا طوفان مچاوے اور کس آفت میں ڈالی رات کو جاکر پڑ رہونگا صبح
کو پھر اوٹھ جاونگا اور کہونگا کہ مزدوری کر لاؤنگا جب عورت نیند سے چونکی کہا اب تک کہاں تھے اب ہی کیا
کما لائے کہا جسکے مزدور تھے ہے اوسنی کل کا وعدہ کیا ہے اور وہ بڑا رحیم کریم ہے عورت بہت بکی جھلائی کہ بال
بچے بیمار بھوکوں مرتے ہیں اور آپ وعدہ کہتے پھرتے ہیں پس انکو میں نالہ بیکار خواری آ صبح کو
پھر مزدوروں میں آدمی بیچ گئے شان خدا کی کہ سب مزدوروں کو لوگ مزدوری کیلئے لے گئے اُنکو کہاں جان کر چھوڑ گئے
مجبور ہوکر پھر جنگل میں اوسی مقام پر جاکر نماز عشا تک عبادت الٰہی میں مصروف رہے اور گریہ و زاری کرتے
رہے بعد نماز کے بڑی رات گئے چپکے سے گھر جا پڑے جب عورت جاگی پوچھی دو دن کی مزدوری لائے
بیچارے بہت گھبرائے کہا کل تینوں دنکی مزدوری دینے کا اقرار کیا ہے سنتے ہی آگ ہو گئی اور آپے سے نکل گئی
بولی اپنا بھلا چاہو تو صبح کو تینوں دن کی مزدوری لے آؤ ورنہ منہ نہ دکھاؤ پھر صبح کو تھیلی اونکی حوالہ کی کہ
تینوں دنکی مزدوری سمیٹ لانا جب اوس صابر وشاکر کی نظر اسباب عالم اسباب سے اوٹھ گئی اور مسبب حقیقی پر
جا پڑی اوسیوقت ارادہ دلی پوری ہوگئی صرف ظہور کی دیر ہو لی پھر سیدھے جنگل کو چلے گئے اور عبادت
الٰہی میں سرگرم رہے پھر بہت رات گئے آئے عورت کے ڈر سے تھیلی میں ریتا بھر لیا کہ بات اس حیلہ سے گذر جاوے گی

صبح کو چلی جاوینگی عورت کی آفت سی بچ جائینگے جبہی دروازہ مین پہونچی عورت کا ڈر ایسا غالب ہوا کہ
پہلے ڈالکر او لٹنی کا قصد کیا تہا کہ ناگاہ گہر مین سی بیچ شبوال کہ جی جان کو او دیا لیگی اور دل و دماغ کو معطر
کر گئے متحیر ہو گیا سکتے کا سا عالم جی جان پر چہا گیا کہ یکا یک عورت خوش ہوئی خوشی سی نکل آئی کہا یہہ کیا
معاملہ ہے وہ بولی اندر چلو اور اصل حقیقت سنو اور شکر الہی بجا لاؤ کہ بلا شک تم سچی تہی اور تمہارا مزدوری دینے والا
سچا ہے حقیقت حال یہہ ہے کہ مین بچونکی خوردونوش کے فکر مین بے ہوش بیٹہی تہی کہ ناگاہ کسی نے دروازہ پر دستک دی
مین گئی دیکہا تو ایک سوار سبز پوشاک پہنی ہوئی دروازہ پر کہڑا ہے مجہہ سی کہا یہہ تین دن کی مزدوری
اپنی خاوند کی لے اور اوس سی کہنا کہ جسقدر تو نی مزدوری کی اسیقدر پایا اگر زیادہ کرتا زیادہ پاتا اسیکو جو
دہمیان کا کہنا پہر طباق ہے اور یہہ چاہتا ہوں کہ اوس کے دام بلا حد خوشبو اور ٹری ہی بین وہ دیکہتی ہے زار زار
روتا تہا اور حمد و ثنا جناب احدیت جی جان کہو تا تہا چشمہ چشم سی اشکبا ری اور زبان سی شکر گذاری جناب
باری جاری تہی جیسا جناب لا نا ارشاد کرتی ہین ۵ اپنداای فضل تو حاجت روا ہہ با تو یاد ہیچکس نبود
روا ہہ افر نہیا پر تو باد ای خداوند نا گہان کردی مرا از غم جدا ای کینہ بخششت ملک جہان ہہ من چگویم
چونکہ پوشیدہ نہان ای مبدل کردہ خاکی را بزر خاک دیگر را بگردہ بوالبشر ای خاکی شورہ را تو نان
کنی وہ کہ نا مردہ را تو جان کنی بحر کو آبی بہر جو میدہ ہمچو سی ابر بہر و دوہ نہد کہ نخواہد گشتہ دریا
از کرم از کرم دریا نگردد بیش و کم عورت یہہ حال دیکہکر حیرت مین آ گئی اور پریشان حال ہو گئی کہ الہی یہہ
کیا معاملہ ہے کہ خوشحالی مین یہہ پریشان حالی ہو گئی پہر جب اوسکا غش سے ہوش مین آیا تب وہ اوس عورت کو
کہا کہ ای عورت نا شکر حقیقت یہہ ہے کہ تینون دن مینی کسی کی مزدوری نہین کی تمام دن و رات عبادت الہی
مین مشغول رہا رات کو اگر تیری خوف سی حیلہ کر دیتا سو اوس سچے مالک نی اپنی غلام کو سچا کر دیا اور
تیری اس دن کی آفت سے چہڑا دیا تہیلی مین تیری ڈر سے ریتا بہر لایا تہا اوسکو خالی کر لے اور ریتے
کو پہینکنا ہے جب ہی چاہا کہ تہیلی کو خالی کرے دیکہی تو وہ زر و جواہر سے لبریز ہے اور تمام گہر اوسکی روشنی سے
روشن ہو رہا ہے پہر تمام عمر شکر گذاری جناب باری مین گذاری حکایت نقل ہے کہ ایک سردار بصرہ کا ہمیشہ
ہمیشہ اوداس رہا ہو اس رہتا تہا اور غم و الم مین اپنی جان کہوتا تہا کسی نے کہا خیر ہے کیون رات دن

اور اوس ہی ہوا وعیش زندگی کو ناحق منغص کر لی ہو کہا کیا کہون کچھ کہنی کی بات نہین کہ اتفاقا نادانستہ ایک ولی اولیاء اللہ کی خدمت مین بے ادبی ہو گئی ڈرتا ہون کہ روز قیامت کے اوس مواخذہ مین گرفتار نہو جاون قصہ یون ہے کہ مین ایک مرتبہ زیارت بیت اللہ کو چلا سب دوست آشنا عزیز و اقربا پہنچانی آئے تھوڑی دور سے سب دوست سب کو لوٹا دیا مگر ایک مرید کہ میرے متوسلین مین سے تہا ہر چند اوسکو سمجھایا نمانا اور میرا پیچھا نچھوڑا آخر کار تنگ آ کر مینی جھڑک دیا کہ سبحان اللہ بیت اللہ کا جانا ایسا آسان جانا کہ پا پیادہ چلنی کو تیار ہو گیا میری ہمراہ نہ آ اور جس راہ سی تیرا جی چاہے چلا جا کہا اے آقا کیا خدا قادر نہین ہے کہ تمکو زاد و راحلہ سی پہنچا دے اور مجکو بے یار و مددگار رہنے دے تو شتہ پہنچا دے پھر مین اپنی راہ گیا اور وہ اپنی راہ گیا مگر راہ مین کہین نظر نہ آیا واللہ اعلم نظر سا کہان گم ہو گیا جب بفضل الٰہی مین مناسک حج سی بخوبی فارغ ہو گیا اور مدینہ منورہ کو چلا ناگاہ دیکھو تو وہ نظر آیا اور سلام علیک کرکے میرے پاس بیٹھ گیا مین نے حیرت مین ہو کر پوچھا کہ حج کر آیا بولا کہ ہان پھر مینے ظاہرا افتادہ راہ مینے دل لگی وس سے کہا کہ چٹھی سند حج کی بھی لی بولا کیسی چٹھی اور کس کام کی مین نے کہا کہ ایک چٹھی بیت اللہ مین غیب سی حج کرنے والی کو ملتی ہے کہ فلان بن فلان حج کو آیا اور حج اوسکا قبول ہوا پھر اوسی سند سی عذاب قبر او حشر سی نجات ہوتی ہے پہنشتی ہی دنا چلاتا بیت اللہ کو لوٹ گیا جب مین زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی فارغ ہو کر لوٹا ناگاہ دیکھا کہ زید آ گیا اور سلام علیک علیک السلام کر کے چٹھی میری آگی رکھدی دیکھون تو ایک نہایت عمدہ ریشمی کپڑے پر بخط سبز لکھا ہے کہ یہہ چٹھی ہی واسطی نجات زید کی عذاب قبر او حشر سے پھر مین بیہوش ہو گیا اور حواس جاتی رہے کہ الٰہی یہہ کیا معاملہ ہے جب کچھہ طبیعت کو قرار پکڑا اور ہوش بجا آئی تو پوچھی کہا حقیقت اسکی کیا ہے بیان کرو کہ کیونکر یہہ دولت عدیم المثال تمکو ملی کہا جب بیت اللہ مین پہونچا تو بالکل حاجیون سی خالی پایا تب مین گڑ گڑا کر زار زار رونا چلانا شروع کیا کہ ای مالک دو جہان کیا شغل ہوگا جو قابل قبول نہین جو سند مجکو نملی یا غم ہوگا کعبہ یا صاحب کعبہ کو لی آوے تو وہان جاؤن و سند لاؤن مجکو قسم ہے تیری عظمت او جلال کی کہ جبتک چٹھی نپاؤنگا کعبہ سی باہر نجاونگا اور رو رو کے یہین مر جاؤنگا ناگاہ غیب سے آواز آئی کہ امی زید یہہ نجات کی چٹھی لے اور جا اپنی راہ پھر یہہ چٹھی میری ہاتھ مین آ گئی لیکر چلا آیا تب تو مجکو کمال حیرت ہوئی کہ امید کہ پھر اس شخص کا بڑا اعمال تھی اور میری آنکھ تک اسکی حال سے واقف نہوا پھر اعزاز و اکرام اونکو تھیرین

پاس ہی آیا اور وہ چٹہی کمال عظمت و تعظیم سی معطر اور معنبر کرکی صندوق مین بند کر رکہی جب کبہی جی چاہتا
تہا تو بکمال اعزاز نکالکر اوسکی زیارت سی مشرف ہوتا تہا اور چومتا آنکہونکو لگاتا تہا اتفاقاً مین کہین سفر مین تہا
میری پیچہی زید رحمة اللہ علیہ نی انتقال کیا جب آیا بہت رنج والم ہوا کہ افسوس میری ایسی ولی اللہ کی کفن دفن مین شریک نہوا
ناگاہ وہ چٹہی یاد آئی نہایت غم والم سی بیتاب ہوگیا اور ہزار رونی لگا پہر یہی خیال کرتا تہا کہ وقت جانیکی اونکو
کیون نہ دیکہا پہر صندوق مہری منگاکر دیکہا تو مہر لگی تہی اور صندوق بند تہا کہولا تو چٹہی نہ پائی نہایت
حیرت مین آگیا طوفان غم مین ڈوب گیا حشر کا عالم برپا ہوگیا زار زار رونی لگا ناگاہ روتی روتی سوگیا کیا دیکہتا
کہ جنت بکمال آراستگی آراستہ ہی اور زید ایک تاج سر پر رکہی ہوی بکمال زرق برق ایک تخت جواہر پر جلوہ فرما ہی
اور چارون طرف اوسکی حورونکا جمگہٹا ہی مین نزدیک جاکر اونسی سلام علیک کی کہا ای قاسم اسقدر کیون
متوحش اور متردد ہو کہا تمکو یاد نہین کہ چٹہی تمنی مجہی دی تہی چنانچہ یہہ موجود ہی اور اوسکی بدولت یہہ دولت و حشمت
مجکو حاصل ہی اب آپ کچہہ تردد نکیجیی مین اپنی من مانی مراد کو پہنچا حکایت نقل ہی کہ ایک مرتبہ حضرت
ذو النون مصری سفر حج مین کشتی پر سوار تہی اور اوسمین ہر قسم کی آدمی امیر غریب تاجر سوداگر بہی تہی ناگاہ
کسی سوداگر کا ایک موتی قیمتی گم گیا سبکا جہاڑ لینا شروع کیا ایک شخص جو بہت میلی کچیلی سی کپڑی پہنی
ہوئی تہی اوسپر سبکا شبہ ہوا وہ غیرت کہا کر جناب باری مین گریہ وزاری کرنی لگی کہ ای سبحانہ عزت اور
ذلت تیری ہی ہاتہہ ہی ع جز تو پیش کہ برآرد بندہ دست ٭ ہم دعا و ہم اجابت از تو ہست ٭ ای دل
سرگشتہ را تدبیر بخش ٭ وای کمانہائی دعا را تیر بخش ٭ [illegible] ہدف قبول ہوکر نکلا کہ ہزارون
مچہلی پانی پر تیرتی ہوی آئین اور ایک ایک موتی منہ مین لائین درویش نی ایک موتی لیکر سوداگر کو
دیدیا اور بلا خطرہ اوسیوقت کشتی سی اوترکی پانی پر چلا گیا ع خاکساران جہانرا بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ درین گرد سواری باشد ٭ حکایت نقل ہی کہ کسی شہر مین ایک مرد اور عورت اوسکی دونون محتاج تہی مگر
دولت صبر و شکر سی تاجدار تہی دکہہ سکہہ گذران کرتی اور ہر دم شکر خدا بجالاتی ایکبار تین دن کچہہ کہانیکو
میسر نہوا تب مرد نی عورت سی کہا دو تین روز سی ہمین روزی نہین ہوا اور ہمارا گہر آگ نہین جلی مبادا
ہمسایہ ہمارا کہانا دریافت کرین اور ناحق رنج کہاوین اور ہم اونکی نظرونمین حقیر نظر آوین پس بات

مناسب نہین بلکہ مناسب ہوتی ہے کہ جلدی تنور مین آگ جلادو اور اسکا ن آتش انگیز کو اس آبیاری سے مٹا دو چنانچہ
عورت نیک سیرت نے فوراً تنور مین آگ جلائی اور آتش بلا کمالی آب تابی پانی سی بجہائی ناگاہ دہوان تنور سے
بلند ہوا ایک عورت آگ کو آئی دیکہی تو سارا تنور روٹیون سے معمور ہے پہر گہر والے عورت کو بلا کر کہا تنور مین
روٹی لگا کر ایسی بخبر ہوگئی کہ پہر خبر نہ لی پس تنور والی عورت جلد لیتی گئی اور قدرت خدا کی تماشائی ہوئی دیکہا
تو سارا تنور روٹیونسی معمور ہے پہر جلا بیٹی نکالکر خاوند کی آگی لی آئی اور سخت حیرت مین ہوگئی خاوند سے کہا
کہ قدرت خدا کا تماشا دیکہا خاوند بولا کہ اوسکی قدرت سی یہہ کیا اچنبا ہوا کہ وہ قادر مطلق ہزارون قدرتین
ہر دم و قدم ایک سے ایک زیادہ دکہاتا ہی پہر سب گہر والون نے خوب شکم سیر ہوکر وہ روٹیان کہائین اور جو بچی
جان سے شکر الہی بجا لائی عورت نے فرید سی دریافت کیا کہ خاوند میرا صاحب کرامت ہی کہ یہہ سب ظہور انہین
کے قوت باطنی اور حالت عرفانی سی ظاہر ہوا پہر ایک مرتبہ کہا کہ جناب باری مین زاری کرو کہ کوئی چیز ایسی عنایت
ہو کہ سب دنیا کے دکہہ کہو کے تاکہ فارغ البال ہوکر خالصاً مخلصاً خدا ہی کی یاد مین اپنے دن گذارین خاوند
نے کہا کہ وہ شفیق حال ہمارا ہماری حق مین جو بہلا چاہتا ہی وہی کرتا ہی اور کریگا عرض معروض کی کچہہ
حاجت نہین غرض جب عورت نے بہت الحاح و زاری کی تب بمجبوری پہلی بات جو وقت اجابت کا تہا دعا
کی کہ خداوند تو خوب جانتا ہی کہ غلام کو تجہہ سی میان شفیق و مہربان سے کسی امر کی عرض کرنیکی حاجت نہین
ہے مگر تیری لونڈی نے بہت تنگ کیا ہی اسواسطی عرض کیا کہ اگر مرضی ہو تو اوسکی امید بر لا اور اپنی غلام کو اس
کشاکش سے چہوڑا ناگاہ ایک طاق سے ہاتہہ نکلا اور ایک جواہر روشن ویسی باہر آیا کہ تمام گہر اوسکے روشنی سے روشن ہوگیا
پہر وہ ہاتہہ غائب ہوا اور بدستور طاق بند ہوگیا خاوند نے عورت کو جگایا کہ جلد اوٹہہ خدا نے تیری مراد دلی کو
کی وہ ناخوش ہوکے ناک بہون چڑہاتی اوٹہی کہ مجہکو کیون جگایا ناحق لذت جانی سی چہڑایا مفت جی جانکو
جلایا کس لطف مین تہی اور کیا لطف کی خواب دیکہتی تہی کہ جنت بکمال آراستگی آراستہ و پیراستہ ہی و ادہر
ایک مکان نہایت عمدہ زر و جواہر سے ساختہ و پرداختہ ہی در یاقوت زمرد لعل و زر و نقرہ سے کہ آفتاب و شمس کو شرماتا ہے
اوسکی چمک جہمک دیکہہ کے متحیر ہوگئی جی جانسی کہوگئی جب کچہہ ہوش ہوا مین ہوش مین آکر پوچہا یہہ مکان عالیشان
دیکہیں کس خوش نصیب کو نصیب ہوگا کہا تم دونون میان بی بی کو ملیگا پہر تو اسقدر خوش ہوئی کہ پہولی سمائی

ناگاہ ایک موتی روشن اوسی مکان سی گم گیا وہ مقام بہت بدنما اور نہایت نازیبا ہو گیا مین نی کہا یہ کیا
ہوا کہا وہ موتی جب خواہش تیری دنیا مین گیا پس جسقدر دنیا مین حشمت اور رونق چاہیگی اوسیقدر یہانکی
راحت اور رونق بہی گہٹاویگی یہ سنکر مین بہت اوداس اور بدحواس ہوئی اور لذت و راحت دنیا سی درگذر کر
اسی رنج و ندامت مین تہی کہ ناگاہ مجہی جگا دیا میری نیند مین خلل ڈالدیا اور بدمزگی کا مزا چکہا دیا پس آپ بہی
خدا جناب باری مین پہر عرض کیجی کہ یہ موتی یہانسی گم ہو جاکر اور اپنی مقام پر جم جا کہ دنیا کی حیات بی ثبات
پر مکان قیامی کو نافضل بی رونق کرنا سخت حماقت ہی پہر خاوند نی جناب باری مین کمال الحاح و زاری
عرض کیا کہ خداوند تو بڑا رحیم و حکیم ہی کہ اپنی لونڈی کو جنت کا مزا چکہا دیا اور لذات دنیا سی چہوڑا دیا اور
حالت کو موافق کر دیا کس حال و زبان سی احسان اور رحمت کی شکرگذاری کرون پہر حسب مضمون اشعار جناب
مولانا کے عرض کرتی تہی اور گریہ و زاری مین جان کہوتی تہی ع ای شہریار تو اند خیر و شر ز اسرار تہای دل
ما بیخبر آنکہ کردہ بار بہر اغیار آبد و بادہ خلعت گل خار رای آنکہ خواہی کہ بلا بیش و آخر بی + جان ما و راز تضرع
آوری + آنکہ گل را شاید خوشبو کند + پہر چنین رسد فضل و کند + پہر ناگاہ اوس طاق سی ہاتہ نمایان ہوا اور
اوس گوہر تابان و در درخشان کو لیگیا اور اپنی مقام پر جڑ دیا حکایت نقل ہی کہ خراسان مین کوئی
ابراہیم ادہم کا عزیز و قریب انتقال کر گیا اور بہت مال اکل حلال چہوڑ گیا اور سوا ابراہیم کوئی اوسکا
وارث نہتا ابراہیم اسی خیال سی چلی کہ اوس مالکو لیکر بدصرف کرینگی مبادا کوئی مصارف بیجا مین صرف کرے
راہ مین قدرت الٰہی سی عجب تماشا دکہایا کیا دیکہتی ہین کہ دریا کنارے ایک جانور اندہا بیٹہا ہی اور ایک مینڈک دریا سی
منہ مین گیہون لاتا ہی اور اوسکو کہلاتا ہی ابراہیم متحیر ہو گئی اور بیہوشی کہنی لگی کہ مجہی قدرت خدا کا تماشا دکہایا
یہ اب مجہی خراسان کا جانا موقوف رکہا اور اللہ پر بہروسا کیا کہ اگر ہماری مقسوم مین ہی تو از خود آجاویگا ہمکو
جانیکی کچہ حاجت نہین پہر جوش مین آکر تین دن تک جنگل مین بہوکی پیاسی پہرتے رہی و کسی مقام پر پانی نپایا
ناگاہ ایک کنوان ملا اوسمین ڈول ڈالا درہم سی بہرا پایا پہر ڈالا دینار سی بہر آیا پہر ڈالا جواہر بہاسی بہر آیا
تب ابراہیم نے کہا مجکو زر و جواہر کی کچہ حاجت نہین صرف وضو کو پانی درکار ہی ناگاہ آواز دلنواز غیب سی آئی
کہ ای ابراہیم تونی زر و جواہر خراسان کا چہوڑ کر ہمارا اوپر بہروسا کیا ہمنی اوسکی بدلی زر و جواہر بہاسی کوان بہر دیا

کہا اور اپنا جہان تیرا جی چاہے مال وہاں۔ حکایت نقل ہے عمر بن عبد الرحمن اوزاعی رحمۃ اللہ سے کہ ایک مرتبہ
عید کی رات کو ایک لڑکا روتا ہوا آیا اور کہا صبح کو عید ہے اور میرے بال بچے بہت ہیں میرے پاس کچھ عیدی دینے کو نہیں ہے
اگر حضرت کچھ اعانت و عنایت فرماویں تو عین عنایت و محض شفقت ہے پس مجھکو اوسکی پریشان حالی پر
رحم آیا پچیس درہم جو لڑکوں کی عیدی دینے کو رکھے تھے فوراً دیدیے کہ اوسکے بدلے مجھکو خدا اور دیگا ناگاہ تھوڑے عرصہ
کے بعد ایک شخص آیا اور مجھے بلایا میں گیا کمال ادب سے میرا ہاتھ پیر چومنے لگا میں حیرت میں ہو گیا کہ یہہ کیا ماجرا ہے
پھر میں نے پوچھا تو کون ہے کہاں سے آیا کہا میں تمہارے باپ کا غلام ہوں مدت کے بعد آیا ہوں کہ اتفاقاً باغوائی شیطان
علیہ اللعنۃ بھاگ گیا تھا اور ہمیشہ منہ کہاتا تھا میرے پاس پچیس دینار سرخ ہیں تم میرے مالک ہو جو چاہو
سو کرو میں وہ دینار لیکر گہر میں آیا شکر خدا کا بجا لایا اور یہہ قصہ گہر والوں کو سنایا کہ تہوڑے عرصہ میں اللہ تعالی
نے پچیس درہم کے بدلے پچیس دینار سرخ عطا فرمائی پھر بخوشی تمام اوس غلام کو آزاد کر دیا وہ خوش ہوتا دعا دیتا
چلا گیا۔ حکایت نقل ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص کسان اپنی عورت سے کہہ گیا کہ روٹی پکا کر کہیت پر لانا
چنانچہ روٹی پکا کر عورت لیچلی ناگاہ راہ میں ایک سائل نے سوال کیا اوسنے ترس کھا کر ایک ٹکڑا توڑ کر دیدیا پہر جنگل میں رفع
حاجت کو گئی اور گود کے بچے کو ایک مقام پر بٹھا گئی اچانک بھیڑیا آیا اور بچے کو اوٹھا لیگیا آگے دیکھتی تو بچہ بھیڑیے کے
منہ میں ہے پیچہے چلائی زار زار روتی جناب باری میں عرض کرتی تھی کہ الہی میرے بچے کو اس بلا سے بچا اور اس غم دیدہ
کو اس لقمہ ربودہ کو دکھا اور زار زار روتی اور آنسو نکالکے سینہ پر بہاتی اور حسب ارشاد جناب لا احمد و ثنا میں جان کہوتی
سے اے کریمی ذوالجلال مہربان دائم المعروف اے ای جہان بیکس بیچارہ کو بچا نالہ الیم کو گر تو نہ پذیری
بجز تو کیا اے کریم زمین تر و دعا قبولیت خبر باد بلا انجام مرجان اکن تیغ شاد کہ ناگاہ ایک جانور نورانی پیدا ہوا سا آیا
اور اوس بھیڑیے کی گردن پکڑکے اوسکی آگے لے آیا اور بزبان فصیح کہا اے عورت تیرا اوس لقمہ نے تیرا بچا بھیڑیے
کے نوالے سے بچایا اور بچہ بخوبی سلامت پایا۔ حکایت نقل ہے کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ راہ خدا میں جو چاہتے
تہے بمقدار بید صرف کرتے تہے کہ ہمیشہ قرضدار رہتے مگر اکثر اہل دول در صاحب دلان کی خدمت گذار تہے جو قرض
ہو جاتا تو ادا کر دیتے چنانچہ ایک مرتبہ لاکہہ قرض ہوگیا اور کوئی صورت ادا کی متصور نہوئی اور اتفاقاً آپ بیمار
ہوگئے قرضخواہوں نے یہہ سنکر آ گھیرا اور تقاضا شدید شروع کیا خادم نے عرض کیا کہ یا حضرت قرضخواہ آئی ہیں

اور قرضدار مانگتی ہیں کیا جواب دیں کیونکر اس بلا سے نجات پاویں تب وے حضرت بایزید بہت روئے اور خدا سے دعا کرنے
لگے کہ ای کریم تو خوب جانتا ہے کہ اس پر بہت قرضدار ہو گیا کہ بیشمار درہم و دینار تیرے راہ میں خرچ کئے اور
ایک حبہ بھی صرف میں صرف نہیں کیا جبتک صحیح و سالم تھا قرضخواہوں کو بہلا و بہکا لیتا تھا اب گروی کی چیز کے
طرح اونکے قابو میں تھا اب جو وقت رحلت قریب آیا اور دل نے اپنے پاس بلایا تیری رحمت و دستگیری ہی گروی
چیز کو لیوے اور زر رہن سے نکال خلاص کرے کہتے ہیں کہ اول بایزید کو قرضہ سے چھڑا بعد اوسکی اپنی پاس بلا ای شہنشاہ جہان
ما را پناہ ده بار دیگر ما غلط کرده ایم راه ده دست گیر ز دست ما را بخر ده بیده ما سر دار و پرده ما مدر ده چون ما چشم ز اشک خون
ما ریک ایش مین تھیدست و قصور کا سیه ایش هم مگو تو هم تو خوش هم تو باش ما همه لاشیم یا چند بیخ اش خود چه باشد
گر به بخشد آن جواد ده بنده را مقصود جان ده ابھی نہ پہنچا تھا کہ ایک سوار دروازے پر آیا اور قرضخواہوں بایزید کو اپنے
پاس بلایا کر دام دام ادا کر لو اور بایزید سے کچھ تعرض نکرو فوراً سب جمع ہو گئے اور کوڑی کوڑی اپنی لیکر پھر بایزید نے
انتقال فرمایا بخوبی اونکو کفنا دفنا دیا بعد اوسکی کسینے خواب میں دیکھا پوچھا کیا معاملہ گذرا کہا رحمت الہی کا کچھ
حد و شمار نہیں فرمایا ای بایزید کیا تھوڑی سی شے پر مجکو ضامن کیا اگر سارے جہان کا مال لیکر میرے راہ میں دیتا
فوراً ادا کرتا حکایت نقل ہے کہ ایک عورت کے دودھ پیتا بچہ تھا ناگاہ ایک عورت بچہ والی آئی اور سوال کیا اوس عورت
کے پاس اوسوقت اتفاقاً کچھ نہ تھا ترس کھا کر اپنی بچی کا کرتا اوتار کر اوسکی بچی کو پہنا دیا کہ بچے بچے کو خدا اور دیگا
قدرت خدا سے اوسیوقت ایک کرتا آسمان سے نازل ہوا اور اوسکی بچے کی گلی میں پڑ گیا اور تمام عمر کو اوسکی قد کے موافق
ہو گیا کہ بقدر قد و قامت لڑکیکے کرتا بھی بڑہتا جاتا تھا اور موسم گرمی میں ٹھنڈا رہتا اور سرما میں گرم ہو جاتا

باب سترہواں بیقرار دنکی بیقراری اور جناب باری کی مددگاری میں

حکایت نقل ہے کہ ایک قزاق راہ لوٹتا اور مسافرونکو ناحق قتل کرتا تھا یہانتک کہ حاجیونکو بھی
نہ چھوڑتا ناگاہ ایک غریب سامان سے عزم و قصد وسرا ہی گذرا قزاق نے اوسکی گھوڑی کی باگ پکڑ لی و کہا
کہاں جاتا ہے کیا نہیں جانتا کہ اس راہ سے کوئی بھی جان سلامت نہیں لیجاتا لو لا ہر اخذ اسباب مال لے اور مجھے
جانے چھوڑ دی کہا سبحان اللہ تجھے پیر کو بیٹا و مرگ کی ہاتھ سے چھوٹ جانا پھر زندگی پائیں کر کمال خوشامد سے
دو رکعت پڑھنے دے اور بعد نماز کی سجدہ میں بکمال آہ و زاری کہ ای کریم تیرے سوا اس ظالم کے ہاتھ سے

کون بچانیوالا اور چہڑانیوالا ہے اور زار زار روتا اور چشمۂ چشم سے دریا بہاتا اور حمد وثنا مین جی دیتا
حسب حال شاہد جناب مولانا سے ۵ گرسنگی کردیم ای شہر آفرین + شیر را مگار بر بار زین کش کردہ ام آہنا کراز من
میرسید + تا چنین سیلی سیاہی در رسید + اینجا آن کن کز توئی منزد + کز ہر سوراخ مارم میگزد + جان سنگین
دارم ودل آہنین + ورنہ خون گشتی درین درد و حنین + وقت تنگ آمد مرا و یک نفس + بادشاہی کن مرا
فریاد رس + پس ناگاہ ایک سوار آیا اور اوس قزاق کو مار کر گرایا اور مجکو اوسکی ہاتہہ سے بچایا پہر اوس سوار کی خدمت
مین عرض کیا کہ برای خدا سچ بتاؤ کہ تم کون ہو کہان سے آئی ہو کہ تمہاری بدولت مین جان نثاری کرون کہ تمنے
میری جان بچائی کہا مین وہ شہر رسی ہون نزدیک مجیب کی حاضر رہتا ہون جب کوئی فریادی فریاد کرتا ہی حسب الحکم
حاکم حقیقی کی فوراً اوسکی داد دیتا ہون و ظالم اور سرکش سے بدلا لیتا ہون و ہر وقت طیار سوار کہڑا
رہتا ہون حکایت نقل ہے کہ مالک دینار رحمۃ اللہ کہ ایک مرتبہ سفر حج کو جاتا تہا ناگاہ راہ مین کیا دیکہتا ہون
کہ ایک کوا روٹی منہ مین لیئے ہوئی ایکطرف کو اڑا جاتا تہا اتفاقاً جی مین آیا کہ دیکہون تو یہہ کہان جاتا ہی تہوڑی
دور جاکر ایک مقام پر بیٹہا دیکہا تو وہان ایک شخص ہاتہہ پیر کسا پڑا ہی اور وہ کوا اوسکی سینہ پر بیٹہا چونچ
سے ٹکڑا ٹکڑا توڑ کر کہلا رہا ہے تہوڑی دیر کے بعد اڑ گیا اور منہ مین پانی لایا اور اوسکو پلایا اسیطرح کئی مرتبہ
گیا اور آیا پہر اوسکو کہلا پلا کر اوڑ گیا مین سخت حیران ہوگیا اور قدرت خدا کا تماشا دیکہنے لگا پہر اوس شخص سے
جاکر پوچہا کہ یہہ کیا ماجرا ہے کہ میری عقل گم ہے کہا مین ہمراہ قافلہ حج کو جاتا تہا ناگاہ قزاق دوڑ پڑے سب قافلہ کو قتل
کر گئے اور سب مال لوٹ لے گئے مجکو ہاتہہ پیر کسا ہوا جانکر چہوڑ گئے تین دن تک پیاسا بہوکا پڑا رہا دانہ پانی منہ
مین گیا جب جان بلب ہوا اور زندگی سی مایوس ہوگیا تو جناب باری مین گریہ وزاری کرنے لگا کہ ای میرے کریم میرے
سوا اس خوار و زار کا خبر لینے والا کون ہے بہوک پیاس کے مصیبت پڑا رہا اپنی پاس بلا سے ۵ وقت تنگ آمد
مرا و یک نفس + بادشاہی کن مرا فریاد رس + جان سنگین دارم و دل آہنین + ورنہ خون گشتی درین درد و حنین +
بے زبہ آفریدی ہر مرا + بے فن من و نیم وہ ای اللہ سر کرا یا نیست جو بدر روزگار ہر کرا یا نیست کن لسو
رزق را میران کسوا این حزین + ابر را میکش بسوی این زمین + مہچون مین اپانیا شد جود تو + ابر را راند
کسوا او دہ تو + از تو نوشند از ذکور واز اناث + ہید بیقی در عطا یا مستغاث + پس جاس بکبوکے اودہر

فریاد رسی نے قبول کی چنانچہ اسوقت سے یہہ کو دونوں وقت کہلاتا پلاتا تہا حبیب کرتے دیکہا ہے حکایت نقل
ہے کہ ایک پیر رگ کے ہاتہہ پیر رہ گئی اور اوٹہنی بیٹہنی سے معذور ہو گئے اتفاقاً ایک مرتبہ گہر میں کوئی نہ تہا اور نماز
کا وقت جاتا تہا زار زار رونے لگے کہ خداوندا میری نماز قضا نہو جاوے گو میرے قضا آجاوے کہ نماز کی قضا ہو جانے
سے اپنی قضا آجانا گوارا ہے ناگاہ پڑوسی کے جی میں خدا نے رحم ڈالا اوسکے جی میں کہا کہ پڑوسی ہمارا معذور ہے ایسا نہو کہ
اونکو کچہہ حاجت ہو اور گہر میں کوئی موجود نہو پہر جلد آکر پوچہا اے شیخ کچہہ حاجت ہے کہا کہ ہاں وضو کو پانی
درکار ہے اور ایک عرصے سے انتظار ہے پہر اوسنے کوئیں میں تاری پانیکو ڈول ڈالا دیکہا تو ڈول زر و جواہر سے
بہر گیا وہ ویسا ہی شیخ کے پاس لیگیا شیخ نے فرمایا یہہ تیری مزدوری ہے خوشی سے لے کہ اسکا صاحب پہلے سے عطا کی
تاکہ یہہ غلام معذور اوسکی کیکا احسان مند نہو پہر ڈول ڈالا تو پانی سے بہر آیا شیخ نے وضو کر کے نماز
پڑہی اور شکر گذاری جناب باری جی جان سے ادا کی ۲۰ حکایت نقل ہے کسی حج پر جانے والے کا ایک مرتبہ حج کو
جاتے تہے ناگاہ رات کیوقت ایک بڈہی پیر میں بار ہو گئی وہیں گر پڑی باری ورد کہا نابینا ہو نا چلا گیا قافلہ
چلا گیا وہ تین دن بہوکی پیاسی بیٹہی درد سے جی جاتا جب ہوکی جناب الہی میں عرض کی کہ خداوندا کیا حج کی آرزو جی
میں رہیگی اور اس سال دولت حج نصیب نہوگی اے قادر تو سب چیز پر قادر ہے اس عاجز کو اس کہیدرد سے جلد چہڑا اور
مراد دل کو پہنچا پہر اسی غم والم میں فی الفور آنکہہ لگ گئی کیا دیکہتی ہے کہ ایک اژدہا مجہکو نگل گیا اور ہڈی پسلی چبا گیا
اور وہ ہڈی پیٹ سے نکل گئے پہر یکایک آنکہہ کہل گئی دیکہا تو بہلا چنگا ہے فضل الہی سے جلدی جا قافلہ میں
جا ملے اور بخوبی دولت حج سے مشرف ہوئے ۲۱ حکایت نقل ہے کہ کسی شہر میں ایک بادشاہ آتش پرست تہا اور
ایک عابد نصرانی اور ایک عالم مجوسی وس شہر میں شہرہ آفاق تہا بادشاہ نے لڑکیکو واسطے تعلیم کے عالم مجوسی
کے پاس بہیجا قدرت خدا سے لڑکا ایام طفلی میں نہایت صاحب تمیز تہا اور حق و باطل کو خوب جانتا تہا جب سبق
سے فارغ ہوتا تو نصرانی عابد کی خدمت میں جا کر کچہہ باتیں دین کی سیکہتا مدت تک اوسکا یہی ڈہنگ
رہا ایک مرتبہ راہ میں مجوسی عالم ایک اژدہا کہا اسمیں آ پڑا اور رستہ بند ہو گیا لڑکیکو ہر چند لوگوں نے منع کیا کہ یہہ
رستہ بند ہے دوسرے راہ سے جاو اور از خود اجل کے منہ میں نجاؤ یہہ صدہا آدمی کو نگل گیا ہے بیت گرچہ کسی بے
اجل نخواہد مرد ـ بہ تو مرو در دہان اژدہا ـ پہلے لڑکے نے نمانا اپنی جانپر کہیلکر کہیل تماشا جانکے حق و باطل کو آزمانا

نہ سنا کہیں تا اوسکی پاس گیا اور کہا ای حق راہ حق دکہا اور باطل سے بچا اگر دین نصرانی سچا ہی اور عالم مجوسی
ہوا تو اس شہر سے بہلا دہ باہر جاتا اور ہمیشہ انعام تر در حق باطل سے بچا یا جاتا ہمیشہ شہر پا را قدرت خدا سے وہ اژدہا
مر گیا لڑکے کی جو طلب کو حق تاریکی باطل سے آفتاب سا نظر آگیا فوراً نصرانی عابد کی خدمت میں جا کر سب ماجرا کہا اوسکی
اسبات کا سارے شہر میں شہرہ ہوگا اور آپ جہان متحیر اور حیران ہو کر تیری پاس آوینگا کسی سے میرا نام نہ لینا مجکو ناحق
بدنام نکرنا کر مخلوق سی جان چہوڑانا مشکل ہوگا جو مصلحت وقت جاننا سو عمل میں لانا برای خدا مجکو کسی بلا میں
پہنسانا لڑکا عابد سے رخصت ہو کر آیا پہر جدہر دیکہا اودہر سے یہ چرچا اور شور غوغا پایا کہ لڑکے نے اژدہا کو مار ڈالا
تمام شہر متحیر ہو کر اوسکی پاس آیا او حقیقت حال دریافت کرنے لگا بولا کہ واللہ لڑکا نام ہی ذرا اسی شہر کی ایسا بڑا
اژدہا مارا حقیقت میں خدا کی مارنے یہہ مارا اور زمین گیا اور شہر بارکیا یہہ خبر بادشاہ کو پہنچی وہ سنتی ہی آگ ہوا
لڑکے کو بلا کر سب ماجرا پوچہا او سنی کہا کہ میں نے خدا برحق کی نام سی اوسکو مارا اور اسی جی جان مردہ کو جلایا اور
سوا سے سازو سامان ایمان دل جان کی سکو جلایا کہ بندگی سوا خداوند کی سراسر حماقت اور شرمندگی ہے کہ شعر آدمی
مست از برای بندگی + زندگی بے بندگی شرمندگی + گر تو خواہی خرمی در زندگی + بندگی کن بندگی کن بندگی
ای پہر ہیقا جسنی زمین و آسمان بنایا اور سارا جہان آفتاب سا چمکایا کیا خدا اوسکی ہر ذرہ میں آفتاب ہی نہین
چمکتے ہی جانتے تعجب ہے کہ دن دوپہر کو کوئی پوچہتا پہرے کہ آفتاب اس کی نام کا نام ہے اور کہان ہے کیا پتہ نشان او
سارا جہان احمق اور نادان کہیگا یہی حق کوئی روشنی خدا کی برحق ہے منکر ہو کے آپ سے کمتر چیزوں کو خدا بناوی کہ جنہ
ہاتہ سے سر کہیلی وہ بیوقوف کیونکر بیوقوف کہلا او کہا چاہئیے کہ وہ معقول بنی عقل کا علاج کراوی یہہ سنتی ہی آگ ہوگیا
اور آتش غضب سے جل کر خاک ہو گیا حکم دیا کہ اوسکو کشتی میں بٹہا کر بیچ دریا میں ڈبا دو کہ اسنی ہمارا نام ڈبویا اور ہمارا
پشت کو بٹا لگایا پہر اوسکو کشتی میں بٹہا کر لے چلی ناگاہ کشتی الٹ گئی سب ڈوب گئے مگر بفضلہ تعالی وہ لڑکا صحیح سالم
بچگیا پہر بادشاہ کی پاس آ کہ کہنے لگا کہ اوس سچے خدا نی مجکو بچایا اور جو لوگ تونکو ڈبویا پہر تو بادشاہ آپ سی باہر ہو گیا
کہا کہ اوسکو پہاڑ کی چوٹی سی اسکو نیچے ڈال دو کہ ٹکڑی ٹکڑی ہو جاوے اور اسکا نام و نشان مٹا دوی جب پہاڑ پر
لیگئے قدرت خدا سے ایسا ہوا کا جہوکا آیا کہ واللہ اعلم ان سپاہیوں کو کہاں سے کہاں اوڑایا اور لڑکے کو ذرا صدمہ نہ پہنچا
پہر لڑکا بخوبی سلامت بادشاہ کی پاس آیا اور اوسی اہل جماعت کو غرق خجالت میں ڈبایا تب جلکر کہا کہ جلاد کو

جلد بلایا اور اسکی جلد و پوست جلایا اور لڑکے نے کہا کیوں اپنی جان ناحق کھوتا ہے جی جان کو [illegible]
حماقت بہگتا ہے اگر تو اور تیرا سارا لشکر جمع ہوگا میرا ایک بال نہ میلا ہوگا اگر اس مصیبت سے نجات منظور ہے تو ایک
تدبیر بالاتفاق رکھ ہے کہ پیدہ میان کہکر ایک میدان میں سب لشکر اور تمام شہر کو جمع کر اور مجھکو ایک عود کی
لکڑی پر بطور سولی کی چڑہا اور تیر آگے آکے یہہ کہکر تیر لگا کہ مجھکو تیری خدا کے حق کے نام سے مارتا ہوں فورا
مر جاونگا پس بادشاہ جو اپنی سب تدبیرونسے عاجز آگیا تھا ایسا ہی کیا اور حکمت لڑکے کی دانائی سے وہ نادان آگاہ نہ
ہوا کہ جب ساری لشکر اور اہل شہر کے آگے یہہ بات کہکر تیر مار لگا تو سب لشکر اپنے دین کو جھٹلاویگا اور تیرے
دین کو سچا جانیگا تو سب لوگ اسکی جھوٹے دین سے پھر جاوینگے اور ایمان لاوینگے غرض سب حق پر لاوینگی [illegible]
گیا جہان [illegible] ایمان [illegible] رہا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ لڑکا تیر سے مارا گیا اور آدمی کروڑ سے زیادہ فورا ایماندار ہو گئے
اس لڑکے کے غم سے زار زار روتے چلاتے تھے اور باواز بلند کہتے تھے کہ ہم ایمان لائے اس لڑکے کے سچے خدا پر جب یہہ
حال بادشاہ نے دیکھا سخت حیران ہوگیا کہ لڑکا کیا مر اسکو مار گیا اور پھر بادشاہت اور سلطنت وبال اگر [illegible] گیا اور
ایک گڑہا چالیس ہاتھ گہرا کہدوایا اور اوسمین جو لوگ ایماندار تھے ان کو ڈالکر جلایا مگر ایک عورت جسکی گود میں [illegible] تھی وہ
پھر [illegible] ڈرایا کہ مجھکو مع تیری بچی کے جلا دینگے ورنہ اسلام سے باز آ بولی میں حق سے پھرونگی خدا [illegible]
[illegible] تو کچھ درگذر [illegible] جو چاہے سو کر پھر ایکبار اسکی بچی کو جلتی آگ میں [illegible] مگر وہ [illegible]
سے افت نکری اور رضائے الہی پر صابر و شاکر رہی جب سب اولاد اوسکی جلا ڈالی اور گود کی بچی کو بھی جلانیکا ارادہ کیا
اور اوس جلتی ہنستی کو اور زیادہ جلایا آخر وہ عورت تھی اور جنید جگر پارہ اوسکی جل گئی تھی اور [illegible]
گود کے لڑکے کے جلنے سے آگ جگر بہڑک اوٹھی قریب تھا کہ قریب ایمان [illegible]
کہ ناگاہ قدرت خدائی اوس گود کی بچہ کو گویا کیا اوسکی حفظ ایمان کا سامان کیا اوسنے بزبان فصیح کہا کہ ای مان
تو کچھہ تردد نکر سب تھا میری جنت کو گئے میں بہی جاتا ہوں پس اس قدر ہی اس لڑکے سنے اوسکی آگ بہڑک کے
[illegible] جب [illegible] اوس [illegible] آگ میں ڈالا تب عورت نے بیتاب ہو کر ایک چیخ ماری [illegible] ایک شعلہ اوس
آگ سے [illegible] چالیس چالیس گز ہر طرف کے کافرونکو جلا کر خاکستر کر دیا اور اوس بادشاہ کافر کا معہ وزیروں اور امیروں
لشکر کافر کا نام و نشان نرکہا کہ کہاں گیا اور ایماندار جو اوس ظالم کے ظلم سے بچی تہی اللہ تعالی کی حمایت [illegible]

سے ایک کا بھی بال بیکا نہ ہوا بلکہ ذرا سی بھی تکلیف نہ لگی ❀ حکایت نقل ہے کہ کسی گاؤں میں کوئی سردار ظالم معہ چالیس
پچاس آدمی ہمراہ لیکے ایک غریب بزرگ صاحب اولاد کی مکان میں زور سے جا اترا وہ بیچارے بباعث تنگی مکان کے
بہت تنگ ہوئے اور ہر طرح سے اوس سے عذر و معذرت کرنے لگے وہ نہ مانا آخر مجبور ہو کر کہا کہ میرے پاس حکم نامہ
شہنشاہی ہے تمہیں میرے مکان پر اترنے کا حکم نہیں ہے کہا لاؤ دکھاؤ چنانچہ قرآن مجید لا کر یہ آیہ کریمہ اٹھارویں
پارہ سورہ نور کی یا ایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم الخ پڑھی وہ دیکھ کے حقارت سے کہنے لگا یہ تو
قرآن مجید ہے یہ نہیں جانا فرمان بادشاہی ہے پھر اون بزرگ نے مایوس ہو کر جناب باری میں زاری کی کہ خداوندا اس
حال میں مجھ بیکس کا تجھ سوا کون فریاد رس ہے اپنی قدرت کا تماشا دکھا اور اس مصیبت سے بچا اور حسب ارشاد جناب
مولانا عرض کرتے تھے اور روتے تھے ❀ از جو بیچارگان این بند سخت ❀ کی کشاید ای شہ بی تاج و تخت ❀
اینچنین قفل گران ای ودود ❀ کہ توانہ جز کہ فضل تو کشود ❀ ای خداوندی کریمی بردبار ❀ ده امانم زین مصیبت
دلفگار ❀ کہنا کہان وہ مکان گر پڑا وہ ظالم معہ تمام ہمراہیوں کے دبکر مر گیا اور اللہ کے فضل سے وہ بزرگ معہ
سب گھر کے بچ گئے ❀ حکایت نقل ہے کہ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایک مرتبہ سفر میں تھا راہ بھول گیا ہو کے رستہ بھول گیا
ایک طرف سے مرغ کی آواز آئی پھر اوس طرف کو آبادی جانکر چلا ناگاہ ایک جن نے ایسا طمانچہ میرے منہ پر مارا کہ بدحواس
ہو کے گر پڑا اور شدت درد سے بیقرار ہو گیا تب گڑگڑا کے جناب باری میں دعا کی کہ الٰہی ناحق تیری امان میں
غریب مسافر کو مارا کہاونگی تو کہان جاونگی پس ناگاہ ایک شخص اوس جن کا سر کاٹ کر میرے آگے لایا اور غیب سے آواز
آئی کہ ای ابراہیم جب تک تو ہماری امان میں تھا تجھ بلی میں امان میں تھا جب ہمیں لسکے کی آواز پر چلا جن کا
طمانچہ کہایا جب پھر ہمکو پکارا اوس جن کا سر کاٹ کر تیرے آگے بھیجدیا ❀ حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ کوئی بزرگ
چلے جاتے تھے پیچھے سے کسی امیر کی سواری آئی ملازم اور خادم چلاتے آتے تھے کہ ہٹو بچو امیر کو راہ دو وہ ضعیف تھا جلدی سے
دوڑ نہ سکا اور ایک طرف رستہ نہ پایا کسی ملازم نے ایسا کوڑا مارا کہ شدت درد سے میرے آنسو نکل پڑے یکایک
میرے منہ سے یہ دعا نکلی کہ الٰہی جیسا اسنے مجھے ناحق مارا ہے وہ ہاتھ کٹجاوے دوسرے دن اتفاقا اوس شخص کو ہاتھ کٹا دیکھا
کہ شدت درد سے روتا چلاتا تھا ❀ حکایت نقل ہے کہ ایک شخص بہت خوش شکل نہایت جمیل کچھ سودا سوداگر کے یہاں بیچتا تھا
ناگاہ ایک امیر کے لونڈی کو اوس پر سودا ہوا وہ فریفتہ ہو کر سودا لینے کے حیلہ سے اپنی ڈیوڑھی پر لیگئی اور امیر کی عورت

کواوسکی حال وجمال سے بخوبی اطلاع دے اوسنے کہا کہ اوسکو محل مین بلالی لونڈی نے پردہ کرکے بلالیا اچہی

عورت حسن وجمال اوسکا دیکہکر فریفتہ ہوگئی لونڈی سے کہا اے سوداگر سے کہو کہ سوداگری چہوڑدی اور شب و

روز ہمارے پاس حاضر رہے ہم بہت سلوک کرینگی بخوبی خوش وخرم رکہینگے لونڈی نے یہہ پیغام ادا کیا اوسنے

قبول نکیا بولی اگر بخوشی یہ بات کو قبول نکریگا تو جی جان سے جائیگا وہ جوان با ایمان یہہ ماجرا دیکہکر

حیران ہوگیا کہ الہی مین کس بلا مین مبتلا ہوگیا پہر جان سے ہاتہہ دہوکے لونڈی سی کہا دو رکعت نماز کی مہلت دو

لونڈی نی کہا بالاخانی پر جاکر چین جاپن سی وضو کرو نماز پڑہو پہر وہان تنہا جاکی وضو کرکے جناب باری

مین گریہ وزاری کی کہ الہی موت قبول ہے پہر یہہ دولت و معصیت قبول نہین زار زار روتا تہا اور جب

ارشاد جناب سے لا ناسوض کرتا ہے ای کریمی ای رحیمی سرمدی ٭ درگذرا ز بدسگالان بدی ٭ ہم ازانجا

سکون بھیج دادیم ٭ بی تردد کن ہم از کرم ٭ راہ بسرا سیمہ بستان کن لطیف ٭ منزل خود تو باسی آگہی سیر اوکی

پہر بسم اللہ کہکے اس بالاخانہ بلند وبالاسی کودا حضرت جبرئیل علیہ السلام بازو پکڑکے بکمال لطف آہستہ زمین

پر اوتار دیا

باب اٹہارہوان اولیا اللہ کی وفات اور کرامتین حکایت

نقل ہے کہ جب حضرت عمر رضی وفات فرمائی تو درو دیوار اور جنگل و پہاڑ اور شہر و دریا سے زار زار رونے

کے آواز آتی تہی وسوقت کے علمای دین اور صلحای اہل نقش نے کہا کہ یہہ آواز اسلام کی ہی کہ آپکے وقت مین بہت

آب و تاب سی تہا اور ہر جگہہ مثل آفتاب و ماہتاب سارا روشن تہا اور تمام عالم اسلام کی روشنی سی آفتاب سے زیادہ

روشن تہا چنانچہ شہرت خلافت حضرت عمر رضی کی شہرہ آفاق تہی اب اسلام اوسوقت کی نسبت بہت کم رونق ہے

اسواسطے واویلا کرتا ہی حکایت نقل ہے کہ حضرت ذوالنون مصری رح بہت کم کلام کرتے تہی ور دن رات دریای

محبت الہی مین ڈوبے رہتی دنیا دار نادان وانکو مجنون جانتی اتفاقا وقضا موسم گرما مین قضا فرمائی شدت تابش

آفتاب سی کوئی تاب لا سکتا تہا کہ جنازہ کے ساتہہ جاوی مگر چند کسان کامل الایمان ہمراہ ہوئے او جنازہ حضرت کا اولیا قدس

خدا سی جنازہ پر جانور پرون کا سایہ کئے جاتی تہی یہہ حال دیکہکر سب اہل شہر متحیر ہوکے جلد انکی جنازہ کی ساتہہ ہوگئے پہر

کئے مسجد کی دروازہ پر واسطی نماز کی جنازہ رکہا موذن نے اذان دی اونی انگشت نمای فی الکرامت کلمہ اشہد ان

لا الہ الا اللہ سر کفن سی ہاتہہ نکالکر انگشت شہادت بلند کی اور کلمہ شہادت پڑہ کی کلمہ شہادت کی شہادت کی

اور تصدیق قوم کی یہہ ماجرا دیکھکر سب حیران ہوگئے اور کفن کہولکر دیکھنے لگے کہ یہہ تو زندہ ہین کلمہ پڑہتے اور
اونگلی اوٹہائی ہین دیکھا تو مُردہ تہی اور اونگلی ویسے ہی کہڑی تہی پہر بکمال اعزاز و اکرام کفنا دفنا دیا دوسرے
دن اونکی قبر پر بخط جلی لکہا دیکہا اور وہ خط ہرگز کسی خط کی مشابہ نہ تہا کہ ذو النون حبیب اللہ ولی اللہ ہے کہ
ذوق شوق مین جان نثار کی **حکایت** نقل ہے امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رحمہ کے جب وقت رحلت
قریب ہوا تو سب عزیز و اقربا و دوست آشنا کو الگ کر دیا اور دروازہ بند کرا دیا صبح کو اونکی بی بی آئین
دیکہین تو بجز بی کفنا ہوئی رو بقبلہ لیٹے ہین کمال متحیر ہوکر علماء وقت کو بلاکر یہہ ماجرا کہا انہون نے کہا کہ وہ
بہت بڑے متقی تہے اور اللہ کے نزدیک متقی پرہیزگار کی بہت بڑی عزت آبرو ہے جیسا کہ سورہ حجرات مین
ارشاد ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنے بیشک تم مین بڑا آبرو والا نزدیک اللہ کی وہ ہے جو زیادہ ڈر
رہتا ہے رحمت الٰہی نے فرشتون سی غسل دلاکے حلہ بہشتی سی کفنا دیا کچہہ اچنبے کی بات نہین ہے ہان اگر تمہارا جی
چاہے تو تم بہی پہر غسل دیدو کچہہ مضائقہ نہین ہے بلکہ افضل ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا بعد اوسکی جماعت واسطے نماز کے
آراستہ ہوگئے اور امامت کو مسلمہ بن عبد الملک بن مروان کہڑا ہوا ایکایک کسی نے اوسکو زمین پر دے مارا بعد اوسکے
الیاس بن حبیب کو کہڑا کیا وہ بہی پہلی مین چوٹ کہا کر گر پڑے تب تو سب اہل جماعت یکایک چلا اٹہے
کہ افسوس امیر المومنین کا جنازہ کیا بدون نماز دفن ہوگا ناگاہ آواز تکبیر امام کی سنی سب نے پہر سب نے نماز پڑہی
مگر امام کو کسی نے نہ دیکہا کہ کون امام تہا اور یہہ آواز کسکی تہی اور ایک عالم بہی عالم حیرت تہا علماء نے کہا غالبا حضرت
خضر علیہ السلام تہے بعد تین دن کے ایک رقعہ اونکی قبر پر پایا مضمون اوسکا یہہ تہا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہہ اللہ حکیم کے واسطے نجات
عبد العزیز کے پہر اوسکو خلیفہ وقت کی پاس لیگئے اوسی متحیر ہوکر سب علماء و صلحا کو بلاکر پوچہا کہ یہہ کس چیز پر لکہا ہے
کسیکے خیال مین نہ آیا کہ کیا چیز ہے مگر انس بن مالک کہ اونہون نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ
کہا ریشمی اسفتالین ایک شخص اسعرنامی کے واسطے رقعہ نجات بہشتی درخت جنت پر لکہا جائیگا کہ عبد العزیز
ایمان ہے گیا **حکایت** نقل ہے کہ ملک شام مین ایک شخص جہاد مین شہید ہوگیا اوسکا باپ ہمیشہ اوسکی غم مین
بدحواس رہتا اور داس رہتا پہر فضل الٰہی نے اوسکو اس غم سے چہڑایا اور ہر شب جمعہ کو اوسکو خواب مین
دکہایا کہ بجز فی باہم ہمکلام ہوتے اور اس خوشی سے سالہائے خوش رہتا ایک مرتبہ جمعہ کو خواب مین نہ دیکہا بہت پریشان ہوا

رنج و غم دیکھا دوسری جمعہ کو بدستور نظر آیا پوچھا کہ اگلی جمعہ کو کہاں تہے بولا اویس و عمر بن عبد العزیز
نے وفات پائی تہی سب شہداء کو اونکی نماز جنازہ میں شریک ہونیکا حکم تہا میں بہی وہاں حاضر تہا حکایت
نقل ہے کہ ایک قافلہ جہاز میں سوار تہا اتفاقاً طوفان میں آکر جہاز تباہ ہو گیا اور کسی ٹاپو میں جا لگا قافلہ
وہاں جا اوترا انہیں سے ایک نوجوان بیابان جنگل کی طرف گیا اور جلد پلٹ آیا پہر سبکو جمع کر کے کہا کہ میرا وقت
اخیر ہے یہہ دونوں پوٹلی محفوظ رکہو ایک میں کفن دوسری میں خوشبو وغیرہ لوازم کفن ہیں بخوبی سب سامان
کفن دفن کا کرنا اور میرے بدن کے کپڑے اپنے ساتہہ لیجانا کوئی نوجوان تم سے کپڑے مانگے اوسکو دیدینا پہر جنگل کو
چلا اور سب اوسکے پیچھے چلے ایک مقام پر جاکر ایکایک رحلت کر گئے پہر سب ہمراہی بصد غم و الم اونکی کفن دفن میں
مشغول ہوئے اور دونوں پوٹلیں کہولیں ایک میں خوشبو تہی کہ کہولتے ہی جی جان کے دماغ کو معطر کر دیا دوسری
میں نہایت تکلف حلہ بہشتی عنبر بار کا کفن تہا الغرض سب لوازم بخوبی انجام پا گئے وہ سب سامان جنتی دیکہکر سبکو
یقین ہوا کہ یہہ شخص جنتی تہا پہر جہاز درست ہوا ہو کر کسی شہر کے پاس جا اوترا ناگاہ ایک جوان خوش پوشاک آیا بعد
سلام علیکم کے اوس امانت کو طلب کیا اسیوقت اہل قافلہ نے اوسکی حوالگی کی وہی فوراً دہ پہنے اور اپنی کپڑے
اہل قافلہ والوں کی حوالہ کر دئے کہ شہر میں بیچکر فقرا کو تقسیم کر دینا قافلہ والوں نے کہا کہ یہہ کچہہ احوال اوس جوان کا ذرا تم
بہشت مقام کا فرمائیے وہ کون کامل الایمان تہی کہا کہ وہ گروہ چالیس اولیاء اللہ سے تہے اب میں اونکی قائم مقام ہوں
حکایت نقل ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتی ہیں کہ ثابت بن [illegible] کہتی تہی کہ ایک مرتبہ بغداد میں
رات کو شہر میں ایک جنازہ کی گیا اتفاقاً جنازہ چلا گیا تہا میں متحیر ہو گیا کہ واللہ علم کہاں گیا ناگاہ ایک
طرف سے ایسی خوشبو آئی کہ دماغ جی جانکو معطر کر گئی اور وہی خوشبو دوسری مرتبہ ہوئی جیسا جناب مولانا فرماتی ہیں
بو قلاؤز است و رہبر مر ترا ٭ می برد تا خلد و کوثر مر ترا ٭ بینی آن باشد کہ او بوئی برد ٭ بوی او را
جانب کوئی برد ٭ [illegible] بو نباشد [illegible] ٭ بوی آن [illegible] بود ٭ دفع کن از مغز و از بینی زکام
تا کہ ریح اللہ در آید در مشام ٭ پہر میں اوسی طرف چلا گیا اور ایک قبرستان اولیاء اللہ میں پہنچا دیکہوں تو ایک قبر اوسکی
[illegible] کہلی ہوئی ہے اور اسمیں سے یہہ خوشبو آ رہی ہی حکایت نقل ہے کہ ایک جوان جنتی کسی شہر کی [illegible]
کہا کہ اوسکو غسل [illegible] بخوبی [illegible] کہ وہ [illegible] جوان اپنی ہمراہ لیگیا اور دروازہ پر بٹہاکے کہا

[illegible]

کہ تہوڑی عرصہ مین اندر آنا اور بلانیکا انتظار نکرنا پہر یہہ بزرگ وقت پر گئے دیکہین تو ایکطرف وہی جوان نہ
ایمان رو بقبلہ لیٹی ہین بعدہ معلوم ہوا کہ رحلت کر گئے یہہ بہت متحیر ہوے سمجہے کہ یہہ جوان صالح اولیای
کاملین سے تہے پہر اونکو تجہیز غسل دیا جب قصد کفنانیکا کیا اوسنی آنکہین کہولکر تبسم کیا مینی کہا سبحان اللہ
مردی بہی ہنستی مسکراتی ہین اگر زندہ ہو اوٹہہ کہڑی ہو ورنہ کیون ہنسی کرتے ہو پہر اس قسم کی مقال سے
حال ہی خوشحال ہی شعر باہر و بیرہ وحبیب اوٹہاتی ہین ٭ عاشق اسطرح جی سی جاتی ہین ٭ شعر عاشقان
جام فرح آنگہ کشند ٭ کہ بدست خویش خوبان شان کشند ٭ شعر کشتگان خنجر تسلیم را ٭ ہر زمان از غیب
جان دیگر است ٭ کہا ای شیخ اولیاء اللہ کہین مرتے نہین بلکہ ایک مکان سے دوسری مکان مین چلی جاتی ہین
جیسے جناب مولانا وصف انتقال اہل دین مین فرماتی ہین ع ہیچ نقلی از مکانی تا مکان ٭ پہر آنکہین
بند کرلین مجکو بہت غم ہوا بعد اوسکی کفنا دفنا دیا حکایت نقل ہے کہ جب ثابت بنانی رح کہ اولیاء
کرام سے تہے رحلت فرمائی تو حضرت حمید الطویل اور حضرت مع ابن صبیح اونکا جنازہ قبر مین وتارا ناگاہ
دونون صاحبون کی ہاتہ سی جنازہ غائب ہو گیا پہر سب متحیر ہو گئی اور ہر ایک پر سکتی کی حالت طاری تہی اور
کوئی کچہہ نہ کہہ سکتا تہا ایک دوسریکا منہ تکتا تہا گویا ہر ایک بزبان اشارہ یہہ اس مصرعہ کو گویا تہا ٭
ع سکتی کی سی حالت ہے کچہہ کہہ نہین سکتا ہون ٭ پہر مصلحت وقت جانکر قبر کو بدستور درست کردیا
ور کچہہ چرچا نکیا مگر حضرت حمید الطویل نے حضرت سلیمان بن علی رح کو رازدار جانکر یہہ راز کہا اونہون نے
بہی بہت تعجب کیا چنانچہ رات کو مع چند خادمون کے جاکر قبر کہولی تو خالی پائی پہر بدستور درست کردی اور ثابت
اور صبح کو ثابت بنانی رح کے گہر آئی اونکی لڑکی بلا اوسنی پوچہا کہ زندگی مین تمہاری باپ کیا کرتی تہی بولی کیا کہتی
اونکو قبر مین نہین پایا اور زیادہ متعجب ہوا اور کہا سبحان اللہ ع این جا نہ تمام آفتاب است ٭ کہا وہ دن
سے رات دن زار زار رو کر گڑگڑاتی تہی کہ خداوندا میرا جی یہی چاہتا ہے کہ ایک لحظہ تیری دولت حضوری
سے دور نہون ہر دم حاضر حضور ہون اور جبتک جیون تو ایسی ہی جیون اور مرون تو ایسی ہی مرون چنانچہ
حسب ارشاد جناب مولانا تازہ ذکر ہے شعر عمر و برگ این ہر دو با حق خوش بود ٭ بی خدا آب حیات آتش
بود ٭ ہر کجا تو بامنی من خوش دلم ٭ ور بود در قعر چاہی منزلم ٭ خوشتر از ہر دو جہان آنجا بود ٭ کہ مرا با تو

سرو سودا بود ٭ عمر خوش در قرب جان پرور دست ٭ عمر زاغ از بہر سرگین خوردن است ٭ پہر مخفی نہو جیسا احکام
ظہور ہوا پہر اس مرغان گویائی آب شور رہا پہر حضرت حسن بصری نے یہہ معاملہ دیکہکر فرمایا کہ فی الحقیقت ثابت
ہوا دولت پائی قرب جانی میں ہر دم حاضر حضور ہیں چنانچہ میں اونکو خواب میں نماز پڑہتے دیکہا حکایت
نقل ہے کہ ایک اولیا اللہ نے رحلت فرمائی بخوبی غسل دیکر نماز اونکی جنازہ کی پڑہی جب قبر میں رکہا دیکہا تو تمام
قبر پہولوں پہول رہی ہے اور خوشبو سی مہکتی ہے ہر ایک متحیر ہوکر ایک ایک ڈالی وہاں سے لا کے اپنی اپنے
گہر لگائی قدرت خدا سے قریب تین مہینے کہ وہ ڈالیاں بخوبی تر و تازہ رہیں پہر تمام شہر میں شہرہ ہوا اور ایک
عالم اس قدرتی تماشے کا تماشائی ہوا حاکم وقت نے اس ماجرے سے مطلع ہوکر بخیال فتنہ و فساد کے سب جگہہ سے
وہ ڈالیاں طلب کیں قدرت الٰہی سے سب جگہہ سے گم ہو گئیں حکایت نقل ہے ایک پارسا عبادان کے
رہنے والے سے کہ ایک بار ایام شدت گرمی میں ایک نوجوان کامل الایمان نے رحلت کی شدت گرمی سے سب
سامان کفن دفن کا اوس وقت بخوبی نہوسکا ٹہنڈے وقت پر موقوف کہا اتفاقاً میری آنکہ لگ گئی کیا دیکہتا
ہوں کہ جنگل میں ایک مکان پر خیمہ جواہر کا چمکتا ہے اور بہت سی حوریں بکمال خوبی و آراستگی رستہ و جمیں جلوہ
آرا ہیں اور خیمہ سے سر نکالکر کہتی ہیں کہ اے فلانے اس جوان صاحب ایمان کے کفن دفن میں مقدور کیوں دیر کرتے ہو ہم
سب جس جان سے اسکی منتظر ہیں جلد جاکر وسکو کفنا دفنا دو پہر آنکہ کہلگئی جلدی سے وہیں جاکر بخوبی کفنا کر جہاں
خیمہ دیکہا تہا وہیں دفنا دیا حکایت نقل ہے داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کو کچہہ میراث حلال بقدر حصہ ترکہ پائی تہی
اسمیں سے سال بہر تک ایک دینار اپنی ضروریات میں صرف کرتے اتفاقاً سب خرچ ہو گئی صرف ایک دینار باقی
رہا حجام کو بلاکر حجامت بنوانا اور خود ذکر اللہ میں مشغول ہونا شروع کیا حجام نے کہا اول جناب حجامت
سے فارغ ہو لیجئے پہر بخوبی ذکر اللہ میں مشغول ہوجئے مبادا کہیں استرا لگجاوے فرمایا سبحان اللہ سب دم ہماری
غفلت میں گذری ہے یہ دم بہی ضائع جاتی ہیں اس حال میں یاد الٰہی سے کیونکر خاموش ہوں بس بعد
فراغ ہونے سے بعد ازاں حجامت کے وہ دینار حجام کے حوالے کیا اور نماز پڑہنا شروع کیا اور سجدہ میں جان
بجانان تسلیم کی

باب ۱۹ انیسواں خواب میں نظر آنی اہل اللہ کی حکایت

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں بدولت زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حاصل ہے دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمرؓ دائیں بائیں آنحضرتؐ کی جیسی تارے گرد چاند کے
چمکتے ہیں مودب بیٹھے ہیں میں نے بھی سلام علیکم کر کے مودب بیٹھ گیا تھوڑی عرصہ میں حضرت علی کرم اللہ
وجہہ اور امیر معاویہؓ کو یاد فرمایا وہ حاضر ہوئے پھر جلد رخصت ہو گئے حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرماتے جاتے تھے
کہ الحمد للہ ہم پاک صاف تھے اور امیر معاویہ کہتے آتے تھے کہ الحمد للہ ہم بھی پاک صاف ہوئے **حکایت** نقل
ہے کہ ایک ولی اللہ کو خواب میں دولت زیارت آنحضرتؐ نصیب ہوئی کہ آنحضرتؐ ایک مقام پر جلوہ فرما ہیں
اور دائیں بائیں اوس مہتاب رسالتمآب کے دو ستارے چمکتے ہیں اور تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص اور
نورانی چہرہ آئے آپ نے اپنے پاس بٹھا لیا اور بہت پیار کیا اتفاقاً میمون بن مہران صحابی بھی وہاں
حاضر تھے میں نے ان سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھے ہیں وہ کون ہیں کہا دائیں طرف حضرت
صدیق اکبر اور بائیں طرف حضرت عمر خطابؓ ہیں اور آپ کے آگے حضرت عمر بن عبد العزیزؓ ہیں
حکایت نقل ہے کہ کسی بزرگ نے حضرت ابراہیم ادہمؓ کو خواب میں دیکھا کہا کیا معاملہ پیش آیا اور
حاکم حقیقی نے کہا اسکے فضل و کرم بے حد و شمار کا کس جان و زبان سے شمار کروں کہ شمار سے مجھ کو باب الشمس میں مقام
عطا ہوا میں نے کہا باب الشمس کس مقام کا نام ہے بولے وہ ایک بالا مکان عظیم الشان مثل بیوت عرش معلی
ہے اور وہ درجہ سوا اولیاء اللہ عالی درجہ کے کسی کو نصیب نہیں ہوتا اور بہت بڑی دولت ہاں دو سلیمانی
پروردگار ہے کہ اپنی فضل و کرم سے ہر روز ستر بار روزی کرتا ہے **حکایت** نقل ہے کہ ایک بار کسی نے
خواب دیکھا کہ جنت بکمال حسن و جمال آراستہ و پیراستہ ہے اور ایک عالیشان مکان درخت نوری میں معلق ہے
اور ایک کرسی مکلف یاقوت سرخ کی نہایت تکلف سے اوس کے پاس بچھی ہے اور اوس پر ایک جوان کامل الایمان
لباس پوشاک سے آراستہ جلوہ فرما ہے اور اوس کو خلیل اللہ کہا جاتا ہے اور ہزار فرشتے مژدہ سناتے خوشخبری
دیتے مانند ہالہ کے گرد اوس ماہ پارہ کے ہیں میں نے متحیر ہو کر کہا یہ کیا شخص ہے اور یہ چاند سا چہرہ آفتاب
سا چمکتا کون ہے کہا یہ جوان مالک بن دینارؓ ہیں کہ دنیا میں بھی مالک حقیقی کی تابعداری میں ہمیشہ جان
نثاری کرتے رہے اور گرد اونکی بارہ ہزار فرشتے خوشی کرتے خوشخبری سناتے ہیں اور فرماتے یہ آیہ کریمہ سورہ
ق کا لَهُمْ مَا يَشَاؤُنَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ادا کرتے ہیں یعنی تم نے ساری عمر ساری کی خواہش ہماری خواہش پر

سے آگے خاک کر دی اور سب ساز و سامان دنیا جہان میں آگ لگا دی اوسکی بدلی ہمنی تمکو یہہ دولت عطا
کی خوب کہاؤ اور پہنو اوڑہو اور جو جی چاہی سو اور جا ہو اور مانگو اور ہم اپنی طرف سی وہ نعمت عطا کرینگے
جو کبھی تمہاری وہم و خیال میں نہیں گذری پھر اور طرف جا کر دیکھا تو عجب تماشا قدرت خدا کا دیکھا کہ ایک
شخص ہی بڑا عالیشان نہایت معظم و مکرم محبت خدا میں بیخود ہی اور ذوق شوق دیدار پروردگار میں دریا سی
اوس کے ہیں اور ٹکٹکی باندہی ہزار ہزار میں ہیں حیرت میں آکر پوچھا یہہ کون ہیں کہا کہ یہہ معروف کرخی
ہیں کہ وقت بیدار ہوشیار نہیں ہی ہیں اور انتظار میں مدہوش رہتی ہیں حکایت نقل ہے کہ کسی بزرگ
نے حضرت یحیی بن اکثم کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ جناب باری میں تمہارا کیا معاملہ ہوا کہا اوسکی عنایت
اور غایت شفقت کو جی چاہی کہ زبان سے ادا کروں کہ جیسا ہے ارشاد ہوا کہ ای یحیی دنیا میں کیا کیا اور
ہمارے واسطے کیا لایا میں نے عرض کیا کہ ای میرے مالک میں حسب الحکم مخبر صادق کے الدنیا سجن المومن وجنۃ
الکافر قید خانہ دنیا سی موافق ارشاد تیرے کے فاذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون بہزار
خواری و زاری چھوٹ کر سرکار رب العالمین آیا ہوں وہ قیدی جب قید خانہ سی چھوٹتا ہی تو صدر سوال
ہو جاتا ہے وہ مستحق لینی کچھ ہی لایق دینی کی چنانچہ ہر ایک اوسکی حال پر رحم کرتا ہے اور حسب لیاقت اپنی اوسکی
ساتہہ عنایت کرتا ہے چنانچہ اب میں قید دنیا سی بہزار خواری و زاری چھوٹ کر آپکی در دولت پر بڑی آس
کر کے آیا ہوں دیکہوں در رحمت سے کیا عنایت ہوتا ہے کہ بہت شہرت بندہ نوازی اور کارسازی کی سنی
اور دیکہی ہے کہ تو نے بیحد و شمار گنہگار آفت گناہ سی چھڑائی ہیں اور عالی درجہ کو پہنچائی تیری لطف و کرم
سے کیا عجب ہے کہ اس غلام کو بھی اپنی مراد کو پہنچا دی اور آفات قبر اور حشر سی بچا دی فرمایا ای یحیی تو نے سچ
کہا کہ مجھ سی زیادہ میرے بندی کی حق میں کون شفیق اور مہربان ہے جا خوش ہو اور خوشی کر ہو کہ تجھکو بھی
جنت عطا کی اور تیری مغفرت فرمائی حکایت نقل ہے بشار بن غالب سے کہ بعد وفات رابعہ بصری کے
میں ہمیشہ اوسکی واسطے دعا و درود کا ثواب بخشا کرتا تھا ایک رات رابعہ کو خواب میں دیکھا بولی ای بشار خدا تجھکو
نجات کی بشارت دے اور خوش رکھے میں تجھ سے بہت خوش ہوں کہ تو ہمیشہ مجھکو دعا و درود وغیرہ کا ثواب
پہنچاتا ہے اور خوش کرتا ہے پس جو کوئی مردوں کو ثواب کسی چیز کا بخشتا ہے اول اللہ تعالی اوسکو قبول فرماکر

فرشتونکو فرماتا ہے کہ بطور تحفہ کی نوری خوان میں نوری کپڑی سی ڈہانک کر اوس مردہ کی قبر پر کمال
اعزاز سی پہنچا وپس فورا فرشتی پہنچاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ای فلانی بیٹے فلانیکی تحفہ تجکو فلانی نے
بہیجا ہے پہر وہ مردہ بہت خوش ہوکر کمال خوشی سی اوسکو لیتا ہی اور اوسکی سبب سے مردے گنہگار عذاب سے نجات
پاتے ہیں اور نیکوکاروں کے درجے بلند ہوجاتے ہیں پس میں بہت مسرور ہوا اور روز معمولی جاری کیا حکایت ۵۵
نقل ہے ایک بار رسامی کا ایکمرتبہ کشتی میں سوار تہا قدرت خدا کشتی بیچ میں ڈوب گئی فضل الہی سی سب بچ گئے
مگر ایک نوجوان یار میرا ڈوب گیا اسکو اوسکا بہت غم والم ہوا ناگاہ میںنے اوسکو خواب میں دیکہا پوچہا کہ کیا حال
گذرا بولا شفقت جناب باری کس طرح جانتے بیان کرون کہ ڈوبتے ہی مجہی دریای رحمت میں ڈبو دیا اور مقام
عالی مقام شمس پر پہنچا دیا میںنے کہا شمس کس مقام کا نام ہی بولا وہ ایک بڑا مکان عالیشان ہے کہ سوای شہیدان
دریا میں ڈوبے ہووںکی وہ کسی اور کو نہین ملتا حکایت ۵۶ نقل ہے موسی بن عیسی سی کہ ایک مرتبہ خراسان
میں تہیر یا میں ایک شخص بزرگ آئے اور کہا کہ تم شداد موذن کو بہی جانتے ہو میںنی کہا تمہاری اونسی کیا غرض ہے
بولی کہ ان دنا میں خواب میں جنت دیکہی ناگاہ وہاں آذان کی آواز سنی میںنی حیرت میں آکر پوچہا کہ یہ آذانکی
آواز کہانسی آتی کہا کہ یہ آواز دلنواز شداد موذن کی ہی کہ جب دنیا میں آذان دیتا ہی جنت میں اوسکی
آذانکی آواز آتی ہی حکایت ۵۷ نقل ہے حضرت ابراہیم ادہم سی کہ ایک مرتبہ بشر حافی کو خواب میں دیکہا
کہ ایک آستین میں کچہہ بہرا ہے میںنی کہا کہ دربار جناب باری میں کیا معاملہ گذرا اور آستین میں کیا بہرا ہے کہا جو کچہہ
اوس خداوند لم یزل نے مجہپر انعام و اکرام فرمایا کیونکر بیان کرون کہ بیحد و بیشمار ہیں اور آستین میں جو زر و جواہر
ہے کہ جو بعد انتقال احمد بن حنبل رح کی روح پر نثار ہوئی ہین میںنی کہا کہ حضرت احمد بن عبد اللہ اور حضرت یحیی بازہو
کا حال کہو کس حال میں ہیں کہا ابہی اونسی ملاقات ہوئی تہی فضل الہی سے عرش معلی کی نیچی مقام پایا ہے سبحان اللہ
کیا اونچا پایہ پایا ہے کہ ہر ساعت و ہر لحظہ دیدار جناب باری سے بہت بشاش و بشاش ہین اور نہایت خوش و خرم ہین
اور یہ مضمون ارشاد حضرت حافظ کے تازہ دم ہین سے گشتہ ام در جہان آخر کار رہ دلبری برگزیدہ ام کہ مپرس
ہیچو حافظ غریب از رہ عشق بمقامی رسیدہ ام کہ مپرس سے خاطرم وقتی ہوس کردی کہ بینم چیزہا تا ترا دیدم
نگردم جز بدیدارت ہوس حکایت ۵۸ نقل ہے کہ ملک شام میں ایک شخص جہاد میں شہید ہوگیا تہا بعد مدت کے

حلی المرافقی رہی کہا کہ مقام افسوس ہے کہ میں ایک اپنی دوست کی قبر پر فاتحہ کو بھی نہیں گیا پھر اوسیوقت گیا
اور فاتحہ پڑہکر جنگل کی فضا اور ہوا اچھی معلوم ہوئی تو ذرا آنکھ لگ گئی اتفاقًا اوس دوست کو خواب میں دیکھا کہ
عذاب میں گرفتار ہی اور چار و نطرف سے آگ و سیر مار رہا ہی میں بہت متحیر ہو کر پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے بولا کیا
کہوں وزندگی سی ایسی ہے وبال میں مبتلا ہوں گر فضل جناب باری کا ہر دم امید وار ہوں میں مجھکو اوسکا یہہ
حال دیکھکر کمال عبرت ہوئی اور نہایت وحشت جی پر چہا گئی کہ جب اُن کی راہ میں جان دینے والونکا یہہ حال ہی تو ہم
اعلم میں کیا حال ہوگا پھر آنکھ کہل گئی تو آپکو بہت لے دامن رہ جواس پایا آخر کار گرتا پڑتا بہزار خرابی گھر تک آیا
تیسرے دن پھر اوسکو خواب میں دیکھا از بس خوش و خرم پایا کہ سر حلۂ بہشتی و تاج نوری سی بجمال زرق برق
آراستہ تہی متعجب ہوکر پوچھا کہ یہہ کیا معاملہ ہی پہلے تجکو سخت عذاب میں مبتلا دیکھا اور اب بکمال آرام پایا تب
پایا بولا کل ایک قافلہ اسی رہ سے بصرہ کو جاتا تہا اونمین سے کوئی الحمد کو اور قل پڑہکر اہل قبور کو بخشتا تہا پہر ایک ایک
نے اپنی اپنی حصہ کا ثواب پایا مجکو اوسنی اپنی فضل و کرم سے اوسکی بدلی یہہ رتبہ عنایت فرمایا اور سب عذاب قبر و حشر
سے بچایا

باب بیسوان حکایات متفرقات میں

حکایت روایت ہے حضرت عقیل برادر
حقیقی حضرت علی رضی سے کہ ایک مرتبہ سفر میں ہمراہ رکاب فاضت انتساب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے
مشرف تہا مین معجزے عجیب و غریب دیکھے اول یہہ کہ ایک مرتبہ جنگل میں آپکو حاجت رفع حاجت کی ہوئی
اور وہ دشت کف دست چٹیل میدان تہا کہیں درخت و دیوار کا نام و نشان نہ تہا ناگاہ دو درخت ایک
پہاڑ پر نظر آئے حضرت نے مجکو ارشاد فرمایا کہ جلد جاکے اُن دونون درختوں کو ساتھ لیے آ میں جب گیا
ہی وہ دونون درخت سبز بخت فورًا حاضر حضور ہوا پایا اور اوس مدار الصمد کو رکہہ ہوئی آنحضرت نے اونکی
آڑ میں رفع حاجت فرمائی پہر وہ دونون درخت حسب الحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی مقام
چلے گئے دوسری یہہ کہ آگے چلکر ایک مقام پر جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوئے دیکھا تو
بڑا مجمع ہے اور ایک اونٹ بلبلاتا چلا آتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھکر زار زار روکر عرض کرنے لگا
کہ یا رسول اللہ مجکو انکی رسی چھڑا دے اور انکو آخرت کی مار سے بچائیے کہ مجکو ناحق مارتے ہیں اور خود فرمانبردار
جناب باری سے چھڑاتی ہیں آنحضرت نے او ستو ہمسے فرمایا کہ کیوں اچھی تنخ زبان کو مارتی ہو اور قیامت کے دن اپنی

کہا ... کرتے ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ چند روز سے یہہ اونٹ باولا ہو گیا ہے کہ ہر ایک کو کاٹتا لاتین مارتا
ہے مجبور ہے اسکا ذبح کرنا مناسب جانا مبادا کوئی شخص ناحق ایذا پاوی تب حضرت اونٹ کی طرف متوجہ ہو
کر تو کیون دیوانہ ہوا ہے کہ سبکو کاٹتا لاتین مارتا ہے جب اوسنی صاف صاف عرض کیا کہ یا رسول اللہ چند روز سے
اسقوم نے نماز عشا کی بالکل چھوڑ دی ہے اور کہا ہے کہ خواب غفلت مین ایسی سوتے ہین کہ پھر کروٹ نہین لیتی ہو
اسی سے کانپتا تھراتا ہون کہ مبادا انکی وبال مین کہین مین بہی گرفتار ہو جاؤن کہ غضب الہی سے منہ پھیرنا
گویا قہر الہی اپنے سر لیتا ہی اسی حالت بیقراری مین کبہی اپنا منہ ... ہوتا ہون سید ہرگز نہین
چھوڑتی اور جانتی ہین کہ یہہ اونٹ دیوانہ ہو گیا جو رسی توڑ کر کاٹتا لاتین مارتا ہے آپ اسقوم کو عذاب آخرت سے
ڈراتے اور نصیحت فرماتے کہ اول نماز عشا سے ہرگز نہ سوئین پھر جو مین کچھ حرکت کرون تو خون اوار ...
پھر سزا کا سزاوار ہون تب حضرت نے اسقوم کو نہایت تنبیہ تاکید فرمائی اور سبنے توبہ کی اور پھر نماز
عشا ترک نکی ... پیغمبر نے یہہ کہ جب ... ایک جنگل مین مجھکو پیاس نہایت بیقراری ... پانی
تہا حضرت نے ارشاد کیا کہ اس پہاڑ تک پاس جا کر کہو کہ نبی آخر الزمان نے مجھکو پانی ... چنانچہ مین
گیا اور پیام ادا کیا پہاڑ کمال تعظیم سے پیش آیا اور ... ندامت مین ڈوب گیا اور کہنے لگا کہ میرا سلام ...
عرض کرنا کہ یا حضرت جس روز سے یہہ آیت کریمہ اوتری ہے کہ فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارۃ سنی ہے
خوف عذاب دوزخ سے ہوش و حواس باختہ ہوا اور رات دن زار زار روتا رہتا ہون کہ ایندہن دوزخ
دوزخ کے عذاب سے بچانا اس سبب سے مجھ مین ایک قطرہ پانی کا نام و نشان نہین چنانچہ درخت پہاڑ سے
... اور ... نہین واحد حکایت نقل ہے عبد اللہ بن ... طرطوسی سے ... محمد بن احمد
عابد کرامت ... فرمائی تہی کہ ایکبار ... بعد نماز عصر بیت المقدس مین باب سلیمان پر
بیٹھا تہا کہ ناگاہ دو شخص ... صورت آدمی کی ... میرے پاس آئی اور دو
ذرا دور بیٹھی مجھکو ... معلوم ہوا کہ ... پوچھا کہ آپ کون ہین کہا مین خضر ہون اور وہ الیاس
مین پھر مجھکو کہا کہ تم کچھ خطرہ نکرو ... ایک ... بتا دین اسپر عمل کروگی تو بہت فائدہ اوٹھاوگی یعنی جمعہ
کے دن بعد نماز عصر ... بیٹھ کر ... یا اللہ یا رحمن یا رحیم پڑہنا ... مراد دل

پورے کریگا تب تو مین بہت خوش ہوا اور جھجک ڈر سب جاتا رہا پھر مینے پوچھا کہ اولیاء اللہ کا حال تو آپکو خوب
مفصل معلوم ہوگا کہا کہ ہان حقیقت حال یہہ ہے کہ جب آفتاب جمال آنحضرت باوجود سراپا سوز جناب رسالت مآب ص
اس دار دنیا سے غروب ہوا اور تمام جہان بچشم جہانیان تنگ و تاریک ہوگیا زمین نے بکمال نالہ و زاری
جناب باری مین عرض کیا کہ خداوندا تو نے اپنے حبیب جان جہان کو اوٹھا لیا گویا جی جانکو نکال لیا اور مجھکو طوفان
غم والم مین ڈبا دیا اور اونکی رونق سے مجھکو بے رونق کر دیا اب قیامت تک کوئی نبی نہو گا کہ جسکے سہارے
سے اپنے دل شکستہ کی تسکین کرون اور اس مجلے جی کو سمجھاؤن حاکم حقیقی نے فرمایا کہ اے زمین نہ گھبرا اور واویلا
نہ مچا کہ تجھکو روشنی اولیاء امت محمدیہ سے آفتاب سا چمکا دونگا اور آسمان سے زیادہ رونق بخشدونگا اونکی
دل انبیا روشن لوگون سے روشن ہونگے اور سب کارخانہ تیری اونکی واسطے سے ستور جاری رہینگے چنانچہ جناب باری
نے وعدہ پورا کیا کہ ہر زمانہ مین سو اولیاء اللہ کے واسطے سے یہہ سب کارخانہ اور آخرت کی جاری فرمائے اور اونکا اہل خدمت
مقرر کیا اور وہ اولیاء اللہ کہلاتے ہین اور بہتر اور ہین وہ نجبا اور ابدال کہلاتے ہین اور چالیس اور ہین
وہ اوتاد کرکے مشہور ہین اور دس بلقب اللہ کا لقب ہین اور سات سے عرفا نامزد ہین اور تین مختار کہلاتے
ہین اور سب کے سردار ہین وہ غوث کہلاتے ہین پس جب وقت وفات نوبت کا آتا ہی تو اونکی مقام ایک
صاحب اون تین مین سے قایم ہوتی ہین اور ایک صاحب سات مین سے بجای اونکی اور دس مین سے ایک صاحب مقام
اونکی اور چالیس مین سے ایک صاحب بعوض اونکی مقرر و قایم ہوتی ہین اور سب طور پر یہہ سلسلہ درجہ بدرجہ تا قیامت
جاری رہیگا اور بعضے اونمین مثل غوث روشن دل ہین بحکم محکم فخر بنی آدم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ہم
پہلون انبیاء علیہ السلام اولی العزم کے ہین اور حقیقت مین سب انبیاء ایک ہی [illegible] ہین مگر بلحاظ بعضے احکام
مین تنہا و حسب ہوتا ہی تا فی الجملہ ہر ایک کے دین و مذہب مین فرق پیدا ہوتا ہے اور [illegible] ہی گئی آنکی وجہ موجب ہویدا
ہو جاوی اور ان مراتب کو رہ اولیاء اللہ کے اصلا ایک دوسرے کو ایک دوسرے کی حقیقت سے کما حقہ آگاہ نہین ہے ورنہ
جو اعلی درجہ والا ہی اوسنے درجہ والیکے درجہ و مرتبہ سے مطلع ہو تو کہتے کہ یہہ فرقہ ہماری خدا کی خدائی سی آگاہ و خبردار
نہین قابل سزا ہی علی ہذا القیاس ہر فرقہ کو اسی قیاس سے قیاس کر لینا چاہیئے یہہ بات سنکر مجھکو بہت اچنبا ہوا فرمایا کہ سورہ
کہف مین [illegible] اور موسی کا قصہ تونے نہین پڑہا جو اسقدر تعجب کرتا ہے پھر مینے کہا کہ مقام قیام آپکا کہان ہے فرمایا کہ

[illegible]

مقرر نہین ہر دم اپنی اپنی خدمت مقررہ مین ہمہ دم اور سرگرم رہتے ہین مجکو جنگل کے خدمت ہی کہ بہولے ہوے
کو راہ بتاتا ہون اور آفت زدہ کو نجات دیتا ہون اور عورت کو جننے کے وقت درد سے چہڑاتا ہون اور الیاس کو دریا
کے خدمت ہے کشتی آدمی جانور ڈوبتے کو بچاتے ہین مین نے کہا مجکو پہر بہی دونون صاحبونکی زیارت نصیب ہوگی کہا
کہ ہان وقت حج اور رحلت اولیا اللہ مین کہ ہم دونون شامل ہوتے ہین اور ایک کاغذ جیب سے نکالا کہ تمام اولیا اللہ
کا نام لکہا تہا پہر دونون صاحب چلے مین نے کہا مین بہی چلون بولے تم ہمارے ساتہہ چل نہ سکوگے پہر حضرت خضر نے
فرمایا کہ مین صبح کی نماز مکہ معظمہ مین رکن شامی پر ادا کرکے بعد نماز اشراق پہر اپنی خدمت پہ جاتا ہون پہر نماز ظہر
مدینہ منورہ مین گذارتا ہون اور روضہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود دعا پڑہ کے پہر خدمت مقررہ
پر جاتا ہون اور نماز عصر بیت المقدس مین پڑہتا ہون بعدہ خدمت معمولی پر سرگرم ہوتا ہون اور نماز مغرب
طور سینا پر ہمراہ اولیا اللہ کے ادا کرتا ہون پہر اپنی خدمت پر مستعد ہوتا ہون اور نماز عشا سد یاجوج ماجوج پر پڑہتا
ہون پہر صبح کی نماز مکہ معظمہ مین جاکے پڑہتا ہون اسیطرح تا قیام قیامت حکم حاکم حقیقی مین سرگرم رہونگا

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ کوئی شخص اپنے لڑکے کو حضرت عمر کی خدمت مین لایا اور عرض کیا کہ یا امیر المومنین
اسکو نصیحت فرمایے کہ ہرگز میری تابعداری نہین کرتا بلکہ ہر بات مین مخالفت کرتا ہی آپ نے لڑکے کو جہڑک کے
ارشاد کیا کہ باپ کی تابعداری مین کیون عذر اور نافرمانی کرتا ہی اس نے عرض کیا کہ یا حضرت سب حقوق باپ کے
بیٹے کی بابت ہین جن باپ پر ہین اول یہہ کہ اوسکی ماں لونڈی باندی نہو تاکہ اوسکو اپنے ہم چشمون مین ذلت نہو دوسرے
یہہ کہ علم دین تعلیم کرے تیسرے نام اچہا رکہے عرض کیا کہ یا حضرت ان تینون باتون مین سے میرے باپ نے ایک بہی
ادا نہین کی موجود ہین دریافت فرمایے کہ میری ماں دو درہم کو خریدی ہے اور علم دین سے ایک حرف بہی مجکو تعلیم
نہین کیا اور نام میرا جعل کہا ہے تب تو حضرت امیر المومنین اوس شخص پر بہت ناخوش ہوے اور فرمایا یہہ نالش جا
ارادل یا دلی تیری طرف سے ہوئی پہر اوس لڑکے کی طرف فیصلہ کیا سیف نقل ہے ابو الحسن کاتب حرمی کہ کتاب
مناقب مین لکہا ہی کہ ایک شخص جہاز پر سوار تہا ناگاہ قدرت خدا سے ایسی ہوا چلی کہ دریا مین طوفان آگیا اور جہاز
ٹکڑے ٹکڑے ہوکے تباہ ہوگیا سب آدمی ڈوب گئے مگر یہہ شخص فضل الہی سے بچ گیا اور ایک تختی پر بہہ گیا زندگی کی
ناامید ہوچکا تہا کہ اتفاقاً قدرت خدا سے وہ تختہ بہتا بہتا کسی ٹاپو مین جا لگا یہہ جہٹ اوتر گیا اور شکر خدا تعالی کا

بجان بجالایا آگے جاکے دیکھی تو ایک مکان مین کوئی آدمی بیٹھا ہے اس سے سلام علیک ہوئی اوسنے کہا
تو کون ہے کہانسے آیا مینے سب گذشتہ اپنے بیان کی بولا کس امت سے ہے کہا کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے
ہون پھر مینے پوچھا تم کون ہو کہا مین امت موسی علیہ السلام سے ہون اور ہم دو بھائی تھے رات دن عبادت
الہی مین مشغول رہتے تھے اتفاقاً قضا الہی سے وہ قضا کر گیا مین تنہا رہ گیا تیرا جی چاہے تو تجکو بھی
یہان رہو کہ ہم تم باقی عمر عبادت الہی مین بسر کرین مینے کہا بہت بہتر ہے چنانچہ مدت تک مین وہان
رہا ایکمرتبہ تفریحاً جنگل مین پہرتا تہا ناگاہ ایک چشمہ نظر آیا اوسکے کنارے کنارے چلا گیا اتفاقاً ایک مقام
پر پہنچا کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص کنارے پر زنجیرون سے جکڑا ہوا ہوا مین معلق ہے اور شدت پیاس
سے واویلا کرتا ہے مجھے دیکھکے کہنے لگا کہ اے بندہ خدا پانی پلا جب مین اوسکے منہ کے پاس پانی لیگیا زنجیرین
اوپر کو کھنچ گئین تین مرتبہ یہی معاملہ گذرا پھر مینے یہ ماجرا دیکھکر کہا تو کون ہے بولا کہ مین قابیل ہون بھائی
ہابیل کو ناحق قتل کیا تہا اوسکے بدلے اس عذاب مین گرفتار ہون اور روز حشر تک گرفتار رہونگا اور جو کوئی
کسیکو ناحق قتل کریگا اوسکا عذاب میری بھی اعمالنامہ مین لکہا جاتا ہے پہر مین ڈر کر الٹا آیا اور یہہ
قصہ اوس عابد سے کہا بعد عرصہ دراز کے ناگاہ خیال گھرکا آگیا مجکو زار زار رونا آگیا اوس عابد نے کہا آج تیری
طبیعت کیون ویسی کیا اولاد کے خیال نے تجکو پریشان حال کیا مینے کہا کہ ہان بولا گھر تیرا کونسے شہر مین ہے
مینے کہا بصرہ مین پہر بادلونکو بلا کر پوچھا تمکو کہان تک جانیکا حکم ہے کہا فلانی شہر تک پہر دوسرے بادلونکو بلایا
اونسے بہی پوچھا اونہون نے کہا ہمکو بصرہ تک جانیکا حکم ہے پہر اونکو اشارہ کیا وہ مجکو ہوا سے اوڑا لیگئے اور لا
بصرہ مین میرے مکان کی چہت پر کہڑا کر گئے قصہ قتل حجاج کا نقل ہے جب حجاج بن یوسف ثقفی ملک پر تسلط پایا اور خدا
ابہی پکڑ کا ر آگیا اور ناحق خون کرنیکا مزا پایا تو درپے قتل حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ کے ہوا اور اونکو تلاش کرایا
کہین پتا نہ پایا ناگاہ ایک مخبر نے اطلاع دی اور پتا بتایا کہ فلانی پہاڑ پر نصرانی عابد کی عبادت خانے کے پاس مین
اوس ظالم نے چند سپاہی دوڑائے کہ جلد پکڑ لاؤ جب سپاہی پہونچے اوس عابد سے پوچہا اوسنے کہا وہ عبادت
کرتے ہین پہر سب سپاہی اونکے پاس جا کھڑے ہوئے جب نماز سے فارغ ہوئے کہا کہ حاکم وقت نے تمکو بلایا ہے فرمایا
ہمسے کیا کام ہے بولے واللہ اعلم ہمکو کیا معلوم ناگاہ شام ہوگئی نصرانی عابد نے باواز بلند کہا کہ تم سب میرے

پاس آجاؤ ورنہ رات کو شیر سب کو کھا جاوینگے پھر بیابان ہی جا بیٹھی جا بد کیطرف چلی اورجہ
آپ نہ گئی کہ خلاف ادب ہے مکان میں میرا گذر نہوگا بیابان ہی کہا مجکو ڈر ہے کہیں بھاگ کر بچا یا
کہیں شیر نہ کھا جاوے تو ہم امیر کو کیا جواب دینگے فرمایا یہہ سب خیال محال اپنے جی سے دور کرو پھر وہ شب عبادت خانہ
کے چھت پر چڑہ گئے اور وہ ایسی نگہبانی کرتی رہی جب بہت رات گئی سعید عبادت الٰہی میں مشغول ہوئے
اور شیر گرد اونکے حفاظت کرنے لگے جب عبادت سے فارغ ہوئے اور صبح ہوگئی آپنے فرمایا ای شیر اگر کچھہ کہنا ہے تو
کہہ ورنہ چلا جا کیونکہ عبادت میں ناحق خلل نہ ڈال پھر وہ شیر عاجزی کرتا دم ہلاتا چلا گیا آپنے نماز صبح کی ادا
کی یہہ سب حال دیکھکے وہ سب پیادے آگے اونکے قدموں پر گر پڑے اور بہت معذرت کرنے لگے کہ وائے ہماری ایسا امام
جو ایسی کمال الاسلام کو ناحق قتل کرانیکو لیے جاتے ہیں پھر سب نے کہا ہم سب آپکی مرضی کے تابع ہیں اگر آپ اس
بلا سے بچ جاویں اور ہم سب مارے جاویں بلا سے فرمایا تمہاری عنایت ہے مگر مجکو اپنی بدلے کسیکو ایذا دینی منظور نہیں
جان جانیکا کیا ذکر ہے اگر مقدر میں موت اسیکے ہاتھ سے لکہی ہے تو کچہہ عذر نہیں آخر ایک روز مرنا ہی ہوگا
کیونکر بھاگ سکتے ہیں پھر آپ انکی ساتھ گئے جب قریب شہر پہونچے فرمایا کہ مجکو وقت اپنا اخیر معلوم ہوتا ہے آج کی رات
مہلت دو تو کچہہ سامان سفر آخرت کر لوں اور اپنی خاوند حقیقی کی دل کہولکر بندگی ادا کروں شاید عذاب قبر سے اور
آفت قیامت سے نجات پاؤں پھر سب زار زار رونے لگے اور اپنے نفس پر ہزاروں نفرین کرتے اور کمال ایمانداری
حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی اونکو آفرین کہتے تھے پھر آپ غسل کرکے کپڑے بدلکے خوشبو لگا کے جی جان سے
تمام شب عبادت الٰہی میں مصروف رہے بعد صبح کے اوس مظلوم کو دشمن ظالم کے آگے لیگئے اور حجاج سے اوس ظالم سے
کہا کہ ہمنے ایسی عجیب و غریب کرامتیں دیکھیں کہ کبھی دیکھیں نہ سنیں تو بولا جاؤ تم اپنا کام کرو بہت مصاحبت کرو مگر
مگر وہ پھر سعید کو اپنی آگے بلایا اور سختی سے ایسی پیش آیا کہ بیچا ظالم اوس مظلوم سے عداوت قلبی رکہتا تہا باعث اسکے
یہہ تہی اور اونکی کمال دینداری اور حق آگہی سے پھر بیہودہ بکتا تہا اور بات ناصواب کے جواب باصواب سے دل کباب
کرتا تہا غرض اس ظالم ملعون نے چاہا کہ کوئی الزام رکھکے اونکو قتل کروں ورنہ بلا سبب قتل کرنے میں بہا والزام
ہوجاوے گا کہ یہہ صاحب اچہے تھے [illegible] راستہ پر تھے اور ایک ظالم اونکا معتقد ہیں تب وہ ملعون انہی ناتراش نے یہہ
مضمون تراشا اور اون سے آگا کہ ناحق اوس نامعقول نے معقول کرنیکا قصد کیا اور سوال فضول کرنی

[illegible] محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مین کیا اعتقاد رکہتی ہو فرمایا وہ نبی برحق اور ہادی
مطلق ہین پہر پوچہا حضرت صدیق اکبرؓ کے حق مین کیا کہتے ہو کہا وہ یار غار اور خلیفہ اول ہین پہر حضرت عمرؓ
کو پوچہا کہا وہ ناصر دین و حامی اہل یقین ہین پہر حضرت عثمانؓ کو پوچہا کہا وہ پاک کرنیوالی گنہگارونکے
اور حامی دیندارونکی ہین پہر پوچہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حق مین کیا کہتے ہو کہا وہ دروازہ علم اور حلم
اور داماد حضرت رسول خدا و بتول ہین پہر امیر معاویہؓ کو پوچہا کہا وہ صحابی اور کاتب وحی ہین تب حجاج حسب
مقولہ مقبولہ سعدیؒ کہ مصرع حسود یکہ یکہ جو خیانت ندیدہ بکار رش نیامد چو گندم طپیدہ یکبارگی شعلہ سا بہڑک
کر آتش غضب سے جلگیا کہا ای سعید تمکو خرابی ہو آپ نے کہا کہ ہان جو نافرمان جناب باری ہو بلاشک اوسکی
دارین مین خواری ہو بولا تمہین کسی قتل کرون فرمایا جسطرح اپنی خواری حشر مین منظور ہو بولا بخشش
چاہتے ہو فرمایا بخشش خاص خاص خدا ہی کے لیے ہے پہر حکم دیا کہ باہر لیجاکے قتل کرو آپ ہنسی بلایا اور کہا یہہ وقت رونیکا
ہے یا ہنسنے کا بولے کہ مجکو حیرت ہے کہ دہر تیرا ظلم حد سے گذرا اور دہر حلم خدا حد سی گذرا جو سزا تجہے ظالم نا
کے روز جزا ہو پہر تو غصہ کے آگ مین جلکر خاک ہوگیا اور اپنی آنکہی قتل کا حکم دیا وہ قبلہ عالم رو بقبلہ
اور یہہ آیہ کریمہ ساتوین پارہ سورہ انعام کی انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا
من المشرکین پڑہی تہی یہہ حال دیکہکے اور بہی آگ ہوگیا بولا قبلہ رو نہ لٹاو تب آپ نے یہہ آیہ کریمہ پارہ
الم سورہ بقرہ کے وبعد المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ پڑہی پہر اوسی ونٹہ بخت نے کہا کہ اوندہا
لٹاو تب آپ نے یہہ آیہ کریمہ سولہوین پارہ طہ کی کہ منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃ اخری آپکے
زبان پر تہی اور تلوار گردن پر پہر شہید ہوگئے حکایت نقل ہے کہ ایکمرتبہ کسی بادشاہ کافر اپنا وکیل بغداد
مین بہیجا اور تین باتین اوسکو تعلیم کردین کہ جو کوئی اسکا جواب دے اپنی دین پر رہے ورنہ ہمارا دین قبول
کری اول یہہ کہ خدا کیا کرتا ہی دوسرا یہہ کہ کیا کہاتا پیتا ہے تیسرے یہہ کہ وہ کیا چیز تہا اور منہ اوسکا
کس طرف ہے پہر اوسنے سب لوگونکو جمع کرکے یہہ تین باتین باواز بلند کہین اتفاقا کسی سے اون حاکم ظالم کے ڈر سے
اوس وقت جواب نہ آیا چالیس دن کی مہلت مانگی اسعرصہ مین جواب دینگی ورنہ تمہارا دین قبول کرینگی قدرت خدا
سے ایام وعدہ تمام ہوگئے وہ وکیل شاہی میدان مین ایک منبر بچہا کے بیٹہا اور سب شہر والونکو جمع کیا

کر جواب دو ورنہ اپنا دین چھوڑو اتفاقاً بمقتضای عالم بشریت ایسی ہیبت حکومت سب پر چھا گئی کہ سب
لاجواب ہے اور زار زار روتے قدرت خدا کے اتفاقاً امام ابو حنیفہ بھی اوس مجمع میں تھے اور پندرہ برس کے
عمر تھی حارث دین سے تاب لا کے بیتاب ہوگئے پھر اوسکی پاس جا کے کہنے لگے کہ تم منبر سے اوترو ہم منبر پر بیٹھ کر
جواب دینگے کہ جواب دینے والے کا درجہ پوچھنے والے سے زیادہ ہے پس وہ سنتے ہی یہہ کلام حق ہیبت حق والے
ڈر کر فوراً اوتر کھڑا ہوا آپ نے منبر پر بیٹھ کر فرمایا کہ اللہ تعالی یہی کرتا ہے کہ تجھے اوتار دیا مجھکو چڑھا دیا تجھکو ذلت
دی مجھکو عزت دی سو حکم اپنی تعز من تشاء و تذل من تشاء الخ ایسی ہی کسیکو عزت دیتا ہے کسیکو ذلیل کو
اتارتا کسیکو چڑھاتا ہے کہ اوسکی یہی شان بیان شان کی لیتا ہے سو حکم فرقان احب للاذعان سورہ رحمان کل
یوم ہو فی شان دوسری یہہ کہ وہ ذات پاک کھانی پینی سی پاک ہے کسی چیز کی حاجت نہیں رکھتا اور وہ سبکی
حاجت روا کرتا ہے تیسری یہہ کہ شمع جو شب کو روشن ہوتی ہی اوسکا منہ بتاؤ کسطرف کو ہے تب ہم اوس
شمع شبستان داریں روشن کرنے والے کا منہ بتادینگے کہ ادھر ہے تب وہ کافر کافور ہو گیا اور سب مسلمانوں کے دل نور
سے معمور ہو گئے حکایت نقل ہے داود طائی شاگرد امام اعظم رح کی کہ جب وہ لمبے ہو فانی او نعمت باقی کی
دولت اونکا دل محبت الہی میں چور اور سب جسم و جان نور الہی سے معمور ہو گیا تو دنیا او معاملات دنیاوی اونکا
جی کو سوں دور دور ہو گیا چنانچہ اپنی مکان موروثی میں گذران کرتی تھی او شب و روز یاد الہی میں
گذرانتے جب وہ مکان بالکل برباد ہو جاتا او قابل رہنے کی نہ رہتا تو دوسری مکان میں گذر کرتے اور
اصلاح مرمت کا خیال نکرتے اتفاقاً ہارون رشید بادشاہ اور امام ابو یوسف اونکی زیارت کو گئے اونہوں نے دروازہ
بند کر لیا ہر چند پکارا نہ کھولا تب ابو یوسف نے تنگ ہو کے کہا جو علم تمنے پڑھا ہے اوسمیں یہہ مسئلہ ہو گا کہ
جو کوئی ملاقات کو آوے اوس سے ملاقات نکرے اور دروازہ بند کر لے فرمایا کہ ہاں یہہ علم جو میں پڑھتا ہوں
تم سے لوگونکی ملاقات کو منع کرتا ہے جیسا جناب مولانا فرماتے ہیں ۞ علم چون بر دل زنی یاری بود
علم چون بر تن زنی ماری بود ۞ علمہای اہل دل حمال شان ۞ علمہای اہل تن احمال شان ۞ اور [illegible]
علم اہل دل میں ۞ خاتم ملک سلیمان است علم ۞ جملہ عالم صورت و جان است علم ۞ پھر ناچار ہو کر آپکی اراوہ کی
خدمت میں عرض کیا جب اونہوں نے حکم کیا تو مجبور ہو کر دروازہ کھولدیا او اخلاق فرمایا اور حکم [illegible]

[illegible] اقدام اوہا تکم الحدیث یعنی دخول جنت نان کی فرمانبردار

اور نابعد اسکے میں حاضر ہوا تب بادشاہ نے کہا کچھ حاجت ہو تو فرمایئے فرمایا کہ ہاں بادشاہ ایک گٹھری آٹا اپنی سر
پر رکھکے لادیں بادشاہ نے کہا بہت اچھا مگر رات کو فرمایا کہ دن کو بولا تو جنگل کیطرف سے لاؤنگا کہا دیکھو
لاؤ اور بیچ بازار میں سے آؤ تب تو بادشاہ چپ ہوگیا اور کچھ جواب نہ دیا آپنے کہا کہ مجھکو حاجت آٹے کی نہیں ہے
صرف تمکو آزماتا تھا اس سے بیہودگی یہ بادشاہت کرنی چلی اور ساری جہان کا بوجھ اپنی گردن پر لینی کو تیار
ہوئے کہ اہل دنیا سے اسقدر شرم آئی اور اہل اللہ اور مقربان بارگاہ خدا سے کبھی شرم نہ آئی پھر بادشاہ زار زار
رونے لگا اور بہت زر و جواہر اونکے پاس رکھکے چلا گیا آپنے وہ سب زر و جواہر باہر مکان کے پھینک دیا مجبور ہوکر وہ
دونوں صاحب قبول کر لینگے حکایت نقل ہے کہ ایک بادشاہ قوم بنی اسرائیل سے بہت بڑا ظالم تھا
طرح طرح کی بنا ظلم ڈالتا تھا چنانچہ ایک مکان نیا بنانا شروع کیا ملازموں کو حکم دیا کہ جا بجا ہو کر تو اسکی
اینٹ گارا ڈھلواؤ اور جلد مکان تیار کراؤ ناگاہ ایک عورت حاملہ کے دن پورے ہوچکے تھے اوسکو پکڑا
ہر چند اوسنے عذر کیا کہ مجھکو ذرا مہلت دو کہ درد زہ سے نجات پاؤں تو تمہارے کام میں مجھکو مستعد ہوں
ملازموں نے نمانا بلکہ اوسکو مارنا پیٹنا شروع کیا اوس مصیبت زدہ کو دکھ درد پیٹ سے اوٹھنا بیٹھنا بھی دشوار تھا
سر پر جھلو ڈھلانے اور دوسر کا کیا ذکر تھا آخر کار جب ہر طرف سے مار دھاڑ ہونے لگی اوسکو اپنی زندگی
پہاڑ ہوگئی تب جان سے تنگ آکر جناب الہی میں بحال نالہ و آہ رو کر کہنے لگی کہ اے میرے مالک تیری لونڈی اس
مصیبت اور آفت میں گرفتار ہے اس حال میرا و بال میں کون میرا غمگسار ہے اور ارشاد جناب مولانا
خدایا من بخود [illegible] اے کریم و اے رحیم سرمد ... در گریز از بد سگالان این بدی ... زمین حل نا ہموار
تا ببینم روضۂ نور را ... اے سعادت بخش جان انبیا ... یا بکش یا باز خوانم کہ بیا ... آنکہ زود سرو آزادی کند
قادر ستار غصہ بشادی کند ... آنکہ آتش را کند ورد و شجر ... ہمتو اند کرد این را بے ضرر کیا تو اوسکی حالسے
نہیں خبردار ہے ایسی زندگی سے تو موت بھلی ہے پھر یکایک قہر الہی نازل ہوا کہ وہ بادشاہ ظالم مع سب درباریوں کے
فوراً زمین میں دہنس گیا حکایت نقل ہے کہ ایک بزرگ کی کسی نے دعوت کی اور اپنے گھر لیگیا وہاں جاکے کہا
تھوڑی [illegible] ابھی کہانا تیار نہیں ہوا وہ لوٹ آئے اوسیوقت پھر دوڑا آیا کہ جلدی چلیے کہانا

[illegible]

لپٹ گیا ہوتا ہے جب وہ اسکی گہر آئے بولا ذرا دیر کے بعد آنا پہر وہ بزرگ پہر گئے جب ہی اپنی مکان پر پہونچی تب
سے پہر دوڑا گیا کہ حضرت چلیئے کہانا تیار ہے غرض اسیطرح سات بار اون بزرگوار کو دوڑایا اور اون خلاق
مجسم کے تیوری پر ذرا بل نہ آیا پہر بار خندہ پیشانی آئی اور جاتی اور حرف شکایت زبان پر نہ لاتی بعد اسکی اوس
شخص نے بہت معذرت کی اور عفو تقصیر کرائی کہ اسقدر گستاخی و تکلیف دہی صرف واسطے آزمایش اور دریافت کرنے
آپکے حلم کے ظہور مین آئی فی الحقیقت جیسا سنا تہا اوس سے بہی زیادہ پایا فرمایا یہہ کیا بڑی بات ہے پہر کہتے ہین
یہہ خصلت موجود ہے جب وسکو کہانا دکہلاؤ فوراً چلا آویگا اور جب جہڑک دو گی چلا جاویگا چاہو ہزار بار
اوسکی ساتہہ یہہ معاملہ کرو کبہی تنگ نہوگا حکایت نقل ہے کہ اخیر وقت حضرت امام ابوحنیفہ رح کو کمال حوت
پیری اور حد کبیتی سے قوت بالکل حاصل ہوگئی تہی کہ کہانا پینا یک قلم چہوٹ گیا تہا جسا کہ شاہد جناب مولانا ن
تو بہ تن حیوان بجانی از فلک + تا روی ہم بر زمین ہم بر فلک + کعبہ جبریل جانہا سدرہ + کعبہ عبد البطن
شد سفرہ ہر رات بس عبادت الہی مین مشغول رہتی اور کبہی کچہہ کہانا بیکو جی چاہتا تو مسافرین و مساکین کے
ساتہہ کہاتے اور سنت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ادا کرتے اتفاقاً کسی حاسد کو اونکا یہہ حال سنکر اعتبار نہوا
چپکے سے رات کو مسجد مین جا بیٹہا کہ دیکہون امام ابوحنیفہ کب تک عبادت کرتی ہین اور کیا کیفیت وہاں رہتی ہین
دیکہا تو امام صاحب نے نماز عشا سے فراغت کرکے نوافل پڑہنا شروع کئے اور ذوق و شوق محبت عبادت الہی مین
بیخود ہوگئی آخر کو وہ حاسد نیند کی غلبہ سے بد حواس ہو کے وہین ایکطرف پڑ رہا جب جاگتا تہا امام کو عبادت الہی
مین مصروف پاتا تہا یہانتک کہ صبح کو بعد نماز صبح آپکی قدمون پر گر پڑا اور بہت معذرت کرنی لگا کہ یا
حضرت مین آپکو ایسا نجانتا تہا اور بہت بدگمان تہا اسلئے مجکو معاف کیجیے آپنے معاف کر دیا حکایت نقل ہے
حضرت ابراہیم خلیل اللہ کہ محبت الہی مین جان سے چور سراپا نور تہی خوف الہی سے جس وقت جوش و خروش مین آتی
اور زار زار روتے تو کوسون تک اونکی آواز جاتی اور ذکر قلبی کی آواز بہی کوسون تک جاتی اور چہرہ مبارک اونکا جو
دنیا مین گل گلاب ورنگ آفتاب کو شرماتا تہا ایسا ہوجاتا کہ زردی مین زعفران کو پشیمان کرتا فقط

خاتمة الطبع ہزارون شکر پروردگار عالم کو کہ ان دونون کتاب لاجواب حکایات الصالحین
فی حالات الصادقین کا مطبع ہاشمی واقع میرٹہہ مین ماہ صفر ۱۳۰۲ھ باہتمام محمد ہاشم علی صاحب کی چہپکر جلوہ آرا روزگار ہوا

DUE DATE

STACKS

٩٢٠

٣٠٠٨٣ ١٨٨٢

DATE	NO.	DATE	NO.